عمران سیریز
راڈکس
مظہر کلیم
ایم اے

عمران سیریز

راڈکس

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
مُلتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران ----- اشرف قریشی

-------- یوسف قریشی

تزئین ------ محمد بلال قریشی

طابع ------ پرنٹ یارڈ پرنٹرز لاہور

قیمت ----- 80/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول "راڈکس" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں عمران کا مقابلہ ایک ایسے ایجنٹ سے ہوا ہے کہ جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنے لئے چیلنج سمجھتا تھا لیکن اس وقت اس ایجنٹ کی کیفیت دیکھنے والی تھی جب اس کی موجودگی میں عمران اور اس کے ساتھی مشن مکمل کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور اسے موجودگی کے باوجود کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ ایسی حیرت انگیز سچوئیشن بالکل اس محاورے "آنکھوں سے سرمہ چرا لینے" کے مطابق تھی لیکن ایسا ممکن کیسے ہوا۔ یہ واقعی انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ منفرد انداز کا ناول آپ کو پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے مطلع کرتے رہا کریں کیونکہ ناول پر آپ کی لکھی ہوئی چند سطریں میرے لئے واقعی رہنمائی کا باعث بنتی ہیں۔ ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

ملتان سے ملک محمد رمضان اعوان لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں میں شستہ اور معیاری مزاح مجھے بے حد پسند ہے لیکن ایک شکایت بھی ہے کہ شروع سے لے کر اب تک آپ کے تمام ناولوں کی پشت پر آپ کی ایک ہی تصویر شائع ہو رہی ہے۔ کیا اتنے سارے ناول لکھنے

کے باوجود بھی آپ کی شکل میں تبدیلی نہیں آسکی"۔

محترم ملک محمد رمضان اعوان صاحب۔ خط لکھنے اور شستہ اور معیاری مزاح پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو شکایت لکھی ہے وہ بھی شستہ اور معیاری مزاح کی ایک شاندار مثال ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ اتنے سارے ناول لکھنے کے باوجود میری شکل میں تبدیلی نہیں آئی تو اس کا سیدھا سادہ مطلب تو یہی نکلتا ہے کہ قلم کی ہر جنبش کاغذ کے ساتھ ساتھ میرے چہرے پر بھی اپنے نقوش ثبت کرتی چلی جاتی ہے اور اگر ایسا ہے تو ظاہر ہے چار پانچ سو صفحات کا ناول لکھنے کے بعد میرے چہرے کی جو حالت ہو سکتی ہے اس کا تصور آسانی سے کیا جا سکتا ہے اور جہاں معاملہ سات آٹھ سو ناولوں کا ہو وہاں چہرے کی جو حالت ہو سکتی ہے اس کا شاید تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود آپ کی یہ فرمائش کہ تازہ ترین تصویر شائع کی جائے واقعی ستم ظریفی کی اعلیٰ مثال ہے اور اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ ہر ناول لکھنے میں عرصہ لگتا ہے اور اتنے سارے ناول لکھنے پر بہت سا وقت گزر گیا ہے اس لئے وقت کے ساتھ ساتھ چہرے میں تبدیلیاں بھی آجاتی ہیں اس لئے اب تازہ ترین تصویر شائع کی جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد کیا بگاڑ پیدا ہو چکا ہے تو محترم، غالب کا ایک شعر ہی اس کا جواب ہو سکتا ہے

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

تلہ گنگ ضلع چکوال سے محترمہ آر۔جی صاحبہ لکھتی ہیں۔ " میں کافی عرصہ سے آپ کے ناولوں کی قاریہ ہوں۔ آپ کے ناول واقعی دلچسپ اور اچھوتے موضوعات پر مبنی ہوتے ہیں اور ہر ناول میں نیا پن بھی ہوتا ہے۔ ویسے اب آپ کے ناولوں میں زیادہ تر بھاگ دوڑ ہوتی ہے جس میں ایکشن اور سسپنس کی شدید کمی محسوس ہوتی ہے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی صرف بھاگ دوڑ کرتے رہتے ہیں یا بے ہوش ہوتے رہتے ہیں۔ امید ہے آپ اس طرف ضرور توجہ دیں گے"۔

محترمہ آر۔جی صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی شکایت کا تعلق ہے تو چلو آپ نے اتنی بات تو تسلیم کر لی کہ عمران اور اس کے ساتھی بھاگ دوڑ تو کرتے ہیں ورنہ اکثر قارئین کا اصرار ہے کہ اب عمران فون پر بیٹھے بیٹھے مشن مکمل کر لیتا ہے اور اب ناولوں میں بھاگ دوڑ کی شدید کمی نظر آتی ہے۔ جہاں تک بار بار بے ہوش ہونے کا تعلق ہے تو واقعی آپ کی یہ شکایت درست ہے۔ میں نے خود بھی محسوس کیا ہے کہ اب عمران ضرورت سے کچھ زیادہ بے ہوش ہونے لگ گیا ہے اور ایسا نہ ہو کہ کسی بار وہ بے ہوش ہو تو پھر اسے سرے سے ہوش ہی نہ آئے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں آپ کا پیغام عمران تک ضرور پہنچ جائے گا اور عمران میری بات مانے نہ مانے، اپنے کارنامے پڑھنے والوں کی بات

ضرور مان لے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

فیصل آباد سے سلطان احمد ثانی انصاری لکھتے ہیں۔ "آپ کے سماجی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف لکھے گئے ناول خاص طور پر فور سٹارز کے سلسلے کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ آئندہ ہونے والے ملکی الیکشن کے دوران عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم، ایکسٹو، سلیمان، ٹائیگر، جوزف اور جوانا سب الیکشن میں حصہ لے کر منتخب ہو جائیں تاکہ بھرپور طریقے سے سماجی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف جدوجہد کر سکیں۔ امید ہے آپ ضرور میری اس تجویز کو عمران اور اس کے ساتھیوں تک پہنچا دیں گے"۔

محترم سلطان احمد ثانی انصاری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی بے حد دلچسپ تجویز دی ہے لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ سماجی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف جدوجہد صرف الیکشن میں منتخب ہونے والے ممبران ہی کر سکتے ہیں۔ کیا اس کے بغیر سماجی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف جدوجہد نہیں کی جا سکتی۔ کیا معاشرے میں موجود وہ لوگ جو سماجی اور معاشرتی برائیوں کے خلاف انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر جدوجہد کرتے رہتے ہیں لازماً منتخب ممبران ہی ہوتے ہیں۔ امید ہے آپ اس پر پوری طرح غور کرنے کے بعد دوبارہ مجھے خط لکھیں گے تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں تک آپ کی تجویز پہنچائی جائے یا نہیں۔

لاہور سے ذوالفقار احمد لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول واقعی دلچسپ بھی ہوتے ہیں اور منفرد بھی۔ خاص طور پر خیر و شر کی آویزش پر لکھے گئے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ آپ کے ناول جناتی دنیا میں ایک درخت ڈھاک کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے کیا یہ درست ہے اور ڈھاک کے تین پات سے کیا مطلب ہے کیونکہ ڈھاک کے درخت کے صرف تین پات نہیں ہوتے، زیادہ ہوتے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت سے جواب دیں گے"۔

محترم ذوالفقار احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ڈھاک کے بارے میں اس ناول میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ تاریخی لحاظ سے درست ہے۔ جہاں تک ڈھاک کے تین پات کا تعلق ہے تو یہ محاورہ ہے جس کا مطلب کسی بات پر اڑ جانا ہوتا ہے۔ ویسے ڈھاک کے درخت کے تین پات سب سے بڑے اور چوڑے ہوتے ہیں۔ باقی چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس لئے ڈھاک کے تین پات کہلائے جاتے ہیں۔

لیہ سے عاصم حفیظ لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "فائنل فائٹ" بے حد پسند آیا ہے۔ ویسے تو آپ کے تمام ناول ہی مجھے پسند ہیں لیکن "فائنل فائٹ" نے مجھے خط لکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔ البتہ آپ سے ایک درخواست ہے کہ اب آپ بیرون ملک مشنز پر جانے والی ٹیم تبدیل کر دیں اور صفدر، جولیا، کیپٹن شکیل کو فور سٹارز بنا دیں جبکہ فور سٹارز کو بیرون ملک مشنز پر بھجوا دیا کریں۔ اس طرح ایک ہی ٹیم

کی وجہ سے جو یکسانیت پیدا ہوئی ہے وہ دور ہو جائے گی اور نئی ٹیم کی وجہ سے نئے معاملات بھی سامنے آتے رہیں گے"۔

محترم عاصم حفیظ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے ٹیم بدلنے کی بات کی ہے اور اس سلسلے میں مجھے درخواست کی ہے حالانکہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ٹیم کا انتخاب کون کرتا ہے اور جو کوئی بھی کرتا ہے اس کے پیش نظر صرف اس مشن کے مخصوص حالات ہوتے ہیں اور ویسے بھی جولیا اور اس کے ساتھیوں کی ٹیم اب بیرونی مشنز میں واقعی عمران کا ساتھ دینے میں خاصی ٹریننگ حاصل کر چکی ہے لیکن آپ کی یہ بات بھی درست ہے کہ مسلسل ایک ہی ٹیم کی وجہ سے یکسانیت بھی محسوس ہونے لگ جاتی ہے اس لئے یہ تو ہو سکتا ہے کہ ٹیم منتخب کرنے والے تک آپ کی درخواست پہنچا دی جائے۔ لیکن ظاہر ہے فیصلہ تو نہ آپ نے کرنا ہے اور نہ میں نے۔ اس لئے وعدہ تو بہرحال نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ امید پر دنیا قائم ہے اس لئے آپ بھی قائم رہیں اور میں بھی۔ البتہ یہ درخواست میری طرف سے ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہا کریں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا جبکہ سلیمان شاپنگ کے سلسلے میں مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس فارغ تھی اس لئے عمران کا زیادہ وقت مطالعہ میں ہی گزرتا تھا۔ آج بھی ناشتے کے بعد اس نے تازہ اخبارات کو سرسری طور پر دیکھا اور پھر الماری میں سے سائنسی رسالہ اٹھا کر لے آیا جو اس نے پڑھنے کے لئے علیحدہ الماری میں رکھا ہوا تھا۔ ابھی اسے پڑھتے ہوئے کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی لیکن عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اس کی نظریں رسالے پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ کال بیل کی آواز دوبارہ سنائی دی لیکن عمران نے ایک بار پھر سنی ان سنی کر دی۔ چند لمحوں بعد کال بیل تیسری بار بجی اور اس بار تو مسلسل بجتی ہی رہی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

" ارے۔ ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ آج کل تو ایسی مترنم آواز

والی کال بیل ملتی ہی نہیں۔ ارے جل جائے گی۔ بند کرو اسے"...... عمران نے یکلخت رسالہ ایک طرف پھینکتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن کال بیل تواتر سے بج رہی تھی۔ عمران اٹھ کر دوڑتا ہوا راہداری سے گزر کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"بند کرو۔ بند کرو"...... عمران نے اونچی آواز میں دور سے ہی چیختے ہوئے کہا اور کال بیل بجنا بند ہو گئی۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے۔ بچ گئی جلنے سے۔ یا اللہ تو غریبوں کا حامی و ناصر ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے سے اس طرح واپس مڑا جیسے کال بیل بجنا بند ہونے کا مطلب ہو کہ کال بیل بجانے والا واپس جا چکا ہو اور اب دروازہ کھولنے کی ضرورت نہیں رہی۔

"یا اللہ کیسے کیسے لوگ تو نے اس دنیا میں پیدا کر دیئے ہیں جو نہ کسی کے آرام کا خیال کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کے مطالعہ کا۔ بس کال بیل بجانے کا شوق ہوتا ہے انہیں"...... عمران نے واپس مڑ کر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسی طرح بڑبڑاتا ہوا واپس سٹنگ روم میں آیا اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ کر اس نے دوبارہ ایک طرف پڑا ہوا رسالہ اٹھایا لیکن دوسرے لمحے کال بیل ایک بار پھر بج اٹھی اور اس بار بھی مسلسل بجنے لگی۔

"ارے۔ ارے۔ پھر وہی حرکت۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ اس قدر جنونی لوگ بھی ہوتے ہیں اس دنیا میں۔ ارے بند کرو۔ جل جائے

گی اور ایسی مترنم آواز والی کال بیل پھر نہیں ملے گی"...... عمران نے ایک بار پھر رسالہ ایک طرف پھینک کر بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور ایک بار پھر وہ پہلے کی طرح چیختا چلاتا اور کال بیل بند کرنے کا کہتا ہوا دروازے کی طرف دوڑا تھا لیکن اس بار کال بیل بجنا بند نہ ہوئی تو عمران نے مخصوص ہک ہٹا کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ اس کا دروازہ کھولنے کا انداز ایسا تھا جیسے دروازہ کھلتے ہی وہ کال بیل بجانے والے کی ناک پر پوری قوت سے مکہ دے مارے گا لیکن دروازہ کھولتے ہی وہ اس طرح دو قدم پیچھے ہٹ گیا جیسے اسے دروازے پر کوئی بھوت نظر آ گیا ہو۔ دروازے پر جولیا اکیلی کھڑی تھی۔

"تم۔ تم آنے والوں کی اس طرح توہین کرتے ہو کہ دروازہ ہی نہیں کھولتے۔ کیوں"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے اس نے کال بیل سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ موجودہ دور میں بہار اس طرح آتی ہے کہ نہ شگوفے کھلتے ہیں، نہ عطر بیز ہوا چلتی ہے، نہ بادل امڈتے ہیں بلکہ کال بیل بجا کر آتی ہے بہار"...... عمران نے آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے کہا۔

"اب اندر چلو۔ کیا باقی ساری عمر یہیں کھڑے رہنے کا ارادہ ہے"...... جولیا نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کے اس بے ساختہ فقرے کے بعد اس کا غصہ تو غائب ہونا ہی تھا۔

"یعنی۔ یعنی بہار اندر بھی آئے گی۔ اس فلیٹ میں۔ اوہ۔ اوہ۔
واقعی آج کا دن تو میری زندگی کا سب سے سنہرا دن ہے کہ بہار صرف
دروازے تک ہی نہیں آئی بلکہ اندر بھی آرہی ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ کیا
کہتے ہیں کہ آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا۔ میرا مطلب ہے کہ وہ۔ وہ
جائے۔ کھانے کا سامان۔ آج تو کچھ بھی نہیں ہے۔ بہر حال آؤ۔ آؤ۔
بہار کو تو کوئی نہیں روک سکتا"...... عمران نے ایک طرف ہٹتے
ہوئے کہا۔

"یہ غربی اور مفلسی کا رونا تو شاید تمہاری گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔
ہر وقت ایک ہی رٹ۔ ایک ہی بات۔ کیا تم خود بور نہیں ہوتے
ان باتوں سے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
ہی وہ اندر داخل ہوئی تو عمران نے دروازہ بند کر کے مخصوص کنڈی
لگا دی جسے سلیمان باہر سے بھی کھول سکتا تھا اور پھر وہ جولیا کے پیچھے
چلتا ہوا ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جولیا کی بات کا
کوئی جواب نہ دیا تھا۔

"وہ سلیمان کہاں ہے"...... جولیا نے ڈرائینگ روم میں صوفے
پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مارکیٹ گیا ہوا ہے شاپنگ کرنے"...... عمران نے سادہ سے
لہجے میں کہا۔

"اس کے باوجود تم مفلسی اور غربی کا رونا روتے ہو۔ تم نے
پوچھا نہیں کہ میں کیوں آئی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"بہار کیوں آتی ہے سب کو معلوم ہے"...... عمران نے اسی
طرح سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ میں نے سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دیا
ہے اور چیف نے میرا استعفیٰ منظور بھی کر لیا ہے اور میں نے سوئٹزر
لینڈ کے لئے شام کی فلائٹ میں بکنگ بھی کرا لی ہے۔ میں نے سوچا
کہ باقی ساتھیوں سے ملنے سے پہلے تم سے مل لوں کیونکہ اس کے
بعد شاید ہماری ملاقات پھر کبھی نہ ہو سکے"...... جولیا نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے کیسے ہو سکتی ہے۔ اب میرے پاس تو اتنی رقم ہو ہی
نہیں سکتی کہ میں یہاں سے سوئٹزر لینڈ جہاز کا کرایہ ادا کر سکوں اور
پیدل میں پہنچ نہیں سکتا حتیٰ کہ فون کال بھی ان دنوں بے حد مہنگی
ہے اس لئے فون پر بھی ملاقات نہیں ہو سکتی"...... عمران نے بڑے
سادہ سے لہجے میں جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر یکلخت غصے کے
تاثرات ابھر آئے۔

"تو تمہیں میرے جانے پر کوئی دکھ نہیں ہوا"...... جولیا نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ آخری الفاظ کہتے ہوئے اس کا لہجہ گلوگیر ہو
گیا تھا۔

"مس جولیا۔ ہر روح جانے کے لئے ہی آتی ہے۔ کوئی پہلے جاتا
ہے اور کوئی بعد میں جاتا ہے۔ اس میں دکھ اور خوشی والی کون سی
بات ہے۔ آج اگر تم جا رہی ہو تو کل کوئی اور جانے پر مجبور ہو جائے

گا۔ یہ تو روٹین کی بات ہے"...... عمران نے پہلے سے زیادہ خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ یہ میں ہی احمق ہوں کہ تم سے ملنے آ گئی۔ اللہ حافظ"...... جولیا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ ایک منٹ بیٹھو۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے جانے کی۔ فلائٹ شام کی ہے اور فلائٹ کا کیا ہے وہ تو روزانہ جاتی رہتی ہے۔ آج نہ سہی کل سہی۔ کل نہ سہی پرسوں سہی"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ میں آج شام کو ہر حالت میں روانہ ہو جاؤں گی اور س اگر ہو سکے تو ایئر پورٹ پر آجانا"...... جولیا نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ڈرائینگ روم سے باہر راہداری میں آگے بڑھتی چلی گئی اور عمران صوفے پر بیٹھا آنکھیں پھاڑتا رہ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اس کے ساتھ ہی تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جولیا نے جو کچھ بتایا تھا وہ اس کے لئے کسی دھماکے سے کم نہ تھا جبکہ اسے واقعی کسی بات کی خبر تک نہ تھی۔

" ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے خشک اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ آپ عمران صاحب۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے طاہر نے بھی اصل آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" جولیا ابھی میرے فلیٹ پر آئی تھی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کی بتائی ہوئی ساری باتیں بتا دیں۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... طاہر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ کہہ رہی تھی کہ چیف نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے اور وہ آج شام کی فلائٹ سے واپس سوئٹزر لینڈ جا رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

" یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ نہ مجھ سے جولیا نے استعفیٰ کی بات کی ہے اور نہ ہی میں نے اس کا استعفیٰ منظور کیا ہے۔ اس نے ایک گھنٹہ پہلے مجھے فون کیا اور کہا کہ اسے سوئٹزر لینڈ یاد آ رہا ہے اور وہ چاہتی ہے کہ کچھ دن وہاں جا کر گزارے۔ چونکہ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں ہے اس لئے میں نے اسے اجازت دے دی ہے اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ شام کی فلائٹ سے ہی جانا چاہتی ہے۔ جس پر میں نے اسے اجازت دے دی۔ میں نے اسے کہا کہ وہ بہرحال لانگ رینج ٹرانسمیٹر اپنے پاس ضرور رکھے تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں اسے کال کیا جا سکے۔ بس اتنی بات ہوئی ہے۔ نہ اس نے استعفیٰ کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات کی ہے"...... طاہر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کوئی چکر بہرحال چل چکا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کاش بولنے کی بجائے کچھ یاد کر لیتے تو آج یہ نوبت تو نہ آتی"۔ عمران نے کہا۔

"آپ۔ آپ عمران صاحب۔ کیا ہوا۔ خیریت"...... دوسری طرف سے صفدر نے چونک کر کہا۔

"ابھی خیریت پوچھ رہے ہو۔ میں نے تمہیں کتنا کہا۔ کتنی منتیں کیں کہ خطبہ نکاح یاد کر لو لیکن تم نے پرواہ نہیں کی اور نتیجہ یہ کہ اب بہار ہمیشہ کے لئے روٹھ کر جا رہی ہے۔ اب بتاؤ تمہارے بولنے کا کیا فائدہ"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ صبح صبح آپ نے کیا پہیلیاں بجھوانا شروع کر دی ہیں۔ کیا ہوا ہے"...... صفدر نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے جولیا کی آمد اور اس کی بتائی ہوئی باتیں بتا دیں۔

"جولیا جا رہی ہے۔ اور چیف نے اس کا استعفیٰ منظور کر لیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا واقعی وہ جولیا ہی تھی"...... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ صفدر کو بھی ابھی علم

نہیں ہو سکا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب میں جولیا کو بھی نہ پہچان سکوں گا۔ میں نے تمہارے چیف کو فون کیا۔ میرا ارادہ تو تھا کہ اس کو کھری کھری سناؤں جس نے ظالم سماج کا کردار ادا کیا ہے لیکن اس نے یہ کہہ کر میرے سارے غصے پر جھاگ ڈال دی کہ جولیا صرف چند روز کے لئے چھٹی پر جا رہی ہے اور بس۔ جبکہ جولیا نے مجھے خود بتایا ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے جا رہی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ میرے پاس تو پیسے بھی نہیں ہیں کہ میں سوئٹزر لینڈ چلا جاؤں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ عجیب چکر چل گیا ہے۔ مجھے تو واقعی علم ہی نہیں۔ بہرحال میں معلوم کرتا ہوں اور پھر آپ کو فون کروں گا"۔ دوسری طرف سے صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈرائینگ روم سے نکل کر وہ دوبارہ سٹنگ روم میں آگیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب صفدر سب کچھ معلوم کر لے گا۔ ویسے بلیک زیرو سے بات ہونے کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا نے صرف اس کا رد عمل دیکھنے کے لئے استعفیٰ اور ہمیشہ کے لئے جانے کی بات کی ہو گی۔ اس نے رسالہ اٹھایا اور اسے دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر نجانے کتنی دیر گزری تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ڈرائینگ روم اور سٹنگ روم دونوں میں فون سیٹ موجود تھے۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔

عمران نے رسیور اٹھا کر رسالے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ جولیا واقعی ہمیشہ کے لئے جا رہی ہے۔ اس کا واپسی کا کوئی ارادہ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا۔

"اچھا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ اس قدر کٹھور نہ بنیئے۔ میں جولیا کے فلیٹ سے ہی بول رہا ہوں۔ جولیا کچن میں گئی ہے اس لئے اس نے یہ فقرہ نہیں سنا۔ بہرحال میں نے جو کچھ معلوم کیا ہے اس کے مطابق جولیا کی ملاقات آپ کی اماں بی سے کل رات ہوئی ہے"...... صفدر نے کہا۔

عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اماں بی سے ملاقات۔ کہاں۔ کس طرح"...... عمران نے چونک کر کہا۔ اسے واقعی صفدر کی بات سن کر بے حد حیرت ہوئی تھی۔

"جولیا کے ساتھ والے فلیٹ میں ایک خاتون رہتی ہے جن کا کوئی رشتہ دار بھائی آفیسرز کالونی میں رہتا ہے۔ ان کے ہاں کوئی فنکشن تھا اور یہ خاتون اپنے ساتھ جولیا کو بھی لے گئی۔ وہاں آپ کی اماں بی بھی آئی ہوئی تھیں۔ وہاں نجانے کیا باتیں ہوئیں کہ آپ کی اماں بی نے غیر ملکی عورتوں کے بارے میں ایسے کمنٹس دیئے ک[illegible]

جولیا کے لئے وہاں رہنا دوبھر ہو گیا اور جولیا واپس آ گئی اور پھر صبح اس نے سوئٹزر لینڈ واپس جانے کی ٹھان لی۔ اسے معلوم تھا کہ چیف اسے اجازت نہیں دے گا اس لئے اس نے چھٹی کی بات کی لیکن اس کا ارادہ قطعاً واپس آنے کا نہیں ہے"...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اماں بی نے اسے یہ تو نہیں کہا ہو گا کہ وہ اس ملک سے ہی چلی جائے۔ اس کی پہلے بھی کئی بار اماں بی سے ملاقات ہو چکی ہے اور وہ اماں بی کے خیالات سے اچھی طرح واقف ہے۔ پھر نئی کیا بات ہو گئی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہرحال کوئی نہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے۔ آپ پلیز یہاں آ جائیں۔ جولیا کو اس طرح نہیں جانا چاہیئے"...... صفدر نے کہا۔

"سوری صفدر۔ جو میری اماں بی کی وجہ سے جا رہی ہے اسے جانا ہی چاہیئے۔ اس نے اماں بی کی باتوں کا برا منایا ہے تو میں اس کی منتیں کیسے کر سکتا ہوں۔ سوری"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر تکدر کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں۔ پوری ٹیم جولیا کے ساتھ سوئٹزر لینڈ جانا چاہتی ہے چھٹیاں گزارنے"...... دوسری طرف

سے بلیک زیرو کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

" تو جانے دو۔ اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے اور اگر یہ سب مستقل طور پر جانا چاہتے ہیں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا"۔ عمران نے پہلے سے زیادہ خشک لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ جب سے صفدر نے اسے بتایا تھا کہ جولیا اماں بی کے کمنٹس سن کر جا رہی ہے اس کے ذہن پر تکدر سا چھا گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سلیمان آیا ہے۔

" سلیمان"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" جی صاحب"...... سلیمان نے دروازے پر رکتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ وہ عمران کے موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔

" یہ فون یہاں سے اٹھا کر لے جاؤ اور ٹیم میں سے کسی کا بھی فون آئے تو اسے کہہ دینا کہ میں نے ان سے کوئی بات نہیں کرنی"۔ عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

" اچھا صاحب"...... سلیمان نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں چونکہ شاپنگ بیگز تھے اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ شاپنگ بیگز کچن میں رکھنے گیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد سلیمان واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چائے کی ایک پیالی تھی۔

" یہ لیجئے"...... سلیمان نے پیالی اس کے سامنے موجود میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

" شکریہ۔ اب فون اٹھا کر لے جاؤ اور جیسے میں نے کہا ہے ویسے

کرو"...... عمران نے بدستور خشک لہجے میں کہا۔

" صاحب ایک بات کہوں آپ برا تو نہیں منائیں گے"۔ سلیمان نے آہستہ سے کہا تو عمران اس کا لہجہ اور انداز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا بات ہے"...... عمران نے رسالے پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔

" صاحب۔ کتابوں اور رسالوں سے زیادہ انسان اہم ہوتے ہیں"...... سلیمان نے کہا اور فون پیس اٹھا کر اس نے اس کی تار سرکٹ سے علیحدہ کی اور پھر فون پیس اور تار اٹھا کر وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" ادھر آؤ"...... عمران نے کہا۔

" جی صاحب"...... سلیمان نے مڑتے ہوئے کہا۔

" یہ کتابیں اور رسالے انسانوں کے جذبات مجروح نہیں کرتے جبکہ انسان دوسروں کے جذبات مجروح کر دیتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہی تو زندگی کی نشانی ہوتی ہے صاحب"...... سلیمان نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر چھائے ہوئے تکدر کے تاثرات دور ہو چکے تھے۔ اس نے رسالہ بند کیا اور اٹھ کر اسے الماری میں رکھا اور پھر واپس کرسی پر بیٹھ کر اس نے چائے کی پیالی اٹھائی اور

آہستہ آہستہ چائے پینے میں مصروف ہو گیا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ
واقعی یہی زندگی کی نشانی ہوتی ہے اس لئے اسے جولیا کے فلیٹ
جانا چاہیئے کیونکہ بلیک زیرو نے ساری ٹیم کی بات کی تھی۔ ظاہر ہے
کہ ساری سیکرٹ سروس جولیا کے فلیٹ میں اکٹھی ہو چکی ہو گی۔

عامر ایک خوبصورت نوجوان تھا۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی تھا اور
وزارت دفاع میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز تھا۔ ابھی اس کی شادی
نہیں ہوئی تھی اس لئے شام اور رات کا وقت وہ باقاعدگی سے کلبوں
اور ہوٹلوں میں گزارنے کا عادی تھا۔ اس وقت بھی وہ دارالحکومت
کے سب سے مشہور کلب فائن نائٹ کے ہال میں ایک میز پر اکیلا
بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا اور اس کے
سامنے مشروب کا گلاس موجود تھا اور وہ چسکیاں لے کر یہ خوش ذائقہ
مشروب پینے میں مصروف تھا۔ اس کی نظریں پورے ہال کا اس انداز
میں جائزہ لے رہی تھیں جیسے وہ آج رات کے لئے کسی خوبصورت
پارٹنر کو تلاش کر رہا ہو۔ ہال میں خوبصورت اور نوجوان عورتوں کی
کوئی کمی نہ تھی اور سب اپنے لباس اور رکھ رکھاؤ سے اعلیٰ خاندانوں
سے متعلق نظر آتی تھیں۔ عامر کا کردار غلط نہیں تھا لیکن وہ نوجوان

عورتوں سے کمپنی کرنے اور ان سے باتیں کرنے کو برا نہیں
تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ کس سے جا کر کمپنی کی با
کرے کہ اچانک ایک ویٹرس تیزی سے اس کے قریب آ گئی۔

" جناب آپ کی فون کال ہے فون روم میں "...... ویٹرس
قریب آ کر کہا۔ عامر چونکہ اکثر یہاں آتا رہتا تھا اس لئے یہاں کا عم
اس سے بخوبی واقف تھا۔

" میری فون کال اور یہاں۔ اچھا میں دیکھتا ہوں "...... عامر
حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا
جس کی سائیڈ میں فون روم تھا۔ فون روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ و
اندر داخل ہوا اور اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

" یس۔ عامر بول رہا ہوں "...... عامر نے کہا۔

" جوزفین بول رہی ہوں ڈیر "...... دوسری طرف سے ایک
مترنم سی نسوانی آواز سنائی دی تو عامر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے
چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس کے ذہن میں
جوزفین نام کی کوئی غیر ملکی لڑکی موجود نہ تھی جبکہ بولنے والی کا نام
اور لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ غیر ملکی ہے۔

" کون جوزفین "...... عامر نے بے اختیار کہا تو دوسری طرف سے
مترنم نسوانی ہنستی سنائی دی۔

" اس کا مطلب ہے کہ مجھے خود آنا پڑے گا۔ ٹھیک ہے میں آ رہی
ہوں کلب میں تاکہ تم سے تفصیلی تعارف ہو سکے "...... دوسری

طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عامر نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" کون ہو سکتی ہے جوزفین اور مجھے کیسے جانتی ہے۔ کیوں فون
کیا ہو گا اس نے "...... عامر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر فون روم
سے نکل کر وہ واپس اپنی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا ذہن اس
جوزفین کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ اس نے یادداشت پر بڑا زور
دیا لیکن واقعی اسے ایسی کوئی غیر ملکی لڑکی یاد نہ آئی جس کا نام
جوزفین تھا۔

" ہیلو عامر۔ میرا نام جوزفین ہے "...... اچانک وہی نسوانی آواز
عامر کو سنائی دی اور عامر جو اپنے ہی خیالوں میں گم تھا اس نے
چونک کر سر اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا
کیونکہ میز کے قریب ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان غیر ملکی لڑکی
موجود تھی۔ قومیت کے لحاظ سے وہ گریٹ لینڈ کی باشندہ دکھائی
دے رہی تھی اور اس نے انتہائی شوخ رنگ کا اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو آپ ہیں جوزفین۔ میرا نام عامر ہے لیکن آپ مجھے
کیسے جانتی ہیں۔ آپ نے کیسے یہاں فون کیا "...... عامر نے بیک
وقت کئی سوال کر دیئے۔

" یہاں نہیں سپیشل روم میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ وہاں اطمینان
سے باتیں ہوں گی "...... جوزفین نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے
بڑھ گئی تو عامر بے اختیار اس کے پیچھے چل پڑا۔ اسے یوں معلوم ہو

رہا تھا جیسے جوزفین کے اندر کوئی ایسی پراسرار کشش ہے کہ وہ لاشعوری طور پر اس کی بات ماننے پر مجبور ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک سائیڈ میں بنے ہوئے سپیشل روم میں موجود تھے۔ جوزفین نے سپیشل روم کا دروازہ بند کر کے سوئچ پینل پر ایک بٹن پریس کیا اور عامر جانتا تھا کہ باہر سرخ بلب جل اٹھا ہو گا اور اب یہ کمرہ ہر قسم کی مداخلت سے محفوظ ہو گیا ہے۔ پھر جوزفین مڑی اور اس نے الماری کھول کر اس میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو جام اٹھائے۔ انہیں لا کر میز پر رکھا اور خود دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔ عامر کسی معمول کی طرح کرسی پر بیٹھا اسے یہ سب کچھ کرتا دیکھ رہا تھا۔

" تم یقیناً حیران ہو رہے ہو گے کہ مجھے یہاں کے بارے میں سب کچھ علم ہے جبکہ پہلے تمہاری اور میری ملاقات نہیں ہوئی اور نہ تم نے مجھے کبھی یہاں دیکھا ہو گا"...... جوزفین نے مسکراتے ہوئے شراب دونوں جاموں میں ڈلتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں لگاوٹ تھی اور اس کا لہجہ بے حد مترنم تھا۔

" ہاں۔ واقعی میں بے حد حیران ہو رہا ہوں"...... عامر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" میں دو روز پہلے گریٹ لینڈ سے یہاں پہنچی ہوں اور دس سال پہلے میں یہاں سے گئی تھی اور دس سال بعد واپس آکر بھی میں نے یہی دیکھا ہے کہ یہاں کی کوئی چیز تبدیل نہیں ہوئی۔ بہر حال تمہیں

مزید حیرت زدہ کرنے کی بجائے میں بتا دوں کہ اس کلب کے مالک جیمز کارک کی میں سگی بھتیجی ہوں اور انکل جیمز کارک نے ہی مجھے بچپن سے پالا تھا اور دس سال پہلے میں گریٹ لینڈ میں اپنی ممی کے پاس چلی گئی تھی کیونکہ میرے والد میرے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اور میری ممی نے وہاں گریٹ لینڈ میں دوسری شادی کر لی تھی اور انکل جیمز مجھے اپنے ساتھ پاکیشیا لے آئے۔ وہ کئی سال پہلے یہاں مستقل طور پر شفٹ ہو گئے تھے اور یہ کلب انہوں نے بنایا تھا۔ پھر جب میں دس سال کی ہوئی تو میری ممی کے دوسرے خاوند بھی فوت ہو گئے اور ممی وہاں اکیلی رہ گئی تو انہوں نے مجھے بلا لیا اور میں ان کے ساتھ رہنے لگی۔ اب چھ ماہ پہلے میری ممی بھی فوت ہو گئی ہیں۔ میں تو وہاں رہنا چاہتی تھی لیکن انکل جیمز نے مجھے یہاں بلوا لیا اور میں انکل کی بات نہیں ٹال سکتی اس لئے میں یہاں آ گئی ہوں"۔ جوزفین نے شراب کا ایک جام عامر کے سامنے رکھتے ہوئے اپنے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ لیکن تم میرے بارے میں کیسے جانتی ہو"...... عامر نے شراب کا جام اٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ عادی شراب نوش نہ تھا لیکن بہر حال شراب پینے میں کوئی حرج بھی نہ سمجھتا تھا کیونکہ جس سوسائٹی میں وہ اٹھتا بیٹھتا تھا وہاں شراب عام استعمال کی جاتی تھی۔

"یہی بات بتانے کے لئے تو میں نے یہ لمبی چوڑی تفصیل بتائی ہے۔ میں نے گریٹ لینڈ میں کمپیوٹر سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی

ہے اور میں چاہتی ہوں کہ یہاں اپنی اس تعلیم سے فائدہ اٹھاؤں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وزارت دفاع میں اس سلسلے میں کچھ ایسی پوسٹس موجود ہیں جن سے مجھے دلچسپی ہے لیکن وہاں کسی غیر ملکی کو سروس نہیں دی جاتی حالانکہ میرا بچپن پاکیشیا میں ہی گزرا ہے لیکن اب بہرحال میں گریٹ لینڈ کی باشندہ ہوں۔ مجھے ایک صاحب نے بتایا کہ وزارت دفاع کے ڈائریکٹر جنرل عاطف رضا صاحب اگر چاہیں تو ان کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ مجھے سروس دے سکتے ہیں اور تمہارے عاطف رضا صاحب سے گہرے تعلقات ہیں کیونکہ تم ان کے قریبی رشتہ دار ہو۔ پھر جب میں نے تمہارے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ تم یہاں اس کلب میں آتے جاتے رہتے ہو۔ میں نے یہاں کاؤنٹر پر کہہ دیا کہ جب بھی تم آؤ تو مجھے اطلاع دے دی جائے۔ میں انکل کے ساتھ کلب کے رہائشی حصے میں ہی رہتی ہوں۔ چنانچہ مجھے کال کر کے اطلاع دی گئی۔ میں نے سوچا کہ تمہیں فون کر کے وہیں رہائشی حصے میں بلوا لوں لیکن تمہاری بات سن کر مجھے احساس ہوا کہ جب تک تم سے تفصیلی ملاقات نہیں ہوتی تب تک بات نہیں بن سکتی اس لئے میں یہاں آ گئی اور پھر مجھے تمہاری نشاندہی کر دی گئی اور میں تمہارے پاس پہنچ گئی"...... جوزفین نے شراب پینے کے ساتھ ساتھ مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ پھر عامر نے اس کی تعلیم اور تجربے کے بارے میں ضروری باتیں پوچھیں اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیا۔

"سوری جوزفین۔ میں تمہیں کوئی غلط امید نہیں دلانا چاہتا۔ عاطف رضا صاحب میرے دور کے رشتہ دار ضرور ہیں لیکن وہ انتہائی بااصول اور سخت مزاج آدمی ہیں اس لئے وہ میری تو کیا کسی کی بات نہیں مانیں گے۔ پھر تمہیں ملازمت کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے"۔ عامر نے کہا۔

"مجھے واقعی ضرورت نہیں ہے لیکن میں اپنی تعلیم کو ضائع بھی نہیں کرنا چاہتی۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم میری ملاقات عاطف رضا صاحب سے کروا دو۔ کسی ایسی جگہ جہاں کوئی اور مداخلت نہ کر سکے۔ مجھے یقین ہے کہ میں انہیں منا لوں گی"...... جوزفین نے کہا تو عامر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تم سمجھ رہی ہو گی کہ عاطف رضا صاحب میری طرح جوان ہوں گے۔ ارے نہیں۔ وہ ریٹائرمنٹ کے قریب ہیں اس لئے تم انہیں نہیں منا سکو گی"...... عامر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر پہنچنے والا آدمی جوان نہیں ہو سکتا اور میرا یہ مطلب بھی نہیں تھا جو تم نے سمجھا ہے۔ میرا مطلب تھا کہ جب میں انہیں تفصیل بتاؤں گی تو وہ ضرور بات مان جائیں گی اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر ملاقات کرا دو تو چاہے وہ مانیں یا نہ مانیں لیکن تمہاری میری دوستی بہرحال ہو جائے گی۔ ایسی دوستی کہ تم خود اس دوستی پر فخر کرو گے"...... جوزفین نے کہا۔

"کب ملنا چاہتی ہو"...... عامر نے دوستی کی بات سنتے ہی چہک

کر پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی کیونکہ اسے
بھی جوزفین بہرحال بے حد پسند آئی تھی۔

"اگر ابھی ملا دو تو پھر باقی رات ہم کمپنی بھی کر سکتے ہیں"۔
جوزفین نے بڑی بے باکی سے کہا۔

"اوہ۔ تو آؤ۔ عاطف رضا صاحب اس وقت آفیسرز کلب میں ہوں
گے۔ وہاں آسانی سے ملاقات ہو جائے گی"...... عامر نے اٹھتے ہوئے
کہا۔

"لیکن وہاں تو بڑا رش ہوگا"...... جوزفین نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں چند ہی لوگ ہوتے ہیں بوڑھے اور ریٹائر ٹائپ۔
کسی بھی کمرے میں بیٹھ جائیں گے۔ وہاں کس نے آنا ہے"۔ عامر
نے کہا۔

"پہلے ان سے فون پر بات تو کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں جائیں
اور وہ سرے سے ملنے سے ہی انکار کر دیں"...... جوزفین نے کہا۔

"اچھا۔ ٹھیک ہے"...... عامر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔ جوزفین اس کے پیچھے تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ فون روم میں پہنچ
گئے۔ عامر نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر
میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ ہونے والی بات چیت
جوزفین بھی سن سکے۔

"آفیسرز کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں عامر حیات بول رہا ہوں۔ یہاں میرے انکل وزارت دفاع

کے ڈائریکٹر جنرل عاطف رضا صاحب ہوں گے ان سے بات تو کرا
دیں"...... عامر نے کہا۔

"جی بہتر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ عاطف رضا بول رہا ہوں"...... تھوڑی دیر بعد ہی ایک
بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"انکل۔ میں عامر حیات بول رہا ہوں۔ آپ سے ایک انتہائی
ضروری کام ہے۔ ایک خاتون دوست میرے ساتھ ہیں اگر آپ چند
منٹ دے دیں تو ہم حاضر ہو جائیں"...... عامر نے کہا۔

"خاتون دوست اور مجھ سے ضروری کام۔ کیا کہہ رہے ہو"۔
دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ اجازت تو دیں۔ تفصیل وہیں بتا دوں گا۔ صرف چند منٹ
لوں گا آپ کے۔ پلیز انکل"...... عامر حیات نے منت بھرے لہجے
میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آ جاؤ۔ میں باہر کہلوا دیتا ہوں"۔ عاطف
رضا نے کہا اور عامر نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"آؤ"...... عامر نے مڑ کر ساتھ کھڑی جوزفین سے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"ہاں چلو۔ اب میں مطمئن ہوں"...... جوزفین نے بھی
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عامر کی کار میں
سوار اس کلب سے نکل کر آفیسرز کلب کی طرف بڑھے چلے جا رہے

تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفیسرز کلب پہنچ گئے اور دربان نے انہیں نہ صرف اندر جانے کی اجازت دے دی بلکہ انہیں یہ بھی بتا دیا کہ عاطف رضا صاحب ان کا سپیشل روم نمبر آٹھ میں انتظار کر رہے ہیں۔

" حیرت ہے کہ وہ سپیشل روم میں ہمارا انتظار کر رہے ہیں"۔ عامر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

" تم نے بات ہی اس پراسرار انداز میں کی ہے کہ انہیں سپیشل روم میں پہنچنا پڑا"...... جوزفین نے ہنستے ہوئے کہا تو عامر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں سپیشل روم نمبر آٹھ کے بند دروازے کے سامنے موجود تھے۔ عامر نے دروازے پر دستک دی۔

"کم ان"...... اندر سے وہی بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی تو عامر نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جوزفین بھی اندر داخل ہوئی تو سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر لیکن صحت مند عاطف رضا بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے اور آنکھوں میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید انہیں خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ عامر اپنے ساتھ کسی غیر ملکی لڑکی کو لے کر آئے گا۔

" یہ جوزفین ہے انکل۔ فائن نائٹ کلب کے مالک کی بھتیجی"۔ عامر نے جلدی سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" بیٹھو"...... عاطف رضا نے قدرے سخت اور سرد لہجے میں کہا تو

عامر کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جوزفین بیٹھنے کی بجائے تیزی سے مڑی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

" تم جا کیوں رہی ہو"...... عامر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن جوزفین نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے دروازے کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر موجود ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کیا اور پھر دروازے کی اندر سے چٹخنی بھی لگا دی۔

" کون ہو تم اور یہ کیا کر رہی ہو"...... عاطف رضا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ابھی بتاتی ہوں"...... جوزفین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ اس کے کاندھے سے لٹکتے ہوئے بیگ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کا ہاتھ بیگ سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چپٹی نال والا سیاہ رنگ کا پسٹل موجود تھا اور پھر اس سے پہلے کہ عامر اور عاطف رضا چونکتے چٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس پسٹل سے نیلے رنگ کی گیس کی دھار نکل کر باری باری ان دونوں کے چہروں پر پڑی تو عامر کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔ پھر جس طرح ذہن تاریک ہوا تھا اسی طرح اس کے ذہن میں روشنی پھیلی اور عامر نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ وہ ایک کرسی پر نائیلون کی باریک رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو ساتھ والی کرسی پر عاطف رضا بھی رسیوں سے بندھے

ہوئے بیٹھے تھے جبکہ جوزفین ہاتھ میں ایک چھوٹی سی شیشی پکڑے
کھڑی تھی اور اس نے شیشی کا دہانہ عاطف رضا کی ناک سے لگایا ہوا
تھا۔ پھر جوزفین نے شیشی ہٹائی، اس کا ڈھکن بند کیا اور پھر اسے
بیگ میں ڈال کر وہ مڑی۔

" یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ کیا کیا تم نے۔ کیا مطلب "...... عامر نے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" خاموش بیٹھے رہو۔ اگر تم نے شور مچایا تو گولی مار دوں گی"۔
جوزفین نے یکلخت انتہائی بدلے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور سامنے
رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ عامر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
اس کا ذہن بری طرح چکرا رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں ہی نہ آرہا تھا کہ
جوزفین نے یہ سب کچھ کیوں اور کس لئے کیا ہے لیکن ظاہر ہے وہ
رسی سے اس انداز میں بندھا ہوا تھا کہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر
سکتا تھا اور کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ جب تک
باہر سرخ بلب جلتا رہے گا اس وقت تک کوئی اندر داخل نہیں ہوگا
اور نہ ہی کوئی فون کال ہو گی چاہے پوری رات ہی کیوں نہ گزر
جائے۔ یہ ان کلبوں کا اصول تھا۔ چند لمحوں بعد عاطف رضا نے
کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر پہلے انہوں نے بھی عامر کی
طرح بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن جب وہ صرف کسمسا کر رہ
گئے تو ان کی نظریں پہلے عامر پر اور پھر سامنے بیٹھی ہوئی جوزفین پر جم
گئیں۔

" یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کون ہو تم۔ کیوں تم نے یہ سب کیا
ہے۔ عامر یہ کیا چکر ہے "...... عاطف رضا نے کہا۔

" عامر کو کچھ معلوم نہیں۔ اسے تو میں نے صرف تم تک پہنچنے کا
ذریعہ بنایا ہے اور یہ بھی سن لو کہ اگر میں تم دونوں کو یہاں گولی
مار دوں تو ساری رات تمہاری لاشیں یہاں پڑی رہیں گی اور کوئی
اندر داخل نہ ہو گا اس لئے اگر تم دونوں اپنی جانیں بچانا چاہتے ہو تو
میرے ساتھ تعاون کرو "...... جوزفین نے کہا۔

" کیسا تعاون۔ کون ہو تم۔ کھولو مجھے۔ یہ کیا ہے نانسنس"۔
اس بار عاطف رضا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ حیرت کے پہلے
جھٹکے سے نکل آئے تھے۔

" تمہارا ایک بیٹا ہے جس کا نام ڈاکٹر کامل ہے۔ وہ شعاعی
ہتھیاروں کا ماہر ہے اور وزارت دفاع کے تحت کسی لیبارٹری میں
کام کرتا ہے۔ میں نے اس سے ملنا ہے۔ تم اسے یہاں بلواؤ"۔
جوزفین نے عاطف رضا سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

" احمق ہو تم۔ کامل یہاں دارالحکومت میں نہیں ہے۔ وہ ان
دنوں ایک سائنسی کانفرنس میں شرکت کے لئے کارمن گیا ہوا ہے۔
اس کی واپسی دس پندرہ روز بعد ہو گی۔ تمہیں اس سے کیا کام ہے"۔
عاطف رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کام تو اسی سے ہے لیکن کیا تم اپنی بات کنفرم کرا سکتے ہو"۔
جوزفین نے کہا۔

" میں درست کہہ رہا ہوں۔ مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی"...... عاطف رضا نے کہا۔

" دیکھو عاطف رضا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری بیوی فوت ہو چکی ہے اور ڈاکٹر کامل تمہارا اکلوتا بیٹا ہے۔ وہ ابھی غیر شادی شدہ ہے اس لئے تم اپنی رہائش گاہ میں اکیلے رہتے ہو۔ میں نے پہلے ڈاکٹر کامل کے بارے میں چھان بین کی ہے لیکن وہ کسی ایسی خفیہ لیبارٹری میں کام کر رہا ہے جس کا علم نہیں ہو سکا۔ لیکن ظاہر ہے باپ کو تو معلوم ہو گا کہ اس کا بیٹا کہاں ہے اس لئے میں نے عامر کو ذریعہ بنایا اور یہاں تمہارے پاس پہنچ گئی ہوں۔ مجھے ڈاکٹر کامل سے ایک شعاعی ہتھیار کے فارمولے کے سلسلے میں کچھ وضاحتیں کرانی ہیں اور یہ وضاحتیں صرف ڈاکٹر کامل ہی کر سکتا ہے اس لئے اگر تم اسے یہاں بلا لو تو میں اس سے وضاحتیں کرا کے خاموشی سے واپس چلی جاؤں گی ورنہ دوسری صورت یہی ہے کہ میں تم دونوں کو گولی مار کر ہلاک کر دوں اور خاموشی سے یہاں سے چلی جاؤں۔ میں میک اپ میں ہوں اور پھر میک اپ تبدیل کر کے میں دوسرا میک اپ کر لوں گی۔ عامر کو میں نے صرف چکر دیا تھا کہ میں فائن نائٹ کلب کے مالک کی بھتیجی ہوں اس لئے میرے بارے میں کوئی نہ جان سکے گا اور تمہاری ہلاکت کے بعد لامحالہ ڈاکٹر کامل جہاں بھی ہو گا لازماً واپس گھر پہنچے گا اور مجھے معلوم ہے کہ تم مسلمانوں میں اگر کوئی ہلاک ہو جائے تو تیسرے دن اس کے تمام عزیز و اقارب اور دوست

احباب اکٹھے ہوتے ہیں اور اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ڈاکٹر کامل لامحالہ تمہارا اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے چاہے زمین کے کسی دوسرے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو اس تقریب میں لازماً شریک ہو گا۔ اس کے بعد میں اس سے مل کر اپنا کام کرا لوں گی لیکن تم اور عامر دونوں بہرحال مارے جاؤ گے اس لئے اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو پھر سچ بول کر اپنی زندگی بچا لو"...... جوزفین نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم بے فکر رہو۔ صبح سویرے آفس آ جانا۔ میں تمہارے سامنے کامل کو کال کر کے جلد از جلد واپس آنے کا کہہ دوں گا اور جب وہ واپس آئے گا تو میں خود اسے کہوں گا کہ وہ تمہارا کام کر دے"...... عاطف رضا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے۔ وہ یہاں ہو یا باہر خود بخود آ جائے گا"۔ جوزفین نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود چھوٹے سے پسٹل نے شعلے اگلے اور کمرہ عاطف رضا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عامر کچھ سمجھتا اس بار شعلے اس کی طرف لپکے اور اس کے جسم نے ایک زور دار جھٹکا کھایا۔ اسے ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے میں گرم گرم سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس کا سانس اس کے حلق میں کسی

گولے کی طرح پھنس گیا۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لی
دوسرے لمحے اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

عمران نے جولیا کے فلیٹ پر پہنچ کر جیسے ہی کال بیل کا بٹن پریس کیا تو دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر خاور موجود تھا۔

"آپ۔ آئیے۔ آپ کا ہی سب انتظار کر رہے تھے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"اچھا۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ صفدر نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے۔ واہ"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"صفدر نے تو خطبہ نکاح یاد نہیں کیا البتہ تنویر نے اپنے ریوالور میں گولیاں ڈال لی ہیں"...... خاور نے دروازہ بند کر کے عمران کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ کیوں۔ خودکشی تو حرام ہے"...... عمران نے کہا تو خاور بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران راہداری سے گزر کر جب بڑے کمرے میں پہنچا تو وہاں واقعی پوری ٹیم موجود تھی لیکن وہاں اس طرح

خاموشی تھی جیسے کوئی مرگ ہو گئی ہو۔ سب کے چہرے ستے ہو
تھے اور وہ خاموش بیٹھے تھے۔

" السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ یا مہمانان فلیٹ مس جو
فٹزواٹر"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی اپنے مخصوص شگ
لہجے میں کہا۔

" وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ"...... صفدر نے سپاٹ
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ باقی سب نے صرف سرہلانے پر ہی اک
کیا تھا جبکہ ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی جولیا اسی طرح سپاٹ چہرہ
بیٹھی رہی تھی۔

" کیا ہوا۔ کیا چیف بقضائے الٰہی "...... عمران نے کرسی پر بیٹھ
ہوئے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" بکواس مت کرو۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے
اچانک تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" میری وجہ سے۔ ارے مجھ سے قسم لے لو کہ میں نے چیف
ہلاک کرنا تو ایک طرف اس کی ہلاکت کی دعا بھی مانگی ہو"۔ عمر
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ جولیا ہمیشہ کے لئے سوئٹزر لینڈ جا رہی ہے۔
چاہتے ہیں کہ یہ نہ جائے لیکن جولیا نے حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ ہم
چیف سے یہ کہا ہے کہ ہم چھٹیاں گزارنے جولیا کے ساتھ سوئٹزر لین
جانا چاہتے ہیں۔ چیف نے تو منظوری دے دی ہے لیکن جولیا نہیں

مان رہی۔ آپ پلیز انہیں سمجھائیں"...... اچانک کیپٹن شکیل نے
کہا۔

" اسی لئے نہیں مان رہی ہو گی کہ پھر میرے ساتھ کون جائے گا
وہاں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا سمیت سب بے
اختیار چونک پڑے۔

"آپ کے ساتھ۔ کیا مطلب"...... سب نے چونک کر پوچھا۔

" ظاہر ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ اپنے ملک سے باقاعدہ وداع ہو کر
پاکیشیا آئے اور اگر تم سب اس کے ساتھ چلے گئے تو پھر میرے ساتھ
بارات میں شامل ہو کر کون جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

" شٹ اپ۔ خبردار اگر آئندہ یہ بات منہ سے نکالی تو زبان کھینچ
لوں گی۔ تم نے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے۔ کیا میں کوئی گری ہوئی چیز
ہوں۔ کیا میں اس قدر بے وقعت ہوں کہ جو چاہے میرے بارے
میں بات کر دے۔ تمہیں نہیں معلوم تو میں بتا دوں کہ سوئٹزر لینڈ
میں میرا خاندان تمہارے خاندان سے زیادہ معزز اور زیادہ امیر ہے۔
سمجھے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم وہاں آئے تو دوسرا سانس نہیں لے
سکو گے اور تم سب بھی سن لو میرے ساتھ کوئی نہیں جائے گا۔ میں
اکیلی جاؤں گی۔ تم سب مجھے بھول جاؤ اور بس"...... جولیا نے یکلخت
پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

" کیا ایئرپورٹ پر سی آف کرنے بھی نہ جائیں"...... عمران نے
بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نہیں۔ باقی بے شک ایئرپورٹ آسکتے ہیں۔ تم نہیں آؤ
گے۔ ہاں"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ایئرپورٹ سے باہر کھڑے ہو کر تو تمہیں ہاتھ ہلا کر الوداع کہہ
سکتا ہوں یا اس کی بھی اجازت نہیں ہے"...... عمران نے بڑے
معصوم سے لہجے میں کہا۔

"میں تم سے بات کرنا نہیں چاہتی۔ تم خود آئے ہو اور خود آنے
والے کو ہمارے خاندان میں بھگانے کا رواج نہیں ہے اس لئے میں
اپنے معزز خاندان کے رواج کے مطابق تمہیں گٹ آؤٹ نہیں کہہ
رہی ورنہ میں تمہیں دھکے دے کر یہاں سے نکال دیتی"...... جولیا
نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سمجھ گیا کہ جولیا کو اصل میں
کس بات پر غصہ آیا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی اماں بی کے نقطہ
نظر سے جو لڑکیاں اکیلی غیر ملکوں سے یہاں آجاتی ہیں وہ ان کی نظر
میں کسی گھٹیا خاندان کی ہی ہو سکتی ہیں کیونکہ ان کے خیال کے
مطابق اعلیٰ خاندانوں سے تعلق رکھنے والی لڑکیاں کبھی محرم کے بغیر
کسی غیر ملک کا سفر نہیں کر سکتیں اس لئے لامحالہ اماں بی نے یہ
بات اس فنکشن میں کر دی ہو گی جسے جولیا اپنے اوپر لے گئی اور اس
کے نتیجے میں یہ ساری کارروائی ہو گئی۔

"واہ۔ پھر تو واقعی بہت اچھا رواج ہے۔ میں خود آجاؤں گا سہرا
باندھ کر۔ پھر رواج کے مطابق تم مجھے بھگا نہ سکو گی"...... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ کی اماں بی جولیا سے
معذرت کر لیں"...... اچانک صالحہ نے کہا تو عمران اس کی بات
سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"معذرت اماں بی کریں۔ کس بات پر"...... عمران کا لہجہ یکلخت
خشک ہو گیا تھا۔

"تم خاموش رہو صالحہ۔ مجھے کسی کی معذرت کی ضرورت نہیں
ہے۔ عمران اور اس کا خاندان ہی اس دنیا میں اعلیٰ اور شریف
خاندان ہے۔ باقی سب کمینے اور گھٹیا ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"کیا اماں بی نے تمہیں کچھ کہا ہے۔ کہاں بات ہوئی ہے اور کیا
بات ہوئی ہے"...... عمران کا لہجہ مزید خشک ہو گیا تھا۔

"میں نے آپ کو فون پر بتایا تھا کہ ایک فنکشن میں آپ کی اماں
بی موجود تھیں اور جولیا بھی اپنی ہمسائی کی وجہ سے اس فنکشن میں
گئی۔ وہاں اور بھی غیر ملکی عورتیں اور لڑکیاں موجود تھیں۔ وہاں
آپ کی اماں بی نے کہا کہ جو لڑکیاں بغیر محرم کے دوسرے ممالک
میں آتی جاتی رہتی ہیں وہ گھٹیا خاندانوں کی ہوتی ہیں۔ شریف خاندان
کی لڑکیاں کبھی ایسا نہیں کر سکتیں"...... صفدر نے وضاحت کرتے
ہوئے کہا۔

"تو اس میں معذرت والی کون سی بات ہے۔ یہ اماں بی کا اپنا
نقطہ نظر ہے۔ غلط ہے یا صحیح ہے"...... عمران کا لہجہ بے حد خشک ہو
گیا تھا۔

"جولیا نے اسے اپنے اوپر طنز سمجھا ہے اور اسی لئے یہ واپس جا رہی ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو ایک بار نہیں لاکھ بار جائے جولیا۔ اگر یہ اس قدر تنگ مزاج بن گئی ہے کہ جنرل بات کو خود بخود اپنے آپ پر لے لیتی ہے تو ایسی تنگ مزاج کو چلے ہی جانا چاہئے اور اگر تم کہو تو میں تمہارے چیف سے کہہ کر اس کا استعفیٰ منظور کرا دوں"...... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر تلخی کے آثار چھا گئے تھے۔

"تم کچھ نہ کرو۔ تمہیں میرے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تعلق نہیں ہے تو پھر اماں بی کی بات کا تم نے برا کیوں منایا۔ کیا باقی لڑکیاں بھی واپس چلی گئی ہیں اماں بی کی بات سن کر"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے کہا۔

"عمران تو پلیز ہے صفدر لیکن ایک بات بتا دوں کہ اماں بی نے کوئی غلط بات نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے جولیا کو براہ راست نشانہ بنا کر بات کی ہو گی۔ وہ جولیا کے خاندان کو جب جانتی ہی نہیں تو وہ کیوں اس پر طنز کریں گی لیکن جولیا نے جو رد عمل ظاہر کیا ہے اس رد عمل کا مطلب ہے کہ"...... عمران بات کرتے کرتے رک گیا تو

جولیا سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا کہنا چاہتے ہیں آپ"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس رد عمل کا مطلب ہے کہ جولیا کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اگر اماں بی کی بجائے وہاں موجود کوئی اور خاتون یہ بات کرتی تو کیا جولیا کا پھر بھی یہی رد عمل ہوتا"...... عمران نے بات مکمل کرتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بس کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں کہہ رہی ہوں کہ میرا کوئی تعلق نہیں ہے"...... جولیا نے یکلخت تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے باتھ روم کی طرف بھاگتی چلی گئی۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اب جولیا اس سٹیج پر پہنچ چکی ہے کہ اب اس معاملے کو ہمیشہ کے لئے ختم ہو جانا چاہئے"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ تمہارا مطلب ہے کہ جولیا کو واقعی چلے جانا چاہئے"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دو صورتیں ہیں۔ یا تو جولیا اور عمران کی شادی کرا دی جائے یا پھر جولیا کو واپس بھیج دیا جائے۔ وہ وہاں جا کر عمران صاحب کو بھول تو نہ سکے گی لیکن بہرحال یہاں رہ کر اس کی جو ذہنی کیفیت ہے اس

میں بہر حال فرق آجائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ارے ۔ ارے ۔ قربانی کا بکرا مجھے کیوں بنا رہے ہو۔ کیا قربا
دینے کے لئے میں ہی رہ گیا ہو"...... عمران نے چونک کر کہا تو س
اس طرح چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے جیسے انہیں عمران
اس فقرے پر حیرت ہو رہی ہو۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل
کہا۔

" ہاں ۔ خاور نے مجھے بتا دیا ہے کہ تنویر نے اپنے ریوالور می
گولیاں ڈال لی ہیں اور ظاہر ہے جیسے ہی اسے یقین آگیا کہ ایسا ہ
سکتا ہے تو اس نے یہ گولیاں میرے سینے میں اتار دینی ہیں ۔ اب ت
خود ہی بتاؤ"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میرا واقعی تمہارے سینے میں گولیاں اتارنے کا ارادہ تھا لیک
جولیا کی جو حالت میں نے دیکھی ہے اس کے بعد یہی ہو سکتا ہے ک
میں یہ گولیاں اپنے سینے میں اتار لوں"...... تنویر نے کہا۔

" لیکن بہادر تو خود کشی نہیں کیا کرتے اور تم بہر حال بہادر ضرو
ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" سنو۔ میری بات سنو۔ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے ۔ میں
نہیں چاہتی کہ تم اور تنویر کے لئے کوئی مسئلہ پیدا کروں اس لئ
میں نے ارادہ بدل دیا ہے ۔ اب میں یہیں رہوں گی لیکن آج کے بعد
میں اس سلسلے میں بالکل غیر جانبدار رہوں گی ۔ آج کے بعد تم

میرے منہ سے کوئی بات نہیں سنو گے اور نہ میں کسی جذباتی پن کا
اظہار کروں گی"...... اچانک جولیا نے باتھ روم سے باہر آتے ہوئے
کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا اور سارے ساتھیوں کے ستے
ہوئے چہرے بھی بے اختیار کھل اٹھے کیونکہ جولیا نے بہر حال فیصلہ
بدل دیا تھا اور انہیں معلوم تھا کہ جولیا چاہے بھی تو اس جذباتی پن
سے اب اپنا پیچھا نہیں چھڑا سکتی۔

" لیکن مس جولیا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم سب واقعی سوئٹزر
لینڈ میں چھٹیاں گزاریں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں نہیں"...... جولیا نے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ آپ نے بھی ساتھ جانا ہے"...... صفدر نے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں غریب آدمی ہوں ۔ اتنی مہنگی تفریح کا خرچ نہیں اٹھا سکتا
اس لئے میری طرف سے معذرت ہے ۔ میں بہر حال یہاں بیٹھ کر تم
سب کے حق میں دعا کروں گا"...... عمران نے سادہ سے لہجے میں
جواب دیا۔

" عمران نہیں جانا چاہتا تو نہ جائے ہم سب چلیں گے"...... کسی
اور کے بولنے سے پہلے جولیا نے کہا۔

" اوکے ۔ پھر مجھے اجازت"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ شکریہ"...... جولیا نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں کہا تو
عمران مسکراتا ہوا مڑا۔

"اگر عمران نہیں جائے گا تو پھر میں بھی نہیں جاؤں گا"۔ اچانک تنویر نے کہا تو نہ صرف جولیا سمیت سب ساتھی بلکہ عمران بھی بے اختیار چونک کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیوں۔ تم تو عمران کے سب سے بڑے مخالف ہو۔ تمہارے خیال کے مطابق تو عمران کی موجودگی میں تفریح ہو نہیں سکتی اور دوسری بات یہ کہ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اس کو ہائر کر لیا جاتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اب مستقل طور پر ہمارے ساتھ چمٹ جائے"...... جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میں عمران کا مخالف نہیں ہوں۔ عمران باتیں ہی ایسی کرتا ہے کہ مجھے غصہ آجاتا ہے لیکن یہ بتا دوں کہ میں عمران کی دل سے قدر کرتا ہوں اور یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تم لوگ عمران کو اس طرح جھٹک دو جیسے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہ ہو"...... تنویر نے کہا۔

"میں تمہارے خلوص کی قدر کرتا ہوں تنویر۔ لیکن مجھے جھٹکا نہیں جا رہا۔ میں خود نہیں جا رہا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ نہیں جائیں گے تو پھر کوئی بھی نہیں جائے گا۔ مس جولیا بھی نہیں جائیں گی"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ میں ضرور جاؤں گی۔ تم لوگ جاؤ یا نہ جاؤ"...... جولیا

نے منہ بناتے ہوئے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ایک شرط پر میں تمہارے ساتھ جا سکتا ہوں کہ اماں بی بھی میرے ساتھ جائیں گی۔ میں چاہتا ہوں کہ اماں بی کو جولیا کے خاندان سے ملوا دوں۔ اس طرح انہیں معلوم ہو جائے گا کہ جولیا کا تعلق انتہائی شریف، اعلیٰ اور معزز خاندان سے ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی اماں بی کے ساتھ جانے کے بعد وہاں تفریح کیسے ہو سکے گی"...... صفدر نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی مجھے اپنے خاندان کی شرافت اور عزت کسی پر ثابت کرنے کی ضرورت ہے اور سنو۔ اب میں بھی نہیں جاؤں گی کیونکہ میں اپنے خاندان کو تماشہ نہیں بنانا چاہتی"۔ جولیا نے کہا۔

"لو پھر تو قصہ ہی ختم ہوا۔ اب مجھے اجازت"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سب چونک پڑے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران یہاں موجود ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں

پوچھا گیا۔

"یس چیف"....... جولیا نے کہا۔

"رسیور اسے دو"....... چیف نے کہا تو جولیا نے رسیور عمران
طرف بڑھا دیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں
عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سرداور نے سر سلطان کو بتایا ہے کہ پاکیشیا کے ایک سائنس
دان ڈاکٹر کامل کو اس کے والد کی رہائش گاہ میں گولی مار کر ہلاک
دیا گیا ہے۔ اس کی لاش جس انداز میں ملی ہے اس سے معلوم ہو
ہے کہ اسے کرسی پر رسیوں سے باندھ کر پہلے اس پر تشدد کیا گیا
اور پھر اسے ہلاک کر دیا گیا ہے جبکہ یہ ڈاکٹر کامل کسی اہم دفا
ہتھیار پر کام کر رہا تھا۔ تم اس سلسلے میں کام کرو۔ میرا خیال ہے
کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"....... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ نے یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذمے کیوں
نہیں لگایا جناب۔ اگر میری تحقیقات کے باوجود کیس نہ شروع
سکا تو میری ساری محنت ضائع چلی جائے گی جبکہ آپ کی سروس
لوگ بہرحال تنخواہیں تو وصول کر ہی رہے ہیں"....... عمران
اپنے ساتھیوں کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا

"وہ سب چھٹی پر ہیں اور جب تک کیس شروع نہ ہو جائے انہیں
اصولاً کال نہیں کیا جا سکتا۔ تمہیں بہرحال اس کا معاوضہ مل جا

گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن جولیا نے جانے کا فیصلہ بدل دیا ہے اور اس کے فیصلہ
تبدیل کرتے ہی سوائے تنویر کے باقی سب نے بھی فیصلہ بدل دیا
ہے۔ البتہ اب میں اور تنویر دونوں تفریح کرنے سوئٹزر لینڈ جا رہے
ہیں جناب اس لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ تنویر جیسے مخلص ساتھی
کے ساتھ تفریح کرنے سے جو لطف مجھے آئے گا میں اس کو حقیر
معاوضے کی خاطر نہیں چھوڑ سکتا"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"جیسا میں نے کہا ہے ویسے کرو۔ سمجھے ورنہ کسی کوڑے کے
ڈھیر پر پڑے نظر آؤ گے"....... ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"لو یہ اچھی زبردستی ہے۔ کیوں تنویر"....... عمران نے رسیور
واپس جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کیوں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ مجھے کسی پاگل کتے نے کاٹا
ہے"....... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اگر تمہیں پاگل کتا کاٹ لے تو پھر تم
میرے ساتھ چلنے پر تیار ہو۔ ٹھیک ہے۔ آؤ پھر شہر میں کسی پاگل کتے
کو تلاش کریں"....... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ چیف نے اگر یہ کام آپ کے ذمہ لگایا ہے تو
ظاہر ہے انہوں نے کچھ سوچ کر ہی لگایا ہو گا"....... صفدر نے کہا۔

"ایک شرط پر میں کام کر سکتا ہوں کہ جولیا میرے ساتھ اس کا
میں شریک رہے"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چیف کا
ہوتا تو میں ضرور تمہارے ساتھ کام کرتی لیکن اب نہیں"...... جو
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو دو مجھے فون۔ میں تمہارے چیف کو صاف انکار کر دیتا ہوں
میں اس کا پابند نہیں ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ تمہیں سزا دے گا۔ وہ ایسے معاملات میں انتہائی سخت
ہے"...... جولیا نے بے اختیار پریشان ہوتے ہوئے کہا اور سب
ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ سی رینگ گئی۔

"تو کیا ہوا۔ کوڑے کے ڈھیر پر پڑا نظر آؤں گا تو آتا رہوں۔ م
کیا بگڑتا ہے کچھ بگڑے گا تو کوڑے کا ہی بگڑے گا"۔ عمران
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے ساتھ کام کروں گی۔ تم چیف
انکار مت کرو۔ یہ میں برداشت نہیں کر سکتی کہ وہ تمہیں سزا دے"
جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھ کر
کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو
سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر کرسی پر بیٹھی ہوئی جوزفین بے اختیار
چونک پڑی۔ وہ اس وقت ہوٹل شالیمار کے ایک کمرے میں موجود
تھی۔ اس نے ایکریمین میک اپ کر رکھا تھا۔ دروازے سے ایک
ایکریمی نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔

"آؤ راجر۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ کیا رپورٹ ہے"۔
جوزفین نے آنے والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مادام۔ جس جگہ یہ لیبارٹری بتائی گئی ہے وہاں کوئی آباد
عمارت ہی نہیں ہے بلکہ ایک ٹوٹی پھوٹی کھنڈر نما عمارت ہے اور
میں نے اسے اچھی طرح چیک کیا ہے۔ اس کے نیچے کوئی تہہ خانہ
نہیں ہے۔ یہ کوئی قدیم دور کی عمارت تھی جو شاید مرمت نہ ہونے
کی وجہ سے کھنڈر بن گئی ہے۔ میں نے وہاں کے ایک چوکیدار سے
جب اس بارے میں معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ یہ کوٹھی کسی آدمی

کی تھی جو ملک سے باہر چلا گیا اور پھر یہ طویل عرصہ سے خالی
رہنے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی اور اب یہ کھنڈر ہے۔ کوئی آج تک
یہاں آیا ہی نہیں"...... راجر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مؤدبانہ انداز
میں کہا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے اور ڈاکٹر کامل نے جس حالت میں مجھے بتایا
تھا اس حالت میں وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ تم نے تہہ خانوں کو
کس طرح چیک کیا ہے"...... جوزفین نے حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

" مادام۔ میں نے اپنے ساتھ آسکم لے گیا تھا اور آپ کو تو معلوم
ہے کہ آسکم ریز سے کوئی تہہ خانہ نہیں چھپ سکتا۔ وہاں واقعی کوئی
تہہ خانہ نہیں ہے"...... راجر نے جواب دیا۔

" ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر نے نمبر غلط بتایا ہو۔ تمہیں ارد گرد کی
عمارتیں بھی چیک کرنی چاہئے تھیں"...... جوزفین نے کہا۔

" میں نے چیک کیا ہے۔ پوری کالونی کو چیک کیا ہے۔ وہ سب
رہائشی عمارتیں ہیں مادام۔ عام لوگ وہاں رہ رہے ہیں"...... راجر
نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم جہاں سے چلے تھے وہیں آ
کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ڈاکٹر بھی ہلاک ہو گیا۔ اب کیا کریں"۔
جوزفین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" مادام۔ میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر کامل کا ذاتی سامان چیک کیا

جائے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی کسی ذاتی ڈائری میں اس بارے
میں لکھا ہو"...... راجر نے کہا۔

" نہیں۔ وہ قتل ہوا ہے اور وہ بہرحال دفاعی سائنس دان تھا اس
لئے ہو سکتا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس اس کے قاتلوں کا سراغ لگا رہی
ہو اس لئے اب اس کے پیچھے جانا اپنے آپ کو نشانہ بنانے والی بات
ہے۔ مجھے کچھ اور سوچنا ہو گا"...... جوزفین نے کہا۔

" مادام۔ آپ چیف سے بات کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ چیف کے
پاس کوئی اور ٹپ موجود ہو"...... راجر نے کہا۔

" ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ الماری سے سٹاپر نکال کر مجھے
دو"...... جوزفین نے کہا تو راجر اٹھا اور ایک الماری کھول کر اس
نے اس میں سے ایک بیگ باہر نکالا اور پھر اس بیگ میں سے اس
نے ایک چھوٹا سا مستطیل آلہ نکال کر جوزفین کی طرف بڑھا دیا۔ یہ
آلہ جوزفین نے فون پر لگایا تو وہ اس طرح فون پیس سے چمٹ گیا
جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور
اٹھایا اور پھر فون پیس کے نچلے حصے میں لگے ہوئے سفید رنگ کے
بٹن کو پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا۔ آلہ لگنے سے اب
یہ فون محفوظ ہو چکا تھا۔ اس پر ہونے والی کال کے الفاظ کسی صورت
بھی نہ راستے میں سنے جا سکتے تھے اور نہ ہی ٹیپ ہو سکتے تھے۔

" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" جوزفین بول رہی ہوں چیف۔ پاکیشیا سے"...... جوزفین نے

کہا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چیف۔ آپ کی دی ہوئی ٹپ کے مطابق میں نے ڈاکٹر کامل
گھیر لیا اور پھر اس پر تشدد کر کے ڈاکٹر اسلم کے بارے میں معلوم
تو اس نے بتایا کہ ڈاکٹر اسلم نے خفیہ طور پر پرائیویٹ لیبار
بنائی ہوئی ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ لیبارٹری احسن کالونی کی کو
نمبر اٹھارہ کے نیچے تہہ خانے میں ہے۔ ڈاکٹر کامل کو ہلاک کر دیا
اور پھر میں نے راجر کو بھیجا کہ وہ ڈاکٹر اسلم کو بے ہوش کر کے ا
کو ایکریمیا پہنچانے کے انتظامات کرے لیکن اب راجر نے آ
رپورٹ دی ہے کہ احسن کالونی کی تمام کوٹھیاں عام لوگوں
رہائش گاہیں ہیں اور جس کوٹھی کے بارے میں بتایا گیا ہے وہ پرا
اور کھنڈر نما عمارت ہے اور آسکم سے اسے چیک کیا گیا ہے۔ اس کے
نیچے کوئی تہہ خانہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر کامل کو بھی
غلط بتایا گیا تھا ورنہ جس حالت میں اس نے بتایا تھا وہ جھوٹ نہیں
بول سکتا۔ لیکن اب ہمارے پاس آگے بڑھنے کا بھی کوئی کلیو نہیں
ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کی ہے کہ آپ ہمیں مزید ہدایات
دیں"...... جوزفین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ڈاکٹر کامل نے یہاں ایکریمیا میں تو یہی بتایا تھا کہ وہ ڈاک
اسلم کی مدد کرتا رہتا ہے تو ظاہر ہے وہ اس کی مدد اس لیبارٹری میں
ہی جا کر کرتا ہو گا۔ پھر اس نے غلط کیسے بتا دیا"...... چیف نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب کیا کہا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی وہ ہلاک ہو چکا ہے اور چونکہ
وہ دفاعی ہتھیار تیار کرنے والا سائنس دان تھا اس لئے لازماً اس کی
ہلاکت کے سلسلے میں ملٹری انٹیلی جنس کام کر رہی ہو گی اس لئے
اب ہم اس کی طرف رجوع ہی نہیں کر سکتے ورنہ راجر نے تجویز دی
تھی کہ ہم اس کا ذاتی سامان چیک کریں۔ شاید اس کی کسی ذاتی
ڈائری میں اس بارے میں کوئی تحریر مل جائے"...... جوزفین نے
کہا۔

"تم کس نمبر سے بات کر رہی ہو"...... چیف نے کہا۔

"ہوٹل شالیمار کے کمرہ نمبر دو سو بائیس سے چیف"...... جوزفین
نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ نصف گھنٹے بعد مجھے دوبارہ کال کرنا۔ میں اس
دوران معلوم کرتا ہوں۔ ہمیں بہرحال مشن مکمل کرنا ہے"۔ چیف
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوزفین نے رسیور رکھ
دیا۔

"چیف کہاں سے معلوم کرے گا مادام"...... راجر نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف کے بڑے وسیع ذرائع ہیں۔ پہلے بھی تو اس ڈاکٹر کامل
کے بارے میں اس نے معلوم کیا ہی ہو گا کسی سے"...... جوزفین
نے کہا تو راجر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر نصف گھنٹے بعد جوزفین

نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... چیف کی آواز سنائی دی۔

"جوزفین بول رہی ہوں چیف"...... جوزفین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فون محفوظ ہے"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ سٹاپر لگا ہوا ہے"...... جوزفین نے جواب دیا۔

"پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک سائنسی سامان سپلائی کرنے والی بین الاقوامی فرم ہے جس کا نام جونز کارپوریشن ہے۔ اس کا آفس ریڈ اسکوائر پر ہے اور یہی فرم پاکیشیا میں جو پرائیویٹ لیبارٹریاں ہیں انہیں سپلائی بھی کرتی ہے اس لئے ڈاکٹر اسلم کی لیبارٹری کو بھی سائنسی سامان یہی فرم سپلائی کرتی ہو گی لیکن یہ فرم رازداری کے اصول کی انتہائی سختی سے قائل ہے اور پوری دنیا میں اس کی رازداری کی ساکھ ہے۔ اس فرم میں ریکارڈ کیپر گریٹ لینڈ کی ایک لڑکی روزین ہے۔ اسے وہاں پاکیشیا میں کام کرتے کئی سال ہو گئے ہیں۔ اس روزین کی رہائش گاہ ایڈن پلازہ کے کسی فلیٹ میں ہے۔ تم اس سے ملو اور پہلے اسے دولت کی آفر کرو اور اگر وہ کسی طرح بھی نہ مانے تو پھر اس سے تشدد کے ذریعے ڈاکٹر اسلم کی لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات اگلواؤ لیکن خیال رکھنا وہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس تم تک نہ پہنچ سکے"...... چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ پہلے میں بھی نے ڈاکٹر کامل کے

سلسلے میں اس انداز میں کام کیا ہے کہ کوئی مجھ تک نہیں پہنچ سکتا"۔ جوزفین نے بڑے پراعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ جلد از جلد مشن مکمل کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوزفین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریڈ اسکوائر پر جونز کارپوریشن ہے اس کا نمبر دیں"...... جوزفین نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو جوزفین نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔ کچھ دیر تک گھنٹی بجتی رہی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"جی صاحب"...... ایک بھاری اور اکھڑ سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"جونز کارپوریشن کا آفس ہے یہ"...... جوزفین نے کہا۔

"آج دفتر بند ہے جی۔ آج سرکاری تعطیل ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح اکھڑے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"سرکاری تعطیل۔ لیکن آج تو سنڈے نہیں ہے۔ پھر"۔ جوزفین نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" یہاں بہت سی وجوہات پر اکثر سرکاری تعطیلات ہوتی رہتی
ہیں"...... راجر نے جواب دیا تو جوزفین نے ایک بار پھر کریڈل
دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔ پھر اس نے
انکوائری آپریٹر سے ایڈن پلازہ کا نمبر لیا اور کریڈل دبا کر رابطہ ختم
دیا اور پھر ٹون آنے پر ایڈن پلازہ کا نمبر پریس کر دیا۔

" ایڈن پلازہ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

" ایڈن پلازہ میں مس روزین رہتی ہیں وہ جونز کارپوریشن میں
کام کرتی ہیں ان کا فلیٹ نمبر اور فون نمبر بتا دیں"...... جوزفین نے
کہا۔

" ہمیں فون نمبر اور فلیٹ نمبر بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ میں
آپ کی بات ان سے کرا سکتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے۔ بات کرا دو"...... جوزفین نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

" ہیلو۔ روزین بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

" مس روزین میرا نام جوزفین ہے اور میرا تعلق بھی گریٹ لینڈ
سے ہے۔ میں گریٹ لینڈ میں ایک کاروباری فرم راجر اینڈ کمپنی میں
سیکرٹری ہوں اور بزنس ٹور پر یہاں آئی ہوئی ہوں۔ یہاں ایک
کاروباری ڈیل میں کچھ مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ مجھے ایک صاحب

نے آپ کے بارے میں بتایا ہے کہ آپ چونکہ طویل عرصہ سے یہاں
رہ رہی ہیں اور میری ہم وطن بھی ہیں اور کسی بین الاقوامی کاروباری
ادارے سے منسلک ہیں۔ انہوں نے ہی مجھے ایڈن پلازہ کے بارے
میں بتایا ہے۔ میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔ اگر آپ مجھے کچھ وقت
دے دیں تو مشکور ہوں گی"...... جوزفین نے اصل لہجے اور زبان
میں گفتگو کرتے ہوئے کہا حالانکہ وہ اس وقت ایکریمین میک اپ
میں تھی۔

" کس قسم کا مسئلہ ہے مس جوزفین اور میں آپ کی کیا مدد کر
سکتی ہوں"...... روزین نے کہا۔

" آپ پر میں بوجھ نہیں بننا چاہتی۔ صرف آپ سے کوئی ٹپ لینا
چاہتی ہوں۔ آپ مجھے وقت دیں گی تو بتاؤں گی"...... جوزفین نے
کہا۔

" آپ کہاں سے بول رہی ہیں"...... روزین نے پوچھا۔

" میں ہوٹل شیرٹن میں ٹھہری ہوئی ہوں"...... جوزفین نے
جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ تشریف لے آئیں میں استقبالیہ پر کہہ دیتی
ہوں وہ آپ کو آنے دیں گے۔ تیسری منزل فلیٹ نمبر تین سو تین"۔
دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ شکریہ"...... جوزفین نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" میں آپ کے ساتھ چلوں"...... راجر نے کہا۔

" مسئلہ یہ ہے کہ وہاں استقبالیہ پر مجھے اپنا نام وغیرہ لکھوانا ہو گا اور نجانے کس قسم کی تفصیلات درج کرانا ہوں گی اگر بعد میں روزین کی لاش ملی تو ہماری تلاش شروع ہو جائے گی اس لئے میں سوچ رہی ہوں کہ کیا کیا جائے "...... جوزفین نے کہا۔

" آپ میک اپ کر لیں۔ آپ کا نام بھی کامن ہے۔ واپسی پر میک اپ تبدیل کر لینا اور ہوٹل کا نام آپ پہلے ہی غلط بتا چکی ہیں اس طرح کسی کو کیا معلوم ہو سکے گا اور یہ پسماندہ ملک ہے۔ یہاں کی پولیس بھی ظاہر ہے ترقی یافتہ ممالک کی طرح کام نہ کرتی ہو گی "...... راجر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر تم فی الحال میرے ساتھ مت جاؤ۔ میں اکیلی جاتی ہوں "...... جوزفین نے کہا تو راجر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ جوزفین اٹھی اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی تاکہ نیا میک اپ کر سکے اور پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ ٹیکسی میں سوار ایڈن پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اب وہ گریٹ لینڈ کی باشندہ تھی لیکن وہ اپنی اصل شکل کے بجائے میک اپ میں تھی۔ اس نے ہوٹل کے مین گیٹ سے جانے کی بجائے فائر ڈور سے باہر آنے کو ترجیح دی تھی اور پھر ہوٹل سے کافی فاصلے پر پہنچ کر اس نے ٹیکسی ایکسچینج کی تھی اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھی کہ اب کوئی اسے چیک نہ کر سکے گا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک آٹھ منزلہ رہائشی پلازہ کے سامنے پہنچ کر رک گئی تو جوزفین نے

میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور پھر ٹیکسی سے نیچے اتر آئی۔ ٹیکسی جب آگے بڑھ گئی تو وہ ایک طرف بنے ہوئے استقبالیہ کی طرف بڑھ گئی۔ یہ سیکورٹی ٹائپ پلازہ تھا۔ یہاں بغیر اجازت اور کارڈ کے کسی اجنبی کو اندر نہ جانے دیا جاتا تھا۔ استقبالیہ پر چار لڑکیاں موجود تھیں جو آنے والوں کو اٹنڈ کر رہی تھیں البتہ ایک لڑکی سائیڈ پر علیحدہ فون کے سامنے بیٹھی فون کالز کو اٹنڈ کر رہی تھی۔

" یس مس "...... ایک استقبالیہ لڑکی نے جوزفین کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

" میرا نام جوزفین ہے اور مجھے مس روزین سے ملنا ہے۔ میری ان سے فون پر بات ہوئی تھی "...... جوزفین نے کہا۔

" اوہ یس مس۔ انہوں نے آپ کے بارے میں ہدایات دی ہیں۔ فلیٹ نمبر تو معلوم ہو گا آپ کو "...... لڑکی نے کہا۔

" یس۔ انہوں نے خود بتایا تھا تین سو تین "...... جوزفین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوکے مس۔ یہ لیں کارڈ "...... لڑکی نے ایک کارڈ پر مہر لگا کر اسے دیتے ہوئے کہا تو جوزفین نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر گیٹ پر موجود دربان نے کارڈ اس سے لے کر رکھ لیا اور پھاٹک کھول دیا۔ جوزفین اندر داخل ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر پہنچ گئی۔ اس نے چیک کر لیا تھا کہ پلازہ لگژری فلیٹس پر مشتمل ہے اور تمام فلیٹس ساؤنڈ پروف ہیں۔ فلیٹ نمبر تین سو تین

کے دروازے کے ساتھ ہی نیم پلیٹ موجود تھی جس میں روزین
نام کا کارڈ موجود تھا۔ جوزفین نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔
"کون ہے باہر"...... روزین کی آواز ڈور فون سے سنائی دی۔
"جوزفین ہوں"...... جوزفین نے جواب دیا۔
"اوہ اچھا"...... اندر سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا
ایک نوجوان لڑکی دروازے پر کھڑی نظر آئی۔
"ہیلو روزین۔ میں جوزفین ہوں"...... جوزفین نے کہا۔
"ہیلو۔ آؤ اندر آ جاؤ۔ ویلکم"...... روزین نے ایک طرف ہٹتے
ہوئے کہا تو جوزفین اندر داخل ہو گئی۔ روزین نے دروازہ بند کر کے
اسے لاک کیا اور پھر جوزفین کو سٹنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے
ایک کمرے میں لے آئی۔
"بیٹھو"...... روزین نے کہا اور الماری میں سے اس نے شراب
کی بوتل اور دو جام نکال کر سامنے میز پر رکھے اور پھر دونوں جاموں
میں شراب ڈال کر اس نے بوتل بند کر کے اسے واپس الماری میں
رکھا اور واپس آ کر اس نے ایک جام اٹھا کر جوزفین کے سامنے رکھ
دیا اور دوسرا جام اٹھا کر وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔ کچھ دیر
تک ان دونوں کے درمیان رسمی باتیں ہوتی رہیں۔
"تمہارا مسئلہ کیا ہے"...... اچانک روزین نے پوچھا۔
"یہاں ایک سائنس دان ہے ڈاکٹر اسلم۔ اس نے یہاں ایک
پرائیویٹ اور خفیہ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ مجھے اس سے ملنا

ہے لیکن یہاں کوئی بھی اسے نہیں جانتا اور نہ ہی اس لیبارٹری کے
بارے میں کوئی جانتا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہاری کارپوریشن
پرائیویٹ لیبارٹریوں کو سائنسی سامان سپلائی کرتی ہے اس لئے مجھے
یقین ہے کہ تم اس بارے میں ضرور جانتی ہو گی"...... جوزفین نے
کہا۔
"ڈاکٹر اسلم۔ ہاں۔ جانتی تو ہوں کیونکہ میں ریکارڈ سیکشن میں
ہوں اور میرے پاس ہی تمام لیبارٹریوں کا ریکارڈ موجود رہتا ہے لیکن
آئی ایم سوری جوزفین میں تمہیں اس بارے میں کچھ بتا نہیں سکتی
کیونکہ یہ ہماری بین الاقوامی فرم کا اصول ہے۔ البتہ تم مجھے اپنا پتہ
بتا دو میں ڈاکٹر اسلم سے فون پر بات کر کے تمہارے بارے میں بتا
دوں گی اور تمہارا فون نمبر بھی اسے دے دوں گی۔ اگر اس نے بات
کرنا چاہی تو کر لے گا"...... روزین نے کہا تو جوزفین کے چہرے پر
بے اختیار اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ گئی کیونکہ روزین نے
بہرحال اعتراف کر لیا تھا کہ نہ صرف اسے ڈاکٹر اسلم کے بارے میں
علم ہے بلکہ وہ اس سے بات چیت بھی کرتی رہتی ہے۔
"لیکن وہ تو نہ مجھے جانتا ہے اور نہ ہی میرا نام۔ میں نے تو اس
سے ایک سائنسی الجھن کے بارے میں بات کرنی ہے"...... جوزفین
نے کہا۔
"سائنسی الجھن۔ کیا مطلب۔ تم نے تو بتایا تھا کہ تمہارا تعلق
کسی کاروباری ادارے سے ہے"...... روزین نے چونک کر حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے درست بتایا تھا۔ ہمارا بزنس ہی یہی ہے کہ ہم ا
الجھنوں کو حل کرائیں اور جس قسم کی یہ الجھن ہے اسے ڈاکٹر ا
ہی حل کر سکتے ہیں کیونکہ اس سبجیکٹ پر ڈاکٹر اسلم اتھا
ہیں"...... جوزفین نے سامنے پڑا ہوا اپنا بیگ اٹھا کر اسے کھو
ہوئے کہا۔

" سوری جوزفین۔ میں بہرحال ڈاکٹر اسلم کے بارے میں
کچھ نہیں بتا سکتی"...... روزین نے جواب دیا تو جوزفین نے بیگ
میں سے ایک چیک بک نکال لی۔

" یہ گارینٹڈ چیک بک ہے۔ تم جو رقم چاہو میں اس پر لکھ د
ہوں۔ چیک لازماً کیش ہو جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک
ہو گی۔ تمہاری رازداری قائم رہے گی"...... جوزفین نے مسکرا
ہوئے کہا اور ساتھ ہی بیگ سے ایک خوبصورت بال پوائنٹ
نکال لیا۔

" نہیں جوزفین۔ یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ آئی ایم سوری
اب تم جا سکتی ہو"...... روزین کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا تھا۔

" اوکے۔ تمہاری مرضی"...... جوزفین نے کہا اور اس کے سا
ہی اس نے بال پوائنٹ کے پچھلے حصے کو انگوٹھے سے دو بار دبایا
کٹک کٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی نوک سے سفید رنگ
دھوئیں کی باریک سی دھار نکل کر سامنے بیٹھی ہوئی روزین

ٹکرائی اور روزین کے منہ سے ہلکی سی چیخ ہی نکل سکی۔ اس کے ساتھ
ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور جسم ڈھیلا پڑ گیا جبکہ جوزفین نے
سانس روک رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے سانس لیا اور پھر اس
نے بال پوائنٹ اور چیک بک واپس بیگ میں رکھی اور بیگ میں
سے اس نے ایک خنجر نکال کر میز پر رکھا اور بیگ بند کر کے وہ اٹھ
کھڑی ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے فلیٹ کے سٹور سے رسی کا ایک
بنڈل تلاش کر لیا۔ اس نے اس رسی کی مدد سے روزین کو کرسی کے
ساتھ باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے میز پر پڑا ہوا اپنا شراب کا جام
اٹھا لیا جس میں ابھی تھوڑی سی شراب موجود تھی۔ اس نے ایک ہاتھ
سے روزین کا منہ دبایا اور اس کا سر اونچا کر کے اس نے شراب اس
کے حلق میں انڈیل دی اور پھر خالی جام اس نے میز پر رکھا اور پھر میز
کو ایک طرف ہٹا کر وہ روزین کے سامنے کرسی رکھ کر اطمینان سے
بیٹھ گئی۔ البتہ اس نے خنجر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد روزین
نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر لاشعوری طور پر اٹھنے کی
کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی۔
البتہ اس کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات بھی
ابھر آئے تھے۔

" یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ یہ مجھے کیوں باندھا ہے"...... روزین
نے کہا۔

" تم احمق لڑکی ہو۔ جب میں تمہیں دولت بھی دے رہی ہوں

اور رازداری کا وعدہ بھی کر رہی ہوں تو تم خواہ مخواہ پسماندہ
اصولوں سے چمٹی ہوئی ہو۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ جو کام ہم نے
ہوتا ہے وہ بہرحال کر لیا جاتا ہے اس لئے میں آخری بار کہہ رہی ہوں
کہ سب کچھ بتا کر اپنی جان بچا لو ورنہ اس خنجر سے تمہاری دونوں
آنکھیں نکال دوں گی۔ کان کاٹ دوں گی۔ ناک کاٹ دوں گی پھر
چہرے پر اتنے زخم ڈال دوں گی کہ تمہارا چہرہ کسی چڑیل سے بھی بد
ہو جائے گا۔ پھر میں دیکھوں گی کہ تمہاری وہ فرم جس کی رازداری
تمہیں عزیز ہے تمہارے لئے کیا کرتی ہے۔ تم کوڑے کے ڈھیر پر پڑی
نظر آؤ گی اور کوئی تم پر تھوکے گا بھی نہیں"...... جوزفین نے انتہائی
سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر
روزین کی آنکھوں کے سامنے لہرانا شروع کر دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ پلیز۔ ایسا مت کرو"...... روزین نے کہا
دوسرے لمحے جوزفین کا ہاتھ حرکت میں آیا اور روزین کے حلق سے
کراہ سی نکل گئی۔ جوزفین نے خنجر کی نوک سے اس کے گال پر خراش
سی ڈال دی تھی۔

" یہ ابتداء ہے"...... جوزفین نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ میں بتا دیتی ہوں۔ پلیز مجھے مت
مارو"...... اس بار روزین نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔
چونکہ ایک کاروباری آفس میں کام کرنے والی لڑکی تھی اس لئے
ہے وہ دباؤ برداشت نہ کر سکتی تھی۔

" بولو۔ لیکن یہ سوچ کر بتانا کہ تمہیں یہ بات کنفرم بھی کرانا ہو
گی"...... جوزفین نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

" مم۔ مم۔ میں۔ میں سب کچھ سچ سچ بتاؤں گی۔ مجھے مت مارو۔
پلیز"...... روزین نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

" تو بتاؤ جلدی ورنہ"...... جوزفین نے خنجر اس کی آنکھوں کے
سامنے لہراتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر اسلم ادھیڑ عمر آدمی ہے۔ اس نے دارالحکومت کے
مضافات میں ایک گاؤں جسے رشید نگر کہا جاتا ہے وہاں ایک بڑی سی
حویلی کے تہہ خانوں میں لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ یہ حویلی اس کے
آباؤ اجداد کی ملکیت ہے اور اس گاؤں کی بیشتر زمینیں بھی اس کی
ملکیت ہیں اس لئے وہ انتہائی امیر آدمی ہے۔ اسے دولت کی پرواہ نہیں
ہے لیکن وہ عجیب سی خصوصیت کا مالک ہے۔ اس پر جیسے دورے
پڑتے ہیں۔ کبھی وہ کئی کئی ماہ تک لیبارٹری سے باہر ہی نہیں آتا اور
وہاں کسی کو جانے کی اجازت بھی نہیں ہے اور کبھی وہ کئی کئی ہفتے
یہاں دارالحکومت میں ہوٹلوں میں رہ کر خوب دل بھر کر عیاشی کرتا
ہے۔ اس وقت وہ صرف ایک امیر آدمی ہوتا ہے اور محسوس ہی نہیں
ہوتا کہ یہ شخص کوئی بڑا سائنس دان بھی ہو سکتا ہے۔ ایک بار
سپلائی کے سلسلے میں جب اس نے جنرل مینجر سے بات کرنی تھی تو
جنرل مینجر کی سیکرٹری کی غلطی سے کال مجھ سے مل گئی اور پھر وہ میری
آواز سن کر ہی مجھ پر عاشق ہو گیا اور اس نے مجھے فائیو سٹار ہوٹل میں

دعوت دے دی۔ میں وہاں گئی تو اس نے مجھے اتنی دولت دے دی
کہ میرے تصور میں بھی نہ تھا۔ میں نے آفس سے چھٹی لے لی اور
ایک ہفتہ میں نے اس کے پاس گزارا اور پھر وہ واپس چلا گیا۔ اس
نے مجھے اپنا خصوصی فون نمبر دے دیا تھا۔ میں نے اسے فون کیا
اس نے مجھے کہا کہ وہ مصروف ہے اس لئے ایک ماہ تک وہ
دارالحکومت نہیں آسکتا۔ لیکن مجھے مزید دولت کی ضرورت تھی اس
لئے میں نے اسے اس بات پر رضامند کر لیا کہ میں خود وہاں آجاتی
ہوں اور وہ مان گیا اور پھر میں ایک ماہ کی چھٹی لے کر وہاں گاؤں چلی
گئی لیکن وہ پورا مہینہ میرے پاس نہ آیا۔ البتہ اس نے مجھے میری
مرضی کے مطابق دولت دے دی تھی۔ اس طرح اب بھی اکثر ہماری
ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ وہ مجھے بے حد پسند کرتا ہے"...... روزین
نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس سے بات کرو اور اسے بتاؤ کہ تم مجھے اس کے پاس بھیج
رہی ہو۔ ایک سائنسی الجھن کے حل کے سلسلے میں اور اسے رضامند
کرو کہ وہ مجھ سے مل لے ورنہ تمہارا حشر وہی ہوگا جو میں نے پہلے
بتایا ہے"۔ جوزفین نے کہا۔

" مم۔ مم۔ میں بات کرتی ہوں۔ مجھے رسی سے نجات دلاؤ"۔
روزین نے کہا۔

" نمبر بتاؤ"...... جوزفین نے کہا تو روزین نے نمبر بتا دیا۔
جوزفین نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور پھر رسیور روزین کے
کان سے لگا دیا۔

" جی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" روزین بول رہی ہوں دارالحکومت سے۔ ڈاکٹر صاحب سے
بات کراؤ"...... روزین نے کہا۔

" جی اچھا۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کچھ
دیر کی خاموشی کے بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر اسلم بول رہا ہوں"...... بولنے والے کے لہجے میں بھاری
پن تھا۔

" روزین بول رہی ہوں ڈیئر ڈاکٹر۔ تم تو مجھے بھول ہی گئے
ہو"...... روزین نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

" تم بھلا بھولنے کی چیز ہو روزین۔ تم یقین کرو میری زندگی میں
ہزاروں نہیں تو سینکڑوں لڑکیاں آئی ہوں گی لیکن تم سے مل کر جو
مسرت مجھے ملتی ہے وہ اس سے پہلے آج تک نہیں ملی لیکن میں ایک
انتہائی اہم کام میں مصروف ہوں اس لئے ایک ماہ مزید نہیں آ
سکتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تم اجازت دو تو میں خود آجاؤں"...... روزین نے کہا۔

" ارے نہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ میں بے حد مصروف ہوں"۔
ڈاکٹر اسلم نے جواب دیا۔

" کیا تم میری خاطر ایک گھنٹہ بھی نہیں نکال سکتے۔ ہاں۔ میں

اپنے ساتھ تمہارے لئے ایک خصوصی تحفہ بھی لے کر آؤں گی"۔
روزین نے کہا۔

" تحفہ ۔ کیا مطلب ۔ کیسا تحفہ "....... ڈاکٹر اسلم نے چونک کر
کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کیا پسند ہے اور کیا نہیں ۔ سنو۔
گریٹ لینڈ سے میری ایک فرینڈ میرے پاس آئی ہوئی ہے ۔ اس کا
نام جوزفین ہے ۔ یہ ہر لحاظ سے تمہاری پسند پر پوری اترتی ہے ۔ مجھ
سے سمجھو دس گنا زیادہ اور اسے بھی تھوڑی سی رقم کی ضرورت ہے۔
تم خوش ہو جاؤ گے اگر تم نے انکار کر دیا تو پھر وہ واپس چلی جائے
گی"....... روزین نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ کیا واقعی تم درست کہہ رہی ہو"....... دوسری طرف
سے ڈاکٹر اسلم نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ سو فیصد اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے اس سے تمہاری
بات کی ہے اور اسے سب کچھ بتا دیا ہے ۔ وہ خود تم سے ملنے کی بے
حد شائق ہو رہی ہے"....... روزین نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ تم کہاں سے فون کر رہی ہو اور کہاں ہے تمہاری
فرینڈ"....... ڈاکٹر اسلم نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

" میرے ساتھ فلیٹ میں موجود ہے"....... روزین نے کہا۔

" اوکے ۔ میں کار بھیج رہا ہوں ۔ تم دونوں آ جاؤ۔ تم نے میرا
اشتیاق بڑھا دیا ہے اس لئے اب تمہارے اور جوزفین کے لئے وقت

تو بہر حال نکالنا ہی پڑے گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ میں انتظار کروں گی"....... روزین نے کہا۔

" اوکے "....... ڈاکٹر اسلم نے کہا تو جوزفین نے رسیور کریڈل پر
رکھ دیا۔

" تم واقعی بے حد سمجھ دار ہو روزین ۔ نہ صرف تم نے اپنی جان
بچا لی ہے بلکہ تم اب دولت کی بھی حقدار ہو گئی ہو"....... جوزفین
نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس کی نہ صرف رسیاں کھول
دیں بلکہ اسے ایک بھاری مالیت کا چیک بھی دے دیا تو روزین
خوش ہو گئی۔ روزین نے فرسٹ ایڈ باکس کی مدد سے اپنے گال پر
آنے والی خراش پر دوائی لگائی اور پھر ڈاکٹر اسلم کے پاس جانے کے
لئے تیار ہونے میں مصروف ہو گئی جبکہ جوزفین خوش تھی کہ وہ اب
آسانی سے اپنا مشن مکمل کر لے گی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" ارے ۔ ارے بیٹھو "....... تم جس طرح اٹھ کر میرا استقبال کرتے ہو مجھے محسوس ہونے لگ جاتا ہے کہ میں واقعی بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں "....... سلام دعا کے بعد عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" یہ کیا بات ہوئی عمران صاحب ۔ میں تو آپ کا احترام دل سے کرتا ہوں "....... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم چیف ہو اور چیف وہ ہوتا ہے جو سب سے سینئر ہو۔ عقل میں بھی اور عمر میں بھی اور ہمیشہ چھوٹوں کو بڑوں کے احترام میں کھڑا ہونا پڑتا ہے اس لئے جب تم جیسا سینئر آدمی میرے استقبال کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ بس میرا آخری وقت آ گیا

ہے "....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میری سمجھ میں تو نہیں آئی اب بھی بات۔ احترام کرنے سے آپ بوڑھے کیسے ہو گئے "....... بلیک زیرو نے کہا۔

" پھر تو معاملہ اور بھی سنجیدہ ہو جاتا ہے کہ تم اس حد تک سینئر ہو چکے ہو کہ تمہاری عقل بھی اب جواب دیتی جا رہی ہے اور تم مجھے بڑا سمجھ کر احتراماً کھڑے ہوتے ہو تو میں تو واقعی قبر میں پیر لٹکانے کی عمر تک پہنچ چکا ہوں گا "....... عمران نے جواب دیا تو اس بار بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ آپ کا مطلب ہے کہ میں آپ کو بزرگ سمجھ کر احترام کرتا ہوں ۔ ویسے ایک بات ہے ۔ عمر کے لحاظ سے نہ سہی عقل کے لحاظ سے آپ مجھ سے کہیں بزرگ تر ہیں "۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہاری یہ حالت ہے کہ ایک گھنٹے بعد بات تمہاری سمجھ میں آتی ہے تو پھر میرا کیا حال ہو گا۔ مجھے تو بات سمجھنے کے لئے صدیاں چاہئیں "....... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

" اس جوزفین کے بارے میں کوئی رپورٹ آئی ہے "....... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا تو بلیک زیرو کے چہرے پر بھی سنجیدگی طاری ہو گئی۔

" نہیں ۔ ابھی وہ ٹریس نہیں ہو سکی ہے لیکن آپ نے کیسے اس کا

حلیہ اور نام معلوم کر لیا" ۔ بلیک زیرو نے کہا۔
"لمبی کہانی ہے۔ بہر حال مختصر طور پر بتا دیتا ہوں۔ تمہارا فون
ملنے کے بعد، کہ ڈاکٹر کامل کو ان کی آبائی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا
ہے تو میں وہاں پہنچا تو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ڈاکٹر کامل ایک
سائنسی کانفرنس کے سلسلے میں ایکریمیا گئے ہوئے تھے کہ اچانک
انہیں اپنے والد کی وفات کے بارے میں خبر ملی تو وہ کانفرنس چھوڑ کر
یہاں پہنچ گئے۔ ان کے والد جن کا نام عاطف رضا تھا وزارت دفاع
میں ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر فائز تھے اور حیرت انگیز انداز میں
انہیں ہلاک کیا گیا تھا۔ وہ آفیسرز کلب گئے ہوئے تھے۔ وہاں سپیشل
روم میں دوسری صبح ان کی اور وزارت دفاع کے ایک اور افسر عامر
حیات دونوں کی لاشیں ملی ہیں۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا
تھا۔ عامر حیات، عاطف رضا کا دور کا رشتہ دار بھی تھا اور پولیس کو
آفیسرز کلب سے معلوم ہوا کہ عاطف رضا صاحب کلب میں موجود
تھے کہ عامر کا فون آیا اور عاطف رضا نے اسے کلب میں بلوا لیا اور
خود وہ سپیشل روم میں جا کر بیٹھ گئے۔ پھر عامر حیات ایک غیر ملکی
لڑکی جس کا نام جوزفین تھا اور جو گریٹ لینڈ کی باشندہ تھی، کے ہمراہ
کلب میں پہنچا اور وہ دونوں سپیشل روم میں چلے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد
جوزفین اکیلی وہاں سے نکلی اور اس نے استقبالیہ پر کہا کہ عاطف
رضا اور عامر حیات دونوں ایک اہم کام میں مصروف ہیں اس لئے
انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے جس پر کسی نے انہیں ڈسٹرب نہ کیا لیکن

دوسری صبح تک جب وہ دونوں باہر نہ آئے تو انتظامیہ نے چیکنگ کی
تو پتہ چلا کہ انہیں رات کو ہی ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بہر حال عاطف
رضا کی موت کی اطلاع ڈاکٹر کامل کو دی گئی تو وہ کانفرنس چھوڑ کر آ
گیا اور باپ کے جنازے میں تو شامل نہ ہو سکا البتہ قل خوانی میں
شریک ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی لاش ملی۔ میں نے قل خوانی میں
شریک ارد گرد لوگوں سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ایک
گریٹ لینڈ کی باشندہ عورت بھی قل خوانی میں شریک ہوئی تھی اور
وہ علیحدہ بیٹھی رہی۔ اس نے ڈاکٹر کامل کو بتایا کہ وہ اتفاق سے
یہاں آئی ہوئی تھی کہ اس کو اخبار میں عاطف رضا کی موت کے
بارے میں پتہ چلا۔ اس نے بتایا کہ وہ عاطف رضا کے ایک دور کے
رشتہ دار کی بیوی ہے اور اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر سب
لوگ چلے گئے تو وہ ڈاکٹر کامل کے ساتھ کھانا کھانے کمرے میں گئی
اور اس کے بعد وہ خاموشی سے واپس چلی گئی۔ بعد ازاں ڈاکٹر کامل کی
لاش دستیاب ہوئی۔ اس عورت کا حلیہ وہی تھا جو جوزفین کا تھا۔
البتہ اس نے اپنا نام لوسیانا بتایا تھا۔ ڈاکٹر کامل کی لاش جس حالت
میں ملی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ڈاکٹر کامل سے
معلومات حاصل کرنے کے لئے اس پر تشدد کیا ہے۔ ڈاکٹر کامل جس
کمرے میں اسے لے گئے تھے وہ ڈاکٹر کامل کا ذاتی کمرہ تھا۔ وہ جب بھی
اپنے باپ کے پاس آتا تو اسی کمرے میں رہتا تھا اور اس نے اس
کمرے کو خصوصی طور پر ساؤنڈ پروف بنوایا ہوا تھا۔ بہر حال اس

طرح ڈاکٹر کامل کی موت کا کسی کو علم نہ ہو سکا اور وہ جوزفین
لوسیانا چلی گئی۔ مجھے جب ان سارے حالات کا علم ہوا تو میں نے
تمہیں کال کر کے اس جوزفین کو تلاش کرنے کے لئے کہا اور میں
سرداور سے ملنے چلا گیا تاکہ ان سے ڈاکٹر کامل کے بارے میں
معلومات لے سکوں کہ اسے اس انداز میں کیوں ہلاک کیا گیا
لیکن سرداور بھی کوئی ایسی بات نہیں بتا سکے جو اہم ہو۔ ڈاکٹر کامل
سائنس دان تھا لیکن وہ کسی خاص پراجیکٹ پر کام نہیں کر رہا
تھا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بتائی ہوئی تفصیل سے تو لگتا ہے کہ اس جوزفین نے
ڈاکٹر کامل کے باپ کو ہلاک اس لئے کیا کہ ڈاکٹر کامل اس کی موت
کی وجہ سے واپس آجائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ تم درست نتیجے پر پہنچے ہو اور اسی بات سے تو مجھے احساس
ہو رہا ہے کہ یہ جوزفین انتہائی ذہین اور سفاک لڑکی ہے اور اسے
حد جلدی بھی تھی۔ ڈاکٹر کامل نے دس بارہ روز بعد آنا تھا اور شاید اتنا
عرصہ وہ انتظار نہ کر سکتی تھی اس لئے اس نے یہ سفاکانہ کام کیا
ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اور عامر حیات کے بارے میں کیا معلوم ہوا جو اس جوزفین کے
ساتھ گیا تھا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس کی ملاقات فائن
نائٹ کلب میں ہوئی تھی اور پھر وہ وہاں سے چلے گئے اور یہ بات بھی

مجھے اس لئے معلوم ہو گئی کہ پولیس نے عامر حیات کی تلاشی لی تو
اس کی جیب میں فائن نائٹ کلب کا خصوصی کارڈ موجود تھا۔ اس پر
کلب میں داخلے کی تاریخ موجود تھی اور یہ وہی تاریخ تھی جس تاریخ
کو آفیسرز کلب میں ان دونوں کو ہلاک کیا گیا۔ چنانچہ فائن نائٹ
کلب فون کرنے اور جوزفین کا حلیہ بتانے پر ہی اطلاع ملی کہ عامر اور
جوزفین کی وہاں ملاقات ہوئی اور پھر وہ چلے گئے"...... عمران نے
جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ جوزفین نے میک اپ کر لیا ہو۔ پھر اسے کہاں
تلاش کیا جا سکے گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے اس کا مقصد تو سامنے آئے۔ پھر ہی بات آگے بڑھ سکتی
ہے"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران
کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے فون کا رسیور اٹھانے کے لئے
ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا
لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں چیف"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز
سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"چیف۔ نعمانی نے اطلاع دی ہے کہ ایک ایکریمین لڑکی جس کا
نام جوزفین ہے ہوٹل شالیمار میں رہائش پذیر ہے۔ اس کا حلیہ تو

البتہ مختلف ہے لیکن قدوقامت اس جوزفین سے ملتا ہے لیکن
کمرے میں موجود نہیں ہے۔اس کا کمرہ لاک ہے"...... جولیا نے
"اس اطلاع دینے کا کیا جواز ہے۔تمہارا مطلب ہے کہ اب
خود وہاں جا کر اس کی واپسی کا انتظار کروں"...... عمران نے انت
سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔مم۔میرا مطلب ہے چیف کہ کیا اسے مزید چیک کیا جا
یا نہیں"...... جولیا نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں چیک نہیں کیا جائے گا جبکہ اس کا نام اور قدوقامت
وہی ہے۔ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنا حلیہ بدل لیا ہو۔نام نہ بد
بلکہ تمہیں چاہئے تھا کہ تم نعمانی کو ہدایت دے دیتی کہ وہ اس
کمرے کی تلاشی لے۔اگر وہاں سے میک اپ وغیرہ کا سامان مل
ہے تو پھر وہی ہماری مطلوبہ لڑکی ہے"...... عمران نے اور ز
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ٹھیک ہے سر۔آئی ایم سوری سر"...... دوسری ط
سے جولیا کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران نے ر
رکھ دیا۔

"آپ نے جولیا کو خاصی جھاڑ پلا دی ہے عمران صاحب"۔بل
زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے کیونکہ اس بار جولیا نے
طرح سیکرٹ سروس چھوڑنے کی بات کی ہے اس سے ظاہر ہوتا

وہ چیف کی نرمی کا فائدہ لاشعوری طور پر اٹھانے لگ گئی ہے"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جولیا ڈپٹی چیف بھی ہے اور خاتون بھی ہے۔اب سب تو آپ
طرح پتھر دل تو نہیں ہو سکتے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے
۔

"ظاہر ہے ہارڈ سٹون کرنل فریدی کے مرید کو ہارڈ نہ سہی خالی
ٹون تو بننا ہی پڑتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا
بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

جوزفین کار سے اتری اور بڑی دلچسپی سے اس قدیم دور کی حویلی
دیکھنے لگی۔ وہ روزین کے ساتھ ڈاکٹر اسلم کی بھیجی ہوئی کار میں
ہو کر اس گاؤں میں پہنچی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر آ
نے آکر ان کا استقبال کیا اور جوزفین اسے دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ
آدمی سائنس دان کم اور لیڈی کلر زیادہ ہے۔ اس کی آنکھوں
موجود مخصوص چمک کو وہ اچھی طرح پہچانتی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ روزین تم واقعی میرے لئے خوبصورت تحفہ لے
آئی ہو۔ تمہارا بے حد شکریہ۔ اور جوزفین تم فکر نہ کرو تمہیں جن
رقم کی ضرورت ہو گی تمہیں ضرور ملے گی"...... ڈاکٹر اسلم
انتہائی پرہوس سے لہجے میں کہا۔ وہ مسلسل جوزفین کو ایسی نظرو
سے دیکھ رہا تھا جیسے قصائی اس بکری کو دیکھتا ہے جس کا وہ
کرنے والا ہو۔

"ڈاکٹر اسلم مجھے بھی تم سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے۔
مجھے روزین نے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم جیسے مرد
تو ہم عورتوں کے نئے آئیڈیل ہوتے ہیں لیکن ایک شرط ہو
گی"...... جوزفین نے کہا۔

"شرط۔ کیسی شرط"...... ڈاکٹر اسلم نے چونک کر کہا۔

"صرف اتنی شرط کہ تم ہمارے ساتھ اس حویلی سے ہٹ کر کسی
ایسی جگہ چلو جہاں ہمارے علاوہ اور کوئی آدمی نہ ہو کیونکہ یہاں
موجود آدمیوں کی کثرت مجھے نفسیاتی طور پر بے حد پریشان کرے
گی۔ یہ میرا نفسیاتی مسئلہ ہے"...... جوزفین نے کہا تو ڈاکٹر اسلم بے
اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ ہوتا ہے نفسیاتی مسئلہ۔ تم فکر مت
کرو۔ یہ میری جاگیر ہے۔ یہاں ایک ایسی جگہ بھی ہے جہاں میں
خاص خاص لوگوں کو لے جاتا ہوں۔ وہاں صرف ایک ملازم ہے اور
بس۔ وہاں عیش و آرام کے تمام لوازمات موجود ہیں"...... ڈاکٹر
اسلم نے کہا۔

"تو پھر وہاں چلو"...... جوزفین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ ابھی سے۔ ابھی تم آرام کرو۔ کھاؤ پیو"۔ ڈاکٹر
اسلم نے کہا۔

"نہیں۔ تمہیں دیکھنے کے بعد ایک ایک لمحہ میرے لئے بھاری
گزر رہا ہے۔ آؤ پلیز"...... جوزفین نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آؤ"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا اور پھر
دیر بعد وہ تینوں کار میں بیٹھے اس حویلی سے نکل کر ایک چھو
سڑک پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ڈاکٹر
تھا جبکہ جوزفین اور روزین دونوں عقبی سیٹ پر موجود تھیں۔
ایک گھنے باغ میں داخل ہو گئی۔ باغ کے درمیان میں ایک
سی کوٹھی موجود تھی اور کار اس کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ کر رک گ
ڈاکٹر اسلم نے ہارن بجایا تو ایک مقامی نوجوان پھاٹک کھول کر
آگیا اور پھر ڈاکٹر اسلم کو دیکھ کر اس نے جلدی سے واپس جا کر
پھاٹک کھول دیا اور ڈاکٹر اسلم کار کو اندر لے گیا۔ پورچ میں
نے کار روکی اور پھر وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ ملازم بھی پھاٹک بند
کے پورچ میں پہنچ گیا اور اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ڈاکٹر اس
جوزفین اور روزین کو سلام کیا۔

"راجہ تم ہمارے لئے کھانا تیار کرو"...... ڈاکٹر اسلم نے ملاز
سے کہا۔

"جی صاحب"...... اس ملازم نے کہا اور ڈاکٹر اسلم جوزفین
روزین کو ساتھ لے کر کوٹھی کے اندر آگیا۔ چھوٹی سی کوٹھی وا
انتہائی خوبصورت انداز میں سجی ہوئی تھی۔

"آؤ۔ میں تمہیں اپنا مخصوص بیڈ روم دکھاؤں۔ تم خوش ہو جا
گی"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا تو جوزفین نے اثبات میں سر ہلا دیا ا
ساتھ ہی اس نے بیگ کھول کر اس میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔ پھر جب

وہ بیڈ روم میں داخل ہوئے جوزفین کا ہاتھ بیگ سے باہر آگیا۔
کے ہاتھ میں پہلے والا بال پوائنٹ تھا۔ اس نے اس کا نچلا حصہ
بار دبایا تو کٹک کٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس میں سے سفید
کے دھوئیں کی دھاریں نکلیں اور جوزفین نے سانس روک

"ارے۔ یہ آواز"...... ڈاکٹر اسلم نے مڑتے ہوئے کہا لیکن
سرے لمحے وہ لہراتا ہوا نیچے دبیز قالین پر گر گیا اور یہی حال روزین کا
ہوا۔ جوزفین سانس روکے تیزی سے مڑی اور دوسرے کمروں کی
بڑھ گئی۔ اسے اب اس راجہ نامی ملازم کی تلاش تھی اور پھر
نے بڑے سے کچن میں اسے چیک کر لیا اور چند لمحوں بعد وہ بھی
ہوش ہو کر گر گیا تو جوزفین دوبارہ پہلے والے کمرے میں آگئی۔
کے چہرے پر اب مسرت اور اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے
نکہ اب اس کا مشن مکمل ہونے کے قریب تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ
س مڑی اور اس نے پوری کوٹھی کی تلاشی لے کر رسیوں کے دو
بنڈل تلاش کئے اور سب سے پہلے اس نے باورچی خانے میں بے
ش پڑے ہوئے ملازم کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے
ندھے اور پھر اس کے دونوں پیر باندھنے کے ساتھ ساتھ اس کے
رے جسم کو اس انداز میں باندھا کہ اگر وہ رہائی کے لئے جدوجہد
تا تو گلے میں موجود رسی مزید تنگ ہو جاتی۔ گو اسے معلوم تھا کہ
پنے آپ اسے دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آئے گا لیکن اس

کے باوجود اس نے اسے باندھنا ضروری سمجھا کیونکہ کسی بھی و
کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ وہ اسے آسانی سے ہلاک بھی کر سکتی تھی لیکن
یہ انتہائی اقدام اس وقت تک نہ اٹھانا چاہتی تھی جب تک ا
مشن حتمی طور پر پورا نہ ہو جائے کیونکہ ہو سکتا تھا کہ اسے کچھ
مزید یہاں رہنا پڑتا۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے یہ ہلاکت اس
مفاد کے خلاف چلی جاتی۔ ملازم کو باندھنے کے بعد وہ رسی کا د
بنڈل اٹھائے اس کمرے میں پہنچی جہاں وہ ڈاکٹر اسلم اور روزین
بے ہوش کر گئی تھی۔ وہ دونوں فرش پر موجود قالین پر ٹیڑھے میڑ
انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ جوزفین نے سب سے پہلے ان دونوں
جیبوں کی تلاشی لیکن ان کی جیبوں سے ایسی کوئی چیز نہ نکلی جو
کے لئے خطرناک ہو سکتی تھی۔ اس کے بعد اس نے پہلے ڈاکٹر ا
کو گھسیٹ کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر اسے رسی سے اس انداز
باندھ دیا کہ وہ ازخود کسی صورت بھی رہائی حاصل نہ کر سکتا تھ
اس کے بعد اس نے یہی کارروائی روزین سے کی اور پھر وہ مڑی
اس نے ریک میں پڑی ہوئی شراب کی بوتلوں میں سے ایک بو
اٹھائی، اس کا ڈھکن کھولا اور آگے بڑھ کر اس نے ڈاکٹر اسلم کا م
ایک ہاتھ سے مخصوص انداز میں بھینچا اور بوتل کا دہانہ اس کے م
سے لگا دیا۔ بوتل میں موجود شراب ڈاکٹر اسلم کے حلق میں اتر
شروع ہو گئی۔ تھوڑی سی شراب حلق میں انڈیلنے کے بعد اس
بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے ایک طرف رک

اور پھر ایک کرسی اٹھا کر اس نے ڈاکٹر اسلم کی کرسی کے بالکل
سامنے رکھی اور اپنے بیگ میں سے خنجر نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ
لیا۔ بیگ اس نے کرسی کے بازو سے لٹکا دیا تھا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر
اسلم نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

" یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کیا تم نے۔ یہ۔ یہ"...... ڈاکٹر
اسلم نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم تک پہنچنے کے لئے مجھے تین افراد کو ہلاک کرنا پڑا ہے ڈاکٹر
اسلم اور ان کی ہلاکت بھی فضول گئی ہے۔ یہ تو روزین کے تم سے
تعلقات ایسے تھے کہ مجھے اسے ساتھ لے آنا پڑا ورنہ یہ بھی اپنے فلیٹ
میں مردہ پڑی ہوئی ہوتی"...... جوزفین نے بڑے اطمینان بھرے
لہجے میں ڈاکٹر اسلم سے مخاطب ہو کر کہا۔

" لک۔ کون ہو تم۔ یہ کیا کہہ رہی ہو"...... ڈاکٹر اسلم تین
افراد کی ہلاکت کا سن کر اور اپنے آپ کو رسیوں میں بندھا دیکھ کر
انتہائی خوفزدہ نظر آنے لگ گیا تھا۔

" تم نے تو عیش و عشرت کے لئے مجھے یہاں بلا لیا تھا۔ عیش و
عشرت بھی ہو سکتی ہے لیکن پہلے تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا اور یہ
سن لو کہ اگر تم نے انکار کیا تو پھر پہلے تمہارے سامنے اس روزین کی
گردن اس خنجر سے کاٹوں گی اور پھر تمہارے سامنے تمہارے ملازم کو
ذبح کروں گی۔ اس کے بعد تمہارا نمبر آئے گا"...... جوزفین نے

انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کام۔ کیسا کام۔ کیا مطلب۔ کس قسم کا کام"...... ڈاکٹر ا
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم یہاں اپنی پرائیویٹ اور خفیہ لیبار
میں حکومت کے تعاون سے ایک خاص قسم کی ریز پر کام کر رہے
جسے تم لوگوں نے نکسٹ ریز کا نام دیا ہوا ہے۔ ان ریز کی خاصیت
بتائی گئی ہے کہ اس سے ایک چھوٹا سا آلہ تیار ہو گا جسے آسانی
اٹھا کر ہر جگہ لے جایا جا سکتا ہے اور اس میں نکسٹ ریز کا خاصا ذخ
موجود ہو گا۔ کسی بھی ملک کے میزائل سسٹم کو جام کرنے کے
نکسٹ ریز کو تقریباً سو میل دور سے فائر کیا جا سکتا ہے اور پورا س
مکمل طور پر جام ہو جائے گا اور کوئی مشینری نہ ان ریز کو چیک ک
سکے گی اور نہ ہی ان ریز کو روک سکے گی اور نہ ان کا کوئی حل ہے۔
سوائے اس کے کہ اس پورے سسٹم کو تبدیل کیا جائے۔ کیا تم
کام کر رہے ہو۔ بولو"...... جوزفین نے کہا تو ڈاکٹر اسلم کے چہر
پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔
سوائے چند لوگوں کے اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے"...... ڈاک
اسلم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک پاکیشیائی احسن نامی بھی تمہارا اسسٹنٹ رہا ہے۔ پھر یہ
احسن تمہارے پاس سے کام چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ گریٹ لینڈ پہنچ گیا اور

پھر اس نے وہاں ایک ایسے آدمی سے ان ریز اور تمہارے کام کرنے
کے بارے میں ذکر کیا کہ یہ اطلاع حکومت گریٹ لینڈ تک پہنچ گئی۔
چنانچہ ان ریز میں دلچسپی لی گئی اور پھر احسن کو اغوا کر کے اس سے
پوری تفصیل معلوم کی گئی لیکن یہ احسن تمہاری اس لیبارٹری کے
بارے میں کچھ نہ جانتا تھا کیونکہ اس نے اس وقت تمہیں اسسٹ کیا
تھا جب تم سرکاری لیبارٹری میں کام کر رہے تھے۔ چنانچہ تمہاری
تلاش شروع ہو گئی لیکن پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے ایجنٹ تمہیں
تلاش کرنے میں ناکام رہے۔ اس کے بعد یہ کیس گریٹ لینڈ کی
ایک خفیہ ایجنسی ریڈ پاور کو دے دیا گیا۔ ریڈ پاور کے چیف نے
اپنے ذرائع سے معلوم کیا کہ ایک سائنس دان ڈاکٹر کامل تمہارے
بارے میں معلومات رکھتا ہے۔ چنانچہ چیف نے یہ کیس میرے ذمہ
لگا دیا۔ میں ریڈ پاور کی چیف فیلڈ ایجنٹ ہوں۔ میں نے یہاں آ کر
معلوم کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر کامل بھی کسی خفیہ لیبارٹری میں
کام کر رہا ہے اس لئے میں نے اس کے باپ کو گھیرا جو کہ وزارت
دفاع میں ڈائریکٹر جنرل تھا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر کامل کسی
سائنس کانفرنس کے سلسلے میں کارمن گیا ہوا ہے اور اس کی واپسی
دس پندرہ دنوں بعد ہو گی لیکن ظاہر ہے ہمارے پاس اتنا وقت نہیں
ہوتا کہ میں یہاں بیٹھ کر اس کا انتظار کرتی اس لئے میں نے اس کے
باپ عاطف رضا کو گولی مار کر ہلاک کر دیا تاکہ ڈاکٹر کامل اپنی تمام
مصروفیات چھوڑ کر اپنے باپ کی موت کی رسومات میں شامل ہونے

کے لئے پاکیشیا پہنچ جائے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ڈاکٹر کامل آ گیا۔ میں بھی وہاں گئی اور پھر سب کے جانے کے بعد میں نے ڈاکٹر کامل کو ایک کمرے میں گھیر لیا لیکن وہ بھی تمہارے موجودہ پتے سے واقف نہ تھا اس لئے مجبوراً مجھے اسے بھی گولی مارنی پڑی۔ اس طرح میری اب تک کی تمام جدوجہد بے کار گئی لیکن پھر چیف نے ٹپ دی کہ یہاں موجود جونز کارپوریشن سرکاری لیبارٹریز کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ لیبارٹریوں کو بھی سائنسی سامان سپلائی کرتی ہے اس لئے لازماً انہیں تمہاری اس لیبارٹری کے بارے میں معلوم ہو گا اور ساتھ ہی چیف نے ریکارڈ کیپر روزین کی ٹپ بھی دے دی۔ روزین کو میں نے اس کے فلیٹ پر گھیرا۔ اس کے بعد اس نے میرے کہنے پر تمہیں فون کیا جس کے نتیجے میں ہم دونوں تمہاری حویلی پہنچ گئیں اور اس کے بعد اب تک کے حالات تم جانتے ہو۔ یہ ساری تفصیل میں نے تمہیں اس لئے بتا دی ہے کہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ میں نے ہر حالت میں نکسٹ ریز کا فارمولا لے کر جانا ہے۔ اگر تم یہ فارمولا از خود دے دو گے تو میں تمہیں اور تمہاری اس لیبارٹری کو نقصان پہنچائے بغیر واپس چلی جاؤں گی۔ گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کی کوئی دشمنی نہیں ہے اس لئے پاکیشیا میں اس آلے کی تیاری سے گریٹ لینڈ کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا لیکن اگر تم نے بہادر بننے کی کوشش کی تو پھر تمہاری لیبارٹری بھی تباہ ہو گی اور تمہارے جسم کا بھی ایک ایک ریشہ علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔ تمہاری دونوں آنکھیں نکال

دی جائیں گی۔ تمہارے دونوں کان کاٹ دیئے جائیں گے۔ تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ دی جائیں گی۔ اس کے بعد تم خود سوچو اگر تم زندہ بھی رہے تب پھر تمہارا کیا حشر ہو گا۔ کوئی تم پر تھوکے گا بھی نہیں"...... جوزفین نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن میرے پاس تو فارمولا نہیں ہے۔ میں تو صرف ان ریز کے ایک خاص شعبے پر کام کر رہا ہوں۔ اس کا فارمولا تو حکومت کے پاس ہو گا۔ میرے پاس نہیں ہے"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

"اوکے۔ اب تماشہ دیکھو"...... جوزفین نے کہا اور اٹھ کر وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی اس کمرے سے نکل کر کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہاں ڈاکٹر اسلم کا ملازم بے ہوش اور بندھا ہوا پڑا تھا۔ جوزفین نے جھک کر ایک رسی کو پکڑا اور پھر وہ اسے گھسیٹتی ہوئی کچن سے نکال کر ایک راہداری میں سے گزار کر اس کمرے میں لے آئی جس میں ڈاکٹر اسلم اور روزین موجود تھی۔

"اب دیکھو یہ کس طرح ذبح ہوتا ہے"...... جوزفین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا خنجر اٹھایا اور اس بے ہوش پڑے ہوئے ملازم پر جھک گئی۔ دوسرے لمحے ڈاکٹر اسلم کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اس کا جسم اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔ جوزفین نے واقعی اس ملازم کی گردن تیز دھار خنجر سے اس طرح

کاٹ دی تھی جیسے قصائی بکری کو ذبح کرتا ہے۔ ملازم کا جسم بندھا ہونے کے باوجود تڑپ رہا تھا۔ اس کی آدھی گردن کٹ چکی تھی اور اس میں سے خون فوارے کی طرح اچھل اچھل کر قالین میں جذب ہوتا جا رہا تھا۔

"آنکھیں کھولو اور ذبح ہونے والے انسان کے پھڑکنے کا تماشہ دیکھو ڈاکٹر"...... جوزفین نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر اسلم کے منہ پر زور دار تھپڑ مارتے ہوئے کہا تو کانپتے ہوئے ڈاکٹر اسلم نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ آنکھیں خوف سے پھٹ سی گئی تھیں جبکہ جوزفین ہاتھ میں خنجر پکڑے اس طرح کھڑی تھی جیسے اسے اس ملازم کو اس انداز میں پھڑکتا دیکھ کر انتہائی مسرت ہو رہی ہو۔ چند لمحوں بعد ملازم کا پھڑکتا ہوا جسم ساکت ہو گیا۔ وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ چونکہ وہ خاصا صحت مند اور دیہاتی نوجوان تھا اس لئے وہ کافی دیر تک پھڑکتا رہا تھا۔

"دیکھا تم نے ڈاکٹر اسلم۔ انسان جب ذبح ہوتا ہے تو کس طرح پھڑکتا ہے۔ اب اس روزین کی باری ہے لیکن اسے میں ہوش میں لا کر ذبح کروں گی تاکہ یہ ساتھ ساتھ چیخ بھی سکے۔ اس ملازم نے بے ہوشی کی وجہ سے چیخیں نہیں ماریں اس لئے مجھے پوری طرح لطف نہیں آیا"...... جوزفین نے کہا اور تیزی سے مڑ کر روزین کی طرف بڑھ گئی۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ ایسا مت کرو۔ رک

جاؤ"...... ڈاکٹر اسلم نے خوف کی شدت سے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ایک تماشہ اور دیکھ لو۔ پھر تمہاری باری آئے گی لیکن تم اب آنکھیں بند نہیں کرو گے ورنہ تمہاری دونوں آنکھیں نکال دوں گی"...... جوزفین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے روزین کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چونکہ گیس فائر ہوئے کافی وقت گزر چکا تھا اس لئے جوزفین کو معلوم تھا کہ اس طرح بھی وہ ہوش میں آ جائے گی اور واقعی تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر روزین چیختی ہوئی ہوش میں آ گئی تو جوزفین پیچھے ہٹ گئی۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا ہے۔ یہ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ"...... روزین نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں سامنے بندھے ہوئے ملازم کے کٹے ہوئے نرخرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جس طرح اس نوجوان کا گلا میں نے اس خنجر سے کاٹا ہے اسی طرح اب تمہارا گلا کاٹوں گی کیونکہ میں ڈاکٹر اسلم کو دکھانا چاہتی ہوں کہ جب انسان کو ذبح کیا جاتا ہے تو وہ کس طرح پھڑکتا ہے۔ اسے تو میں نے بے ہوشی کے عالم میں ذبح کیا ہے اس لئے یہ چیخ نہیں سکا لیکن تم ہوش میں ہو اور جب تمہارا گلا کٹے گا تو تمہاری چیخیں بھی ڈاکٹر اسلم سنے گا"...... جوزفین نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ روزین یا ڈاکٹر اسلم کچھ کہتے جوزفین بندھی

ہوئی روزین پر اس طرح جھپٹی جیسے بلی کبوتر پر جھپٹی ہے۔ اس نے
روزین کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر ایک جھٹکے سے اس کا سر پیچھے کیا او
دوسرے لمحے اس نے خون آلود خنجر سے واقعی اس کا گلا کاٹ دیا
روزین کا بندھا ہوا جسم پھڑکنے لگا۔ اس کے منہ سے بے اختیا
خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور گلے سے خون فوارے کی طر
ابلنے لگا۔

" ارے یہ چیخی ہی نہیں۔ اچھا چلو اب تمہارا گلا آہستہ آہس
کاٹوں گی"...... جوزفین نے پیچھے ہٹ کر ڈاکٹر اسلم سے مخاطب ہو
کر کہا جس کی نظریں اس طرح روزین پر جمی ہوئی تھیں جیسے لو
مقناطیس سے چمٹتا ہے اس کا چہرہ پتھر کی طرح ہو رہا تھا۔ آنکھیں
پھٹی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے خوف کی شدت کی وجہ سے
سکتہ ہو گیا ہو۔

" کیسا رہا ڈاکٹر اسلم۔ اب تم تیار ہو جاؤ"...... جوزفین نے اس
کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر اسلم اس طرح چونکا جیسے کسی
خواب سے جاگ گیا ہو اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے انتہائی
خوفزدہ سی چیخیں نکلنے لگیں۔

" ارے۔ ارے۔ اس قدر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔
اگر تم تعاون کرو گے تو بچ سکتے ہو۔ تم ابھی زندگی انجوائے کر سکتے
ہو لیکن"...... جوزفین نے کہا۔

" مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ فار گاڈ سیک مجھے مت مارو۔ فارمولا

لے لو۔ سب کچھ لے لو لیکن مجھے مت مارو"...... ڈاکٹر اسلم نے
گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اگر تم تعاون کرو گے تو بچ بھی جاؤ گے اور کسی کو کچھ معلوم
بھی نہ ہو گا"...... جوزفین نے کہا۔

" میں تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تم فارمولا لے لو اور
میری جان بخش دو"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تمہیں زندگی بچانے کا آخری چانس دے دیتی
ہوں۔ میں تمہیں اپنے ساتھ حویلی لے جاؤں گی۔ میرے بیگ میں
مشین پسٹل موجود ہے۔ وہاں اگر تم نے کسی کو کوئی اشارہ کیا یا
مجھے پکڑنے یا مارنے کی کوشش کی تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو
گے"...... جوزفین نے کہا۔

" مم۔ مم۔ میں کچھ نہیں کروں گا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ
میں کچھ نہیں کروں گا"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا تو جوزفین نے آگے
بڑھ کر اس خون آلود خنجر سے اس کی رسیاں کاٹنا شروع کر دیں۔
اسے مکمل یقین تھا کہ ڈاکٹر اسلم جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے
اس کے بعد وہ واقعی اس کے خلاف کچھ نہ کرے گا اس لئے وہ پوری
طرح مطمئن تھی۔

عمران نے کار ہوٹل شالیمار کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے ا
کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ و
دانش منزل میں موجود تھا کہ جولیا نے نعمانی کی رپورٹ کے بار
میں اطلاع دی تھی جس نے یہاں ایک ایکریمین عورت کے بار
میں بتایا تھا جس کا نام جوزفین تھا اور اس کا قدوقامت بھی ا
جوزفین سے ملتا جلتا تھا جس کی انہیں تلاش تھی اور پھر عمران
بطور ایکسٹو جولیا کو اچھا خاصا جھاڑ دیا تھا کیونکہ صرف قدوقامت ا
نام کی بنیاد پر تو حتمی طور پر یہ فیصلہ نہ کیا جا سکتا تھا کہ یہ و
جوزفین ہے لیکن پھر جولیا نے رپورٹ دی تھی کہ نعمانی نے اس
کمرے کی تلاشی لی ہے اور کمرے میں موجود سامان میں ایک جد
ساخت کا میک اپ باکس بھی موجود ہے اور وہ لباس بھی موجود
جو جوزفین نے پہنا ہوا تھا تو عمران سمجھ گیا کہ نعمانی اصل جوزفین

تک پہنچ گیا ہے اس لئے وہ خود دانش منزل سے یہاں آیا تھا تاکہ مزید
آگے بڑھا جا سکے۔ جوزفین نے جس انداز میں عاطف رضا، عامر
حیات اور ڈاکٹر کامل کو ہلاک کیا تھا اس نے اسے حیران کر دیا تھا۔
گو ان ہلاکتوں کا کوئی مقصد تو سامنے نہیں آیا تھا لیکن عمران ایسی
سفاک عورت کو مزید کھلی چھٹی نہ دے سکتا تھا۔ عمران جیسے ہی ہال
میں داخل ہوا اس نے نعمانی کو ایک میز پر اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا تو
عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ارے واہ۔ تو فورسٹارز کے ممبر اس طرح بڑے بڑے ہوٹلوں
میں عیش کرتے پھرتے ہیں۔ ارے۔ اب تو مجھے صدیقی کے سامنے
ہاتھ جوڑنے پڑے تو جوڑ دوں گا کہ وہ مجھے بھی فورسٹارز میں شامل کر
لے"...... عمران نے کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں فورسٹارز کی طرف سے نہیں سیکرٹ سروس کی طرف سے
یہاں موجود ہوں۔ لیکن آپ کیسے آئے ہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو تمہاری چیف جولیا ہوئی کیونکہ سیکرٹ سروس کی
چیف وہی ہے۔ بے چارے چیف کا تو صرف نام ہی ہے۔ بہرحال
مجھے تمہارے اس ڈمی چیف نے فون کر کے بتایا ہے کہ اسے اصل
چیف یعنی جولیا کی طرف سے رپورٹ ملی ہے کہ نعمانی نے جوزفین کو
تلاش کر لیا ہے اور میں جا کر نعمانی سے مل لوں تاکہ اس سے وہ نسخہ
معلوم کیا جا سکے جس کی مدد سے وہ گم شدہ عورتوں کو آسانی سے
تلاش کر لیا کرتا ہے تاکہ اگر کبھی جولیا گم ہو جائے تو کم از کم میں

اسے تلاش تو کر سکوں"...... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس
پڑا۔

"جس روز مس جولیا گم ہوئیں اس روز آپ بھی نظر نہیں آئیں
گے اور تنویر آپ دونوں کو ریوالور اٹھائے ڈھونڈتا نظر آئے گا"۔
نعمانی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے ویٹر قریب آیا تو
عمران نے اسے جوس لانے کا کہہ دیا۔

"میرے خیال میں تم ہال میں اس لئے بیٹھے ہو کہ تمہاری
گمشدہ جنت جیسے ہی ہال میں داخل ہو تم اسے پہچان کر اس سے
سکو"...... عمران نے ویٹر کے جاتے ہی کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس
پڑا۔

"میں آپ کے طنز کو سمجھ گیا ہوں۔ فائر ڈور کی طرف چوہان موجود
ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"واہ۔ ایک ہی خاتون کی تلاش میں اس قدر عقلمند ہو گئے ہو کہ
اشارے بھی سمجھنے لگ گئے ہو۔ دو چار کے بعد کیا حال ہو گا"۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا تو نعمانی ایک بار پھر ہنس پڑا۔ اسی لمحے ویٹر
نے جوس کا گلاس لا کر عمران کے سامنے رکھا اور واپس چلا گیا۔

"میک اپ باکس تم نے چیک کیا تھا یا چوہان نے"۔ عمران
نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے۔ کیوں"...... نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ میک اپ باکس کسی اور ملک کا بنا ہوا ہے یا یہاں کا بنا ہوا

ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اوہ نہیں۔ مقامی نہیں تھا۔ تھا تو غیر ملکی لیکن میں نے اسے
اس نقطہ نظر سے چیک ہی نہیں کیا تھا۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ
ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ اگر گریٹ لینڈ میڈ ہے تو پھر یہ بات کنفرم ہو جاتی ہے
کہ یہ وہی جوزفین ہے"...... عمران نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ واقعی مجھے چیک کرنا چاہئے تھا۔ آئی ایم سوری"۔ نعمانی
نے کہا۔

"آؤ پھر چیک کر لیں"...... عمران نے جوس کا خالی گلاس میز پر
رکھتے ہوئے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد
وہ دونوں جوزفین کے کمرے میں موجود تھے۔ ماسٹر کی مدد سے انہوں
نے انتہائی آسانی سے دروازہ کھول لیا تھا۔ پھر نعمانی تو دروازے کے
قریب رک گیا جبکہ عمران نے کمرے میں موجود سامان کی تلاشی لینا
شروع کر دی۔ میک اپ باکس واقعی گریٹ لینڈ کا بنا ہوا تھا۔
عمران نے الماری میں موجود ایک بڑا سا بیگ چیک کیا اور پھر اس
میں ایک چھوٹا سا آلہ دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو سٹاپر ہے۔ انتہائی جدید سٹاپر جس سے فون کال
کو درمیان میں سننے اور ٹیپ ہونے سے روکا جاتا ہے"...... عمران
نے کہا اور پھر اسے اٹھائے وہ فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون کو

چیک کیا۔ وہ عام فون تھا۔ اس میں میموری سسٹم موجود نہ
" آؤ نعمانی۔ اب یہاں دیکھنے کے لئے کچھ نہیں رہا"۔۔۔۔۔
نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی د
دونوں نیچے ہال میں پہنچ چکے تھے۔

" تم یہاں رک کر اسے چیک کرو۔ میں آرہا ہوں"۔۔۔۔۔
نے نعمانی سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ سائیڈ راہداری کی طرف
گیا۔ یہاں کا مینجر الطاف اس کا واقف تھا اور دوست بھی۔ وہ
آفس جا رہا تھا۔ الطاف اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آف
بیٹھا فون پر کسی سے بات چیت میں مصروف تھا کہ عمران
کھول کر اندر داخل ہوا۔ چونکہ اس آفس کا دربان عمران
طرح پہچانتا تھا اس لئے اس نے کوئی رکاوٹ نہ ڈالی تھی۔

" اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب آپ اور اس طرح اچانک"۔
نے عمران کو دیکھ کر بے اختیار اٹھتے ہوئے کہا اور اس نے
رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

" تم تو مجھے دیکھ کر اس طرح گڑبڑائے ہو جیسے میں نے
تمہاری کسی فرینڈ سے باتیں کرتے چیک کر لیا ہو۔ ویسے فکر
میں تمہاری بیوی کو کوئی رپورٹ نہیں دوں گا"۔۔۔۔۔ عمران
تو الطاف بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ کی آمد ہمیشہ خطرے کا باعث بنتی ہے اس لئے آدمی پ
تو ہو ہی جاتا ہے"۔۔۔۔۔ الطاف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یعنی میں چلتا پھرتا خطرے کا نشان ہوں۔ ٹھیک ہے۔ اب چلنا
ور خطرے کا نشان اب مستقل طور پر اس آفس میں گڑا ہوا نظر
گا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو الطاف بے اختیار ہنس پڑا۔

آپ کا مطلب ہے کہ میں اپنا آفس اب کسی اور کمرے میں بنا
۔ ٹھیک ہے۔ یہ آفس آپ سنبھالیں میں جا رہا ہوں"۔ الطاف
ٹھنے کی ظاہری کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ
ن کوئی جواب دیتا کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان تیزی
ندر داخل ہوا۔

کیا ہوا راحت خان"۔۔۔۔۔ الطاف نے چونک کر پوچھا تو آنے
نے اسے ہوٹل کے سلسلے میں کسی پرابلم کا اظہار کیا جس پر
ف نے اسے ہدایات دیں اور وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

واہ۔ تم تو بیٹھے بٹھائے مسائل حل کرنے کا نشان ہو۔ بہت
ب۔ ویسے جس ذہانت سے تم نے یہ مسئلہ حل کیا ہے اس سے لگتا
تم اب واقعی ماہر ہوٹل مینجر بن چکے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اس تعریف کا شکریہ عمران صاحب۔ طویل عرصے سے میں یہ
ر رہا ہوں اس لئے اب اتنی مہارت تو آ ہی جانی چاہئے تھی۔
ل آپ فرمائیں کیا پینا پسند کریں گے"۔۔۔۔۔ الطاف نے کہا۔

مفت مل جائے تو برا کیا ہے اس لئے جوس کا گلاس پلا دو۔ بڑا
ہوا ہے نہ جیب میں رقم آئی ہے نہ جوس پیا ہے"۔۔۔۔۔ عمران
ہا تو الطاف ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ چونکہ طویل

عرصے سے عمران سے واقف تھا اس لئے اسے عمران کی
عادتوں کا اچھی طرح علم تھا۔ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر
دیگرے دو نمبر پریس کئے اور پھر کسی کو جوس کا گلاس آفس میں
کا کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کمرہ نمبر تین سو تین۔ تیسری منزل کی تفصیلات چاہئیں
خاتون وہاں رہ رہی ہے اس کے کاغذات وغیرہ"...... عمران نے
تو الطاف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر رسیور اٹھایا
نمبر پریس کر دیئے۔ رابطہ ہونے پر اس نے ہدایات دینا شروع
دیں۔

"کیا کوئی بڑی مجرمہ رہ رہی ہے وہاں"...... الطاف نے ر
رکھتے ہوئے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"کاش رہ رہی ہو"...... عمران نے کہا تو الطاف بے اختیار چونک
پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ کو علم نہیں ہے۔ پھر آپ نے کیسے ا
مشکوک سمجھ لیا"...... الطاف نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے
کہا۔

"یہ تمہیں اپنے آپ سب کچھ فرض کر لینے کی عادت کب سے
گئی ہے۔ یہ نمبر اس ہفتے میرا لکی نمبر ہے اور ایک نجومی نے بتایا
کہ اس نمبر کے کمرے میں رہنے والے کو بھاری دولت مل سکتی
اب تمہارے ہوٹل کے کرائے اس قدر ہائی ہیں کہ مجھ جیسا غریب

آدمی تو صرف کمرے کے نمبر سے ہی محظوظ ہو سکتا ہے۔ میں نے سوچا
کہ چلو خود کمرہ نہیں لے سکتا تو اس کمرے میں رہنے والے کے بارے
میں تفصیلات معلوم کر لوں تاکہ اس سے دوستی کر کے اسے قائل
کر سکوں کہ وہ مجھے ایک ہفتہ اس کمرے میں اپنا مہمان بنا لے"۔
عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی اور الطاف اس بار قدرے شرمندہ
سے لہجے میں ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں
ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ فائل پر ہوٹل کا نام درج تھا۔
نوجوان نے فائل الطاف کے سامنے رکھ دی اور ایک طرف کھڑا ہو
گیا۔

"تم جاؤ"...... عمران نے کہا تو نوجوان سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے
سے باہر چلا گیا جبکہ اس دوران عمران نے فائل اٹھا کر اسے کھولا اور
اسے غور سے دیکھنے لگا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے فائل بند کر کے
اسے میز پر رکھ دیا۔

"یہ بتاؤ الطاف کہ ہوٹل کے کسی کمرے سے جو ڈائریکٹ کالز کی
جاتی ہیں کیا انہیں ہوٹل ایکس چینج میں ٹیپ کیا جاتا ہے یا نہیں"۔
عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ ایسا ہم کیسے کر سکتے ہیں۔ یہ تو مسافروں کے
پرائیویٹ معاملات میں مداخلت ہوتی ہے"...... الطاف نے کہا۔

"یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کس کمرے سے کس کس نمبر پر کال کی
گئی ہے۔ میرا مطلب ڈائریکٹ کالوں سے ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ چونکہ ان کالز کا بل چارج کیا جاتا ہے اس لئے یہ ریکا[رڈ] رکھنا پڑتا ہے"...... الطاف نے جواب دیا۔

"تو پھر معلوم کراؤ کہ جب سے یہ محترمہ جوزفین یہاں کمر[ے] میں ٹھہری ہیں اس نے کس کس نمبر پر کال کی ہے"...... عمران [نے] کہا تو الطاف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور کسی کو کمرے کا نمبر بتا کر فون کالز ریکارڈ لے آنے کا کہا او[ر] پھر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دوسرا نوجوان ایک اور فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے یہ فائل بھی الطاف کے سامنے رکھ دی تو الطاف نے اسے واپس جانے کے لئے کہا اور وہ نوجوان واپس چلا گیا۔ عمران نے فائل اٹھا کر کھولی تو اس میں دو کاغذ موجود تھے۔ اس میں وہ فون نمبرز، جگہ اور وقت لکھا گیا تھا جہاں جہاں ہوٹل سے کالز کی گئی تھیں۔ عمران نے جیب سے بال پوائنٹ نکالا اور فائل میں موجود چند فون کالز کے گرد دائرہ ڈالا اور پھر بال پوائنٹ بند کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔

"نمبروں والی ڈائریکٹری ہوٹل والوں کے پاس ہوتی ہے کیا تمہارے پاس بھی ہے"...... عمران نے الطاف سے کہا۔

"جی ہاں۔ ہے تو سہی"...... الطاف نے جواب دیا اور پھر اٹھ کر اس نے ایک الماری کھولی اور چند لمحوں بعد ایک فون ڈائریکٹری نکال کر اس نے عمران کے ہاتھ میں دے دی۔ عام فون ڈائریکٹری میں ناموں کے لحاظ سے فون نمبرز موجود ہوتے ہیں لیکن اس ڈائریکٹری

میں فون نمبرز ایک ترتیب سے ہوتے ہیں اور ان نمبرز کے آگے پتے وغیرہ لکھے ہوتے ہیں۔ چونکہ عمران نے بہت سے نمبرز چیک کرنے تھے اس لئے اس نے یہ ڈائریکٹری الطاف سے مانگی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بڑے بڑے ہوٹلوں کے مینجرز ایسی ڈائریکٹریاں محکمہ سے منگوا کر رکھتے ہیں۔ عمران نے نمبرز چیک کرنے شروع کر دیئے اور اس نے جس جس نمبر کے گرد دائرہ لگایا تھا اس کا نام اور پتہ ڈائریکٹری سے چیک کر کے اس نے ہر فون نمبر کے سامنے لکھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر بعد اس نے ڈائریکٹری بند کی اور پھر غور سے کاغذ کو دیکھنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر تفکر کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے بال پوائنٹ نکال کر ایک نمبر پر نشان لگایا اور فائل بند کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ فائل میں لے جا رہا ہوں۔ اگر تمہیں ضرورت ہو تو اس کی کاپی کروا لو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ آپ لے جائیں یہ سیکنڈ فائل ہے۔ اصل تو موجود رہتی ہے"...... الطاف نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر فائل تہہ کر کے اس نے اسے جیب میں رکھا اور آفس سے باہر آ گیا۔ نعمانی اسے ہال میں ہی مل گیا تھا۔

"کیا ہوا۔ بہار نہیں آئی ابھی تک"...... عمران نے کہا۔

"جی نہیں۔ آپ کہاں غائب ہو گئے تھے"...... نعمانی نے کہا۔

"مجھے شدید پیاس لگ رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ مینجر کے کمرے

میں چل کر بیٹھا جائے۔ اس طرح مفت جوس پینے کو مل جائے گا"...... عمران نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب میں چلتا ہوں۔ میں نے جو ڈیوٹی دینی تھی دے لی۔ اب تم جانو اور تمہارا چیف"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا تو نعمانی بے اختیار مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی ایک رہائشی پلازہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جوزفین نے اپنے کمرے سے اس رہائشی پلازہ کے فون پر بات کی تھی اور دیئے گئے وقت کے مطابق یہ کال کافی دیر تک جاری رہی تھی۔ اب جبکہ یہ جوزفین واپس نہ آئی تھی تو عمران کو خیال آیا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ اس نے وہاں کوئی فلیٹ لے لیا ہو اور وہ اس بات کو چیک کرنے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پلازہ کے گیٹ کے قریب جا کر رکی۔ یہ سیکورٹی پلازہ تھا اور یہاں آنے جانے والوں کو باقاعدہ چیک کیا جاتا اور سیکورٹی پاس لینا پڑتا تھا۔ ایک طرف استقبالیہ بنا ہوا تھا۔ عمران اس طرف بڑھ گیا۔ استقبالیہ میں چار لڑکیاں موجود تھیں جن میں سے ایک اپنے سامنے فون رکھے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ باقی تین آنے والوں کو معلومات مہیا کرنے میں مصروف تھیں۔

"واہ۔ ایک نہیں چار اکٹھی۔ واہ"...... عمران نے کاؤنٹر پر جھک کر اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا تو چاروں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

"جی صاحب"...... ایک لڑکی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ غصہ کیوں آ گیا۔ میں انتہائی بے ضرر سا آدمی ہوں۔ اس لئے کہ شادی شدہ ہوں اور یہاں میں اپنی بیوی کو تلاش کرنے آیا ہوں۔ اسے میری بات پر غصہ آ گیا تھا تو اس نے میرے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔ میں نے دوسرا گال آگے کر دیا لیکن اب ظلم دیکھو کہ اس نے دوسرا تھپڑ مارنے کی بجائے الٹا مجھے دھمکی دی کہ وہ اب کوٹھی میں نہیں رہے گی اور اس پلازہ میں فلیٹ لے کر رہے گی تا کہ میں سیکورٹی کی وجہ سے اندر نہ آ سکوں"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تو چاروں لڑکیاں بے اختیار ہنس پڑیں۔

"کیا نام ہے آپ کی بیگم کا"...... ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جوزفین۔ ایکریمین ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"جوزفین۔ ایکریمین۔ لیکن اس پلازہ میں تو کسی جوزفین کے نام کوئی فلیٹ نہیں ہے اور نہ ہی حال میں کسی نے لیا ہے"...... ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان سب لڑکیوں کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ عمران کو انجوائے کر رہی ہیں۔

"ارے۔ وہ ایک نمبر کنجوس ہے۔ وہ بھلا فلیٹ پر خرچہ کہاں کرنے والی ہے۔ مجھے بڑی مشکل سے روپیٹ کر دس روپے روز دیتی ہے کہ میں آئس کریم کھا سکوں۔ وہ یہاں اپنی کسی سہیلی کے پاس رہ رہی ہے"...... عمران نے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے

اختیار ہنس پڑیں۔

"ارے ماریا۔ یہ وہ جوزفین تو نہیں جو روزین کے فلیٹ میں گئی تھی"...... ایک لڑکی نے کہا تو دوسری لڑکیاں بے اختیار چونک پڑیں۔

"ہاں۔ ہو تو سکتی ہے"...... ایک اور لڑکی نے کہا۔

"آپ کی بیگم کا حلیہ کیا ہے"...... ایک لڑکی نے پوچھا۔

"بیگمات کا حلیہ تو بین الاقوامی ہوتا ہے۔ خونخوار چہرہ، شعلے برساتی آنکھیں، پیشانی پر غصے کی لکیریں"...... عمران نے جواب دینا شروع کیا تو چاروں لڑکیاں بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

"ارے۔ ارے۔ یہ ہنسنے کی بات نہیں ہے۔ شوہر بے چاروں کا بین الاقوامی پرابلم ہے۔ ویسے دوسرے لوگوں کے سامنے اس کا جو حلیہ ہوتا ہے وہ میں بتا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جوزفین کا حلیہ بتا دیا۔ یہ حلیہ ہوٹل کی فائل میں موجود جوزفین کے فوٹو کے پیش نظر اس نے بتایا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہی۔ یہ وہی خاتون ہے جو روزین کے فلیٹ میں گئی ہے۔ معلوم کرو ماریا کہ وہ وہاں موجود ہے یا نہیں"...... ایک لڑکی نے کہا تو فون والی لڑکی نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے لیکن پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"فلیٹ بند ہے۔ مادام روزین بھی موجود نہیں ہے"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"یہ مادام روزین کیا کرتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ جونز کارپوریشن میں ریکارڈ کیپر ہیں"...... ایک لڑکی نے جواب دیا۔

"جونز کارپوریشن کیا کرتی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں تفصیل تو معلوم نہیں البتہ اتنا معلوم ہے کہ یہ سائنسی لیبارٹریوں کو سائنسی سامان وغیرہ سپلائی کرتی ہے"...... ایک اور لڑکی نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ سائنس لیبارٹریوں اور سائنسی سامان کا ذکر آنے کے بعد یہ طے ہو گیا تھا کہ اس کا خیال درست ہے۔ یہ جوزفین وہی ہو سکتی ہے کیونکہ اب تک سائنس سے متعلقہ افراد ہی ہلاک ہوئے تھے۔

"اس مادام روزین کا فلیٹ نمبر کیا ہے"...... عمران نے کہا تو ایک لڑکی نے نمبر بتا دیا۔ عمران شکریہ ادا کر کے آگے بڑھ گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس فلیٹ کی بھی تلاشی لینی چاہئے۔ شاید وہاں سے کوئی کلیو مل جائے۔ لیکن وہ پلازہ کے پھاٹک کی بجائے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے ایسے پلازوں کے بارے میں مکمل معلومات ہوتی تھیں۔ ان میں ایسے راستے بہرحال رکھے جاتے تھے جہاں سیکورٹی کی نظروں میں آئے بغیر مخصوص لوگ اندر آ جا سکیں کیونکہ فلیٹ میں رہنے والے افراد اپنے پاس آنے والے خاص ٹائپ کے آدمی یا عورت کو مارک نہیں کرانا چاہتے اس لئے ایسے راستے رکھے جاتے تھے اور

تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران نے ایسا ایک راستہ ٹریس کر لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس فلیٹ کے اندر پہنچ چکا تھا۔ فلیٹ خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران نے فلیٹ کی مکمل تلاشی لی لیکن اسے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جو اس کے کام آتی۔ آخر میں وہ فون کی طرف بڑھا اور پھر فون سیٹ کو دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ یہ جدید فون سیٹ تھا جس میں میموری بھی موجود تھی اور کالیں ٹیپ کرنے کا سسٹم بھی تھا۔ اس نے چیکنگ کی تو گزشتہ چوبیس گھنٹوں میں آنے والی کالیں اس میں ٹیپ شدہ موجود تھیں۔ عمران نے مخصوص بٹن دبایا اور پھر اس نے باری باری کالیں سننا شروع کر دیں۔ تقریباً ساری کالیں عام نوعیت کی تھیں البتہ ایک کال کسی ڈاکٹر اسلم کو کی گئی تھی۔ گو اس میں ایسی باتیں کی گئی تھیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ڈاکٹر اسلم انتہائی عیاش طبع آدمی ہے لیکن عمران ڈاکٹر کے لفظ سے چونکا تھا کیونکہ ڈاکٹر اسلم طب کا ڈاکٹر بھی ہو سکتا تھا اور سائنس دان بھی۔ ویسے ابھی تک کے حالات کے مطابق عمران کو یقین تھا کہ یہ کوئی سائنس دان ہی ہو سکتا ہے اور یہ جوزفین اور روزین دونوں اسے ملنے ہی گئی تھیں۔ اس نے میموری اور ٹیپ آف کر کے فون آن کیا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے اور اس نے انکوائری آپریٹر کو بتایا کہ وہ پولیس آفس سے بول رہا ہے اور پھر اس نے اس نمبر کے بارے میں معلومات حاصل کیں جس پر ڈاکٹر اسلم سے بات ہوئی تھی۔

" ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں "...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" یس "...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" جناب۔ یہ نمبر مضافاتی قصبے رشید نگر میں ڈاکٹر اسلم کے نام سے ان کی حویلی میں نصب ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ "۔ عمران نے کہا۔

" یس سر "...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

" یس "...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ڈاکٹر اسلم سے بات کرائیں۔ میں وزارت سائنس سے ڈاکٹر ارسلان بول رہا ہوں "...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

" جج۔ جناب۔ وہ حویلی میں موجود نہیں ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جہاں بھی ہوں وہاں میری بات کراؤ۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے "۔ عمران نے کہا۔

" جناب۔ وہ اپنی باغ والی کوٹھی میں ہیں اور وہاں فون نہیں ہے اور نہ ہم میں سے کوئی وہاں جا سکتا ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ان کی مہمان خواتین جو دارالحکومت سے آئی ہیں ان میں کسی

سے میری بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"وہ۔ وہ بھی جناب ان کے ساتھ ہیں۔ یہاں نہیں ہیں"۔ دور
طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی
دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اب یہ بات طے ہو چکی تھی کہ جوزفین
روزین اس ڈاکٹر اسلم کے پاس رشید نگر گئی ہیں لیکن کیوں۔ یہ با
اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی اس لئے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ
کے پیچھے رشید نگر جائے گا تاکہ اس سارے سلسلہ کو حتمی طور پر
کیا جاسکے۔

جوزفین کا چہرہ مسرت کی شدت سے دمک رہا تھا۔ اس وقت وہ
رشید نگر کی حویلی میں ڈاکٹر اسلم کے ساتھ اس کی خفیہ لیبارٹری میں
موجود تھی۔ وہ ڈاکٹر اسلم کو موت کا خوف دلا کر گن پوائنٹ پر اس
باغ والی کوٹھی سے کار میں واپس حویلی لے آئی تھی اور پھر ڈاکٹر اسلم
نے یہاں واقعی کسی کو اشارہ نہ کیا اور اسے لے کر سیدھا لیبارٹری
کے اندر چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے ایک خفیہ سیف میں ، ایک
فائل نکال کر جوزفین کو دے دی۔ جوزفین نے فائل کھول کر اسے
ایک نظر دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی کیونکہ وہ
اصل فارمولے تک پہنچ چکی تھی۔

"اب تم جاؤ۔ تمہارا کام ہو گیا ہے"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

"ہاں ضرور۔ تمہارا بے حد شکریہ ڈاکٹر اسلم۔ اب تم زندہ رہو
گے۔ بے فکر رہو لیکن مجھے یہاں سے جانے سے پہلے چند فون کرنے

ہیں۔ کہاں ہے فون"...... جوزفین نے فائل اپنے بیگ میں ڈ
ہوئے کہا۔

" ساتھ والے کمرے میں ہے۔ آؤ"...... ڈاکٹر اسلم نے کہا
دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جوزفین اس کے پیچھے تھی اور پھر
والے کمرے تک پہنچتے پہنچتے اس نے بے ہوش کر دینے والی گ
پنسل نکال لی اور دوسرے لمحے جیسے ہی پنسل کی نوک سے گ
نکل کر ڈاکٹر اسلم کے چہرے سے ٹکرائی وہ لڑکھڑاتا ہوا گرا
ساکت ہو گیا۔ جوزفین کچھ دیر خاموش کھڑی رہی۔ پھر اس نے ر
اٹھایا اور تیزی سے شالیمار ہوٹل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دی

" شالیمار ہوٹل"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آ
سنائی دی۔

" کمرہ نمبر تین سو پانچ۔ راجر سے بات کراؤ میں جوزفین بول ر
ہوں"...... جوزفین نے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو۔ راجر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد راجر کی آواز سنا
دی۔

" جوزفین بول رہی ہوں راجر"...... جوزفین نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ مادام آپ۔ کہاں سے بول رہی ہیں"...... راجر
انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو جوزفین بے اختیار چونک پڑی

" کیوں۔ کیا بات ہے۔ تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو"۔ جوزف

نے کہا۔

" مادام جس نمبر سے بول رہی ہیں وہ نمبر بتا دیں۔ میں باہر کسی
پبلک فون بوتھ سے کال کروں گا۔ سیریئس مسئلہ ہے"...... دوسری
طرف سے کہا گیا تو جوزفین نے اسے یہاں کا نمبر بتا دیا اور پھر رسیور
رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن
اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر ہوا کیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی
بج اٹھی تو جوزفین نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... جوزفین نے نام بتانے کی بجائے صرف ایک لفظ
بولنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

" راجر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے راجر کی آواز سنائی
دی۔

" ہاں۔ کیا ہوا ہے۔ کیوں پریشان ہو"...... جوزفین نے کہا۔

" مادام۔ ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ آپ کا یہاں انتظار کر رہے
ہیں۔ انہوں نے آپ کے کمرے میں گھس کر وہاں کی تلاشی بھی لی ہے
اور ان میں سے ایک آدمی ہوٹل کے مینجر کے آفس میں بھی کافی دیر
رہا ہے اور اسے آپ کے کاغذات بھی دکھائے گئے ہیں اور آپ کی
فون کالز کی تفصیل بھی اسے بتائی گئی ہے"...... راجر نے جواب
دیا۔

" اوہ۔ ویری سیڈ۔ تم پر تو شک نہیں ہوا نہیں"...... جوزفین
نے کہا۔

"نہیں مادام۔ میں نے کسی معاملے میں مداخلت ہی نہیں
مجھے صرف آپ کی فکر تھی کیونکہ ہال میں بھی ایک آدمی موجود ہے
فائر ڈور والی سائیڈ پر بھی جبکہ مینجر سے ملنے والا آدمی کار میں بیٹھ کر
گیا ہے۔ یہ لوگ آپ کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں"...... راجر
کہا۔

"ہونہہ۔ سنو۔ میں نے فارمولا حاصل کر لیا ہے اور اس وقت
رشید نگر سے بول رہی ہوں۔ تم ایسا کرو کہ فوراً ایئر پورٹ جاؤ
وہاں ہمسایہ ملک کافرستان کے لئے کوئی چھوٹا طیارہ چارٹرڈ کراؤ لیکن
جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ میرے پاس کاغذات کا تیسرا سیٹ موجود
ہے۔ لاریا کے نام کا اور سپیشل میک اپ باکس بھی ہے۔ میں لاریا
کے میک اپ میں براہ راست ایئر پورٹ پہنچوں گی تاکہ ہم فوری طور
پر یہاں سے نکل سکیں"...... جوزفین نے کہا۔

"یس مادام۔ یہ بہتر رہے گا۔ میں وہاں جا رہا ہوں۔ آپ بھی ایئر
پورٹ پہنچ جائیں۔ آپ کے پہنچنے تک طیارہ چارٹرڈ بھی ہو جائے گا
فلائنگ کے لئے تیار بھی ہو جائے گا"...... راجر نے کہا تو جوزفین نے
اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ
گئی جس کے ساتھ ملحقہ باتھ روم تھا۔ پھر جب وہ تقریباً آدھے گھنٹے بعد
وہاں سے نکلی تو سوائے لباس کے اس کا چہرہ اور بال سب کچھ بدل
چکا تھا۔ وہ اب کارمن نژاد تھی۔ پھر وہ تیزی سے مڑ کر اس کمرے میں
آئی جہاں ڈاکٹر اسلم بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے مشین پسٹل کی

مدد سے اس کو ہلاک کیا اور پھر لیبارٹری سے نکل کر اوپر کی طرف
جانے والے راستے پر بڑھ گئی۔ اس نے ایک چھوٹا سا کیپسول نکال
کر مٹھی میں بند کر لیا تھا۔ یہ انتہائی زود اثر گیس سے بھرا ہوا کیپسول
تھا جو خاصی وسیع رینج میں کام کرتا تھا۔ چنانچہ باہر آکر اس نے اپنا
سانس روکا اور پھر اس کیپسول کو پوری قوت سے فرش پر مار دیا۔ چند
لمحوں بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر زور زور سے سانس لینا
شروع کر دیا۔ اس گیس میں یہی خصوصیت تھی کہ یہ گیس فوری اثر
بھی کرتی تھی لیکن اس کے اثرات کا وقفہ بھی بے حد کم تھا۔ حویلی
میں چونکہ کافی افراد تھے اس لئے اس نے سب کو ہلاک کرنے کا پلان
بدل دیا تھا اور پھر روزین کی کار لے کر وہ اس حویلی سے باہر نکلی اور
تیزی سے اس سڑک کی طرف بڑھتی چلی گئی جو اس گاؤں کو مین روڈ
سے ملاتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین روڈ پر پہنچ گئی اور پھر اس نے کار
کا رخ دارالحکومت کی طرف کر دیا۔ اس سڑک پر کافی سے زیادہ
ٹریفک تھا اس لئے اب وہ اطمینان سے کار چلاتی ہوئی آگے بڑھی چلی
جا رہی تھی۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ
ایئر پورٹ پر پہنچ گئی۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اتری اور آگے
بڑھنے لگی۔ فائل اس کے بیگ میں موجود تھی۔ پھر جلد ہی اسے راجر
نظر آگیا۔ وہ ایک کاؤنٹر کے قریب کھڑا تھا۔ وہ چونکہ لاریا کا میک
اپ پہچانتا تھا اس لئے وہ جوزفین کو دیکھ کر چونک پڑا اور پھر وہ بھی
تیزی سے آگے بڑھا۔

"ہیلو راجر"...... جوزفین نے کہا۔

"یس مادام۔ آپ بخیریت پہنچ گئی ہیں"...... راجر نے کہا۔

"ہاں۔ کیا ہوا۔ طیارہ فلائٹ کے لئے تیار ہے یا نہیں"۔ جوزفین نے کہا۔

"طیارہ چارٹرڈ تو ہو چکا ہے لیکن ابھی فلائٹ میں ایک گھنٹہ لگے گا"...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اتنی دیر۔ ہمیں فوری یہاں سے نکلنا چاہئے"...... جوزفین نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں کا نظام بے حد سست ہے مادام اس لئے مجبوری ہے۔ بہرحال آپ کا یہ میک اپ کوئی نہیں پہچانتا پھر آپ اور میں کبھی ایک ساتھ نہیں دیکھے گئے اور میں باقاعدہ کمرہ چھوڑ کر آیا ہوں اس لئے آپ بے فکر رہیں البتہ آپ اپنے کاغذات مجھے دے دیں تاکہ میں ان کی چیکنگ کرا آؤں ورنہ مزید دیر ہو جائے گی"...... راجر نے کہا تو جوزفین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بیگ میں سے کاغذات کا پیکٹ نکالا اور اسے راجر کی طرف بڑھا دیا۔

"آپ ریسٹوران میں بیٹھیں میں آرہا ہوں"...... راجر نے کہا اور جوزفین نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ریسٹوران کی طرف بڑھ گئی۔ ریسٹوران کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ مقامی افراد کے لئے اور دوسرا غیر ملکیوں کے لئے۔ وہ اس حصے کی طرف بڑھ گئی جو غیر ملکیوں کے لئے مخصوص تھا کیونکہ اس حصے میں شراب سرو کی جاتی تھی جبکہ

مقامی افراد والے حصے میں اس کی ممانعت تھی اور وہ اس وقت اپنے اعصاب نارمل کرنے کے لئے شراب کی شدید طلب محسوس کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد راجر بھی آگیا اور اس نے کاغذات جوزفین کو واپس کر دیئے اور پھر وہ دونوں وہاں بیٹھے شراب پیتے رہے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انہیں چارٹرڈ طیارے کی روانگی کے بارے میں اطلاع مل گئی تو وہ دونوں اٹھ کر ایئرپورٹ کے اس حصے کی طرف بڑھ گئے جو چارٹرڈ طیارے کے لئے مخصوص تھا۔ اب ان دونوں کے چہروں پر گہرے اطمینان کے تاثرات طاری تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا طیارہ ہوا میں پرواز کر رہا تھا اور ویٹرس انہیں شراب پیش کر رہی تھی۔ تقریباً ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد طیارہ کافرستان کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر لینڈ کر گیا اور پھر ضروری چیکنگ کے بعد وہ ایئرپورٹ سے باہر آگئے۔

"آپ یہیں ٹھہریں میں ٹیکسی لے آتا ہوں"...... راجر نے جوزفین سے کہا۔

"نہیں۔ ہم بس کے ذریعے جائیں گے"...... جوزفین نے کہا۔

"بس کے ذریعے۔ کیوں۔ اب تو کوئی خطرہ نہیں ہے مادام"۔ راجر نے کہا۔

"جب تک یہ فائل میرے پاس موجود ہے خطرہ موجود رہے گا"۔ جوزفین نے کہا تو راجر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بس میں سوار شہر کے اندر داخل ہو گئے۔ مین مارکیٹ کے

سٹاپ پر دونوں بس سے اترے اور جوزفین ایک انٹرنیشنل کو
سروس کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے سروس سے ہی ا
مخصوص لفافہ لے کر بیگ سے فارمولے کی فائل نکال کر اس لفا
میں ڈالی اور اسے مخصوص انداز میں پیک کرنے کے بعد اسے گر
لینڈ میں چیف کے خفیہ پتے پر بھجوا دیا۔ اب اس کے چہرے پر مز
اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور پھر ان دونوں نے ٹیکسی لی ا
ایک بڑے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔

عمران کار حویلی کے بڑے پھاٹک کے اندر لے گیا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا اور بڑا سا پورچ خالی تھا۔ حویلی میں پراسرار سی خاموشی تھی اس لئے حویلی میں داخل ہوتے ہی عمران کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجانا شروع کر دیا تھا۔ عمران نے کار روکی اور پھر کار سے نیچے اتر کر وہ پہلے چند لمحے تک وہاں کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا لیکن کوئی آدمی نہ اندر سے باہر آیا اور نہ ہی کوئی آدمی نظر آیا تھا۔ عمران ہونٹ بھینچے اندر داخل ہوا اور پھر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے وہاں ملازموں کو ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑے پایا۔ ان کی حالت سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کسی زود اثر گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ عمران نے پوری حویلی کی چیکنگ کی اور پھر وہ نیچے تہہ خانے میں بنی ہوئی لیبارٹری میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک کمرے میں ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی اور یہ آدمی اپنے لباس سے بہرحال ملازم نہ لگتا

تھا۔ اس کے سینے میں گولیاں ماری گئی تھیں۔ لیبارٹری میں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران واپس مڑا اور اوپر پہنچ گیا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور ایک بے ہوش آدمی کی گردن کے عقب میں مخصوص انداز میں کٹ لگا دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ انہیں کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اس لئے اس نے یہ کام کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد یہ آدمی ہوش میں آ گیا۔

" یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ آپ کون ہیں۔ یہ میں فرش پر پڑا ہوں "....... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" میں سپیشل پولیس کا چیف آفیسر ہوں۔ یہاں کیا واردات ہوئی ہے۔ تم سمیت سب بے ہوش پڑے ہوئے ہیں "....... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ سپیشل پولیس کا نام سن کر اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" مجھے تو معلوم نہیں جناب۔ میں تو راہداری سے گزر رہا تھا کہ اچانک گندی سی بو میری ناک سے ٹکرائی اور پھر مجھے ہوش نہیں رہا۔ اب آپ کے سامنے ہوش آیا ہے "....... اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی گردن کے عقب میں ہاتھ رکھا اور پھر وہ ہاتھ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس کا ہاتھ خون آلود تھا۔

" گھبراؤ نہیں۔ معمولی سا کٹ ہے۔ تمہیں ہوش میں لانے کے لئے یہ کٹ میں نے لگایا ہے۔ نیچے لیبارٹری میں ایک آدمی کو ہلاک

کیا گیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ اور بتاؤ کہ وہ کون ہے "....... عمران نے کہا۔

" لیبارٹری میں۔ لیبارٹری میں تو ڈاکٹر اسلم گئے تھے غیر ملکی عورت کے ساتھ "....... اس آدمی نے عمران کی بات سن کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارا کیا نام ہے "....... عمران نے پوچھا۔

" میرا نام اعظم ہے جناب "....... اس آدمی نے جواب دیا۔

" آؤ میرے ساتھ۔ آؤ جلدی کرو "....... عمران نے کہا اور پھر وہ اعظم کو ساتھ لے کر نیچے گیا تو اعظم نے تصدیق کر دی کہ ہلاک ہونے والا ڈاکٹر اسلم ہے۔

" اس عورت کا حلیہ کیا تھا جو ڈاکٹر اسلم کے ساتھ لیبارٹری میں آئی تھی "....... عمران نے پوچھا تو اعظم نے حلیہ بتا دیا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ جوزفین ہی تھی۔

" دوسری عورت کہاں ہے۔ یہاں تو دو عورتیں آئی تھیں "۔ عمران نے کہا۔

" ہاں جناب دو عورتیں آئی تھیں۔ دونوں غیر ملکی تھیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب ان دونوں کو ساتھ لے کر باغ والی کوٹھی میں چلے گئے پھر ڈاکٹر صاحب ایک عورت کے ساتھ یہاں واپس آئے اور سیدھے لیبارٹری میں چلے گئے اور پھر جناب میں بے ہوش ہو گیا اور اب آپ کے سامنے ہوش آیا ہے "....... اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ڈاکٹر اسلم کے پاس کار نہیں ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"ہے جناب۔ وہ اسی کار میں تو باغ والی کوٹھی میں گئے تھے"
اعظم نے جواب دیا۔
"اور یہ عورتیں کس کار میں آئی تھیں"...... عمران نے پوچھا۔
"سرخ رنگ کی کار تھی جناب۔ چمکتے ہوئے سرخ رنگ کی نئے
ماڈل کی کار تھی مینڈک کی شکل والی جناب"...... اعظم نے جواب
دیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ اس نے چمکتے
ہوئے سرخ رنگ کی نئے ماڈل کی سٹاگرا کار کو مین روڈ پر دارالحکومت
کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ ماڈل چونکہ ابھی حال ہی میں آیا
تھا اس لئے اس ماڈل کی کاریں بے حد کم تھیں اور واقعی اس کا
ڈیزائن ایسا تھا جیسے کار کی بجائے کوئی بڑا سا مینڈک ہو۔ لیکن اسے
یاد تھا کہ اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی کارمن نژاد عورت
موجود تھی اور کار میں وہ اکیلی تھی۔
"اس کار کا نمبر کیا تھا۔ اس مینڈک کی شکل والی کار کا"۔ عمران
نے کہا۔
"جی میں نے تو نہیں دیکھا تھا جناب"...... اعظم نے جواب دیا۔
"یہاں فون ہے اوپر۔ نیچے لیبارٹری میں تو ہے"...... عمران نے
کہا۔
"جی ہاں۔ ہے جناب لیکن جناب باقی ملازم ابھی تک بے ہوش
پڑے ہوئے ہیں اور پھر ڈاکٹر صاحب کو قتل بھی کیا گیا ہے جناب۔

سب کیا ہو گیا"...... اعظم نے کہا۔
"پولیس کیس ہے۔ فون کہاں ہے۔ مجھے بتاؤ تاکہ میں کال کر
کے پولیس کو بلا لوں"...... عمران نے کہا تو اعظم اسے ایک اور
کمرے میں لے آیا۔ یہاں فون موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور
تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے اعظم کو باہر
ٹھہرنے کا کہہ دیا تھا۔
"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔
"علی عمران بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا اور پھر اس نے ہوٹل شالیمار سے رہائشی پلازہ جانے اور پھر
وہاں سے رشید نگر میں ڈاکٹر اسلم کی حویلی پہنچنے اور پھر یہاں کے
حالات کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔
"اس کا مطلب ہے کہ یہ عورت جوزفین اس ڈاکٹر اسلم کے پیچھے
لگی ہوئی تھی"...... چیف نے کہا۔
"یس چیف۔ آپ ہوٹل شالیمار میں موجود نعمانی سے معلوم کر
لیں کہ جوزفین واپس پہنچی ہے یا نہیں۔ اسے اب تک وہاں پہنچ جانا
چاہئے اور سرداور سے معلوم کریں کہ ڈاکٹر اسلم کی کیا اہمیت ہے۔
اس نے یہاں شہر سے دور گاؤں میں کیوں لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔
وہ کس فارمولے پر کام کر رہا تھا تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ آخر ان
ساری وارداتوں کے پیچھے اصل مقصد کیا تھا"...... عمران نے کہا۔
"ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور

رکھا اور کمرے سے باہر آیا تو اعظم غائب ہو چکا تھا۔ شاید وہ خوف
وجہ سے حویلی سے ہی بھاگ گیا تھا۔ عمران کے لئے اب یہاں ٹھہ
فضول تھا اس لئے اس نے اپنی کار نکالی اور پھر حویلی سے نکل ک
واپس دارالحکومت کی طرف چل پڑا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ کہیں
یہ جوزفین ہوٹل شالیمار جانے کی بجائے ایئرپورٹ پر نہ چلی گئی ہو
کیونکہ جس تیزی سے اور مہارت سے یہ عورت کام کر رہی تھی اور
جس طرح وہ میک اپ بدلنے میں مہارت کا مظاہرہ کر رہی تھی اس
سے اسے خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو
گئی ہے تو لامحالہ وہ فوری طور پر ملک سے نکلنے کی کوشش کرے
گی۔ چنانچہ اس نے کار ایئرپورٹ کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ
دی۔ البتہ ایئرپورٹ پہنچنے سے پہلے اس نے سائیڈ پر کار روک کر
ٹرانسمیٹر پر دوبارہ بلیک زیرو کو کال کیا تو بلیک زیرو نے اسے بتایا
کہ جوزفین ابھی ہوٹل واپس نہیں پہنچی اور سرداور نے بتایا ہے کہ
ڈاکٹر اسلم کسی شعاعی ہتھیار کے فارمولے پر کام کر رہا تھا اور
حکومت نے اس ہتھیار کو خفیہ رکھنے کی وجہ سے اسے خفیہ لیبارٹری
میں کام کرنے کی اجازت دی تھی لیکن انہیں بھی اس ہتھیار یا
فارمولے کے بارے میں تفصیل کا علم نہیں تھا۔ عمران نے کال
کرنے کے بعد کار آگے بڑھائی اور پھر ایئرپورٹ پہنچ گیا۔ پارکنگ میں
اس نے کار روکی اور دوسرے لمحے پارکنگ میں موجود نئے ماڈل کی
سٹاگرا کار دیکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ

کار دیکھ کر اسے اپنا خیال درست محسوس ہوا تھا۔ اس نے کار
پارکنگ میں روکی اور پھر ایئرپورٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ اپنے
ذہن میں اس کار کو چلانے والی کا حلیہ کلیئر کر رہا تھا کیونکہ اس نے
اسے سرسری طور پر دیکھا تھا لیکن بہرحال اس سرسری نظر میں ہی اس
کے مخصوص خدوخال یاد رہ گئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے معلوم
ہو گیا کہ اس حلیئے کی عورت جس کا نام لاریا تھا ایک آدمی کے ساتھ
چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان گئی ہے اور طیارہ کافرستان میں
لینڈ بھی کر چکا ہے تو عمران سمجھ گیا کہ وہ بہرحال فارمولا لے گئی ہے
اور پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف لکیر ہی پیٹتی رہ گئی ہے۔ اس نے
پارکنگ سے اپنی کار نکالی اور پھر واپس دانش منزل کی طرف بڑھنے لگا
تاکہ ان کے بارے میں ناٹران کو تفصیل بتا کر ان کی چیکنگ کرا
سکے۔ اب ظاہر ہے وہ اس کے سوا فوری طور پر اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

جوزفین تیز تیز قدم اٹھاتی راہداری سے گزر کر ایک اور دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ دروازہ بند تھا۔ جوزفین نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور جوزفین اندر داخل ہو گئی۔ یہ ریڈ پاور کے چیف آسکر کا آفس تھا۔ آسکر ادھیڑ عمر آدمی تھا اور ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔

" آؤ۔ آؤ جوزفین۔ کم ان۔ تم کامیاب لوٹی ہو اس لئے میری طرف سے مبارک باد قبول کرو"...... ادھیڑ عمر آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شکریہ چیف۔ یہ سب آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے"...... جوزفین نے جواب دیا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

" تم نے اس مشن کی جو تحریری رپورٹ بھیجی ہے اسے پڑھ کر

مجھے تمہاری کارکردگی اور صلاحیتوں کا صحیح معنوں میں احساس ہوا ہے لیکن تم نے اس میں راجر کے حوالے سے ملٹری انٹیلی جنس کے اس ہوٹل میں تمہارا انتظار کرنے کی جو بات کی ہے اس نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے"...... چیف نے کہا۔

" تشویش کیسی چیف۔ وہ لوگ اب بھی شاید وہاں کھڑے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ کرتے رہیں۔ ویسے میں میک اپ میں تھی اور میری میک اپ میں مہارت کے بارے میں آپ بھی جانتے ہیں۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے اور معاملہ ختم"...... جوزفین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ معاملہ ختم ہو گیا لیکن اب اس معاملے کو فائنل ٹچ دینا ہو گا"...... چیف نے کہا تو جوزفین بے اختیار چونک پڑی۔

" فائنل ٹچ۔ کیا مطلب چیف"...... جوزفین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہیں اور راجر کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے محفوظ رکھنا ہے"۔ چیف نے کہا تو جوزفین اس طرح حیرت بھری نظروں سے چیف کو دیکھنے لگی جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ چیف کو کیا ہو گیا ہے اور چیف اس کے اس انداز کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

" تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتی ہو"۔ چیف نے کہا۔

" سنا ہوا تو ہے کہ بڑی فعال سروس ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے

معلوم نہیں۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس معاملے سے تعلق"...... جوزفین نے کہا۔

"ہمارا خیال یہی ہے کہ دفاعی اور سائنسی معاملات ملٹری انٹیلی جنس کے تحت ہوتے ہیں اس لئے میں نے پاکیشیا میں اپنے خاص ایجنٹوں کو اس معاملے میں معلومات حاصل کرنے کے احکامات دیئے کیونکہ میں جاننا چاہتا تھا کہ تمہارے فارمولا لے آنے کے بعد وہاں کیا ہوا ہے اور مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس تو سرے سے اس معاملے میں متعلق ہی نہیں ہے البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ علی عمران اس معاملے میں حرکت میں دیکھا گیا ہے اور تم نے اپنی رپورٹ میں بتایا ہے کہ ہوٹل شالیمار میں تمہارے کمرے کی تلاشی لی گئی تو وہاں سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق یہ تلاشی لینے والا یہی علی عمران تھا اس لئے لازمی بات ہے کہ یہ معاملہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ریفر ہو چکا ہے اور یقینی بات ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کی واپسی کے لئے کام کرے گی اور وہ یہاں آئے گی اور اگر اس نے تمہیں یا راجر کو ٹریس کر لیا تو پھر وہ ریڈ پاور تک پہنچ جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہ فارمولا واپس حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ریڈ پاور کے خلاف کارروائی بھی کرے اس لئے اب ہم نے فارمولا بھی بچانا ہے اور ریڈ پاور کے ساتھ ساتھ تمہیں اور راجر کو بھی"۔ چیف نے کہا۔

"لیکن چیف انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ کارروائی ریڈ پاور کی ہے اور وہ میرا اور راجر کا کیسے سراغ لگا سکتے ہیں۔ راجر یہاں سے میک اپ میں گیا تھا اور واپس یہاں پہنچنے تک وہ میک اپ میں ہی رہا۔ میں نے بھی میک اپ تبدیل کئے اور پھر وہاں سے سیدھے گریٹ لینڈ نہیں آئے اور وہاں میں نے کوئی ایسا آدمی زندہ نہیں چھوڑا جو یہ بتا سکے کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے اس لئے انہیں تو گریٹ لینڈ کے بارے میں بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ آپ تو لمبی بات کر رہے ہیں"...... جوزفین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں پاکیشیا میں کارروائی کرنے کا حکم اس بنا پر دیا گیا تھا کہ ریڈ پاور کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے اور تمہارے اور راجر کے بارے میں بھی وہاں کوئی نہیں جانتا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس علی عمران کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ وہ ناممکن کو بھی ممکن بنا لیتا ہے اور جو معلومات جتنی بھی چھپائی جائیں وہ کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جاتی ہیں اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر اگر تمہیں اور راجر دونوں کو ایکریمیا بھجوا دیا جائے اور تم وہاں جا کر طویل چھٹیاں گزارو اور جب معاملات سیٹ ہو جائیں تو تم واپس آجانا۔ اس طرح وہ چاہے لاکھ ٹکریں ماریں وہ نہ فارمولے تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی ریڈ پاور تک"...... چیف نے کہا۔

"اگر یہ بات ہے چیف تو پھر آپ راجر کو بے شک ایکریمیا بھجوا

دیں لیکن مجھے پاکیشیا جانے کی اجازت دیں"...... جوزفین نے کہا۔
چیف بے اختیار چونک پڑا۔

"پاکیشیا۔ کیا مطلب"...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ لوگ یہاں آئیں گے اور میں وہاں ہوں گی پھر وہ کس طرح مجھ تک پہنچ سکتے ہیں اور مجھے پاکیشیا کا حسن بے حد پسند آیا ہے میں وہاں واقعی کچھ روز تفریح میں گزارنا چاہتی ہوں"...... جوزفین نے کہا۔

"تم نے بڑی عجیب بات کی ہے مگر تمہاری بات میں بہرحال وزن ہے لیکن"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ آپ مجھ پر اعتماد کریں"...... جوزفین نے کہا۔

"تم ریڈ پاور کی سب سے ذہین اور فعال ایجنٹ ہو اس لئے تو تم پر اعتماد کرتا ہوں لیکن مجھے تمہاری عادت کا بھی علم ہے۔ تم نے وہاں جا کر لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام شروع کر دینا ہے اور اس طرح سارے معاملات اوپن ہو جائیں گے"...... چیف نے کہا۔

"میں وعدہ کرتی ہوں چیف کہ ایسا نہیں کروں گی۔ البتہ ایک بات کی اجازت آپ کو دینا ہو گی کہ اگر میں وہاں اس عمران سے دوستی کر لوں تو آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو گا"...... جوزفین نے کہا۔

"تمہیں اپنے بارے میں ضرورت سے زیادہ خوش فہمی ہے

جوزفین۔ عمران بے حد ہوشیار ایجنٹ ہے۔ تم جیسے ہی اس سے ٹکراؤ گی وہ اصل بات سمجھ جائے گا"...... چیف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"چیف آپ مجھ پر اعتماد کریں۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا اور میں تو دوستی کی بات کر رہی ہوں۔ ضروری نہیں کہ ٹکراؤں"...... جوزفین نے کہا۔

"نہیں۔ سوری۔ تمہیں بھی راجر کے ساتھ ایکریمیا جانا ہو گا۔ میں کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتا۔ اٹ از مائی آرڈر"...... چیف کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

"یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... جوزفین نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم راجر کو ساتھ لے کر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ایکریمیا روانہ ہو جاؤ اور سپیشل ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا۔ میرا تم سے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رابطہ رہے گا۔ تمہارے اور راجر کی تفریح کے تمام اخراجات ریڈ پاور ادا کرے گی"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ تھینک یو"...... جوزفین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو چیف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جوزفین سلام کر کے مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو
احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

" بیٹھو"....... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا۔

" ناٹران کی رپورٹ آئی ہے عمران صاحب"....... بلیک زیرو نے
بیٹھتے ہوئے کہا۔

" کیا رپورٹ ہے"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" اس لڑکی کا جو حلیہ آپ نے بتایا تھا وہ حلیہ میں نے اسے بتا دیا
تھا۔ اس نے رپورٹ دی ہے کہ اس حلیئے کی لڑکی جس کا نام لاریا
بتایا گیا ہے ایک راجر نامی آدمی کے ساتھ کافرستان کے دارالحکومت
کے ہوٹل برگنزا میں ٹھہری تھی اور پھر دوسرے روز یہ دونوں گریٹ
لینڈ کی فلائٹ سے روانہ ہو گئے۔ رپورٹ کے مطابق اس لڑکی نے
ہوٹل کے کمرے میں دو بار گریٹ لینڈ کال کی ہے۔ گو گفتگو تو

معلوم نہیں ہو سکی لیکن وہ فون نمبر معلوم ہو گیا ہے جس نمبر پر اس
نے دونوں بار کال کی ہے۔ ناٹران نے اس فون نمبر کو چیک کرایا
ہے۔ اس کی رپورٹ کے مطابق یہ نمبر گریٹ لینڈ دارالحکومت میں
ایک کلب کا ہے جس کا نام لارڈ کلب ہے"....... بلیک زیرو نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لارڈ کلب۔ وہ تو انتہائی گھٹیا ٹائپ کا کلب ہے"....... عمران
نے کہا۔

" اسی کا نمبر سامنے آیا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اس ساری کارروائی کا اصل مقصد سامنے آیا ہے یا نہیں"۔
بلیک زیرو نے کہا۔

" صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر اسلم کسی شعاعی دفاعی ہتھیار
کے فارمولے پر کام کر رہا تھا۔ یہ فارمولا بھی اس کی اپنی ایجاد تھا اور
اس نے اس فارمولے کو سرکاری لیبارٹری میں مکمل کرنے کے لئے
وزارت دفاع سے رابطہ کیا تھا لیکن وزارت دفاع کی خصوصی کمیٹی
نے اس فارمولے کو ناقابل عمل قرار دے دیا جس پر اس فارمولے
کو سرداور کے پاس بھیجا گیا۔ سرداور نے اس پر رپورٹ دی کہ فی
الوقت تو یہ فارمولا ناقابل عمل ہے لیکن اگر اس پر مزید تحقیق کی
جائے اور اس کی خامیاں دور کی جائیں تو یہ قابل عمل ہو سکتا ہے
جس پر حکومت نے ڈاکٹر اسلم کو فارمولا یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ اس

کی خامیاں دور کرے۔ اس کے بعد ڈاکٹر اسلم نے حکومت سے را
نہیں کیا۔ اب پہلی بار ڈاکٹر اسلم کی لاش سامنے آئی ہے اور معلو
ہوا ہے کہ اس نے اپنے گاؤں میں اپنی حویلی کے نیچے اپنی ذا
پرائیویٹ لیبارٹری بنا رکھی تھی اور اس میں وہ یقیناً اس فارمولے
کام کر رہا ہو گا۔ میں نے سرداور سے بات کی تو انہوں نے مجھے سار
تفصیل بتائی تو میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ خود ڈاکٹر اسلم کی
لیبارٹری میں جا کر چیکنگ کریں تاکہ معلوم ہو سکے کہ فارمولا یا اس
کی کوئی کاپی وہاں سے مل جائے یا پھر یہ معلوم ہو سکے کہ ڈاکٹر اسلم
اس فارمولے پر کس حد تک کام کر چکا تھا۔ سرداور نے وہاں جانے
کی حامی بھر لی لیکن انہوں نے حکم دے دیا کہ میں بھی ان کے ساتھ
چلوں۔ چنانچہ میں انہیں ساتھ لے کر ایک بار پھر وہاں گیا۔ وہاں
پولیس پہنچی ہوئی تھی اور پھر مجھے وہاں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اسلم کی
باغ والی کوٹھی میں وہ غیر ملکی لڑکی روزین اور ڈاکٹر اسلم کے اس
کوٹھی پر رہنے والے ملازم کی لاشیں ملی ہیں۔ ان دونوں کی گردنیں
اس طرح کاٹی گئی ہیں جیسے قصائی بکری ذبح کرتا ہے۔ انتہائی
سفاکانہ انداز میں یہ قتل کئے گئے ہیں اور انہیں دیکھ کر یقین ہی
نہیں آتا کہ کوئی عورت اس قدر سفاکی سے کام کر سکتی ہے۔ بہرحال
سرداور نے وہاں جو چیکنگ کی تو ایسے شواہد مل گئے جس سے پتہ چلتا
تھا کہ ڈاکٹر اسلم اس فارمولے کی خامیاں دور کرنے میں کامیاب ہو
گیا تھا۔ اس کی ایک ذاتی ڈائری بھی ملی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم

ہوا ہے کہ ڈاکٹر اسلم اکثر گریٹ لینڈ آتا جاتا رہتا تھا اور وہاں اس
نے سائنس دانوں کی ایک محفل میں اس فارمولے کے بارے میں
تفصیل بھی بتائی تھی جس پر حکومت گریٹ لینڈ نے اسے باقاعدہ آفر
کی کہ وہ اس فارمولے سمیت گریٹ لینڈ شفٹ ہو جائے۔ اسے ہر
قسم کی سہولیات مہیا کی جائیں گی لیکن ڈاکٹر اسلم نے فوری طور پر
اقرار نہ کیا اور واپس آ گیا۔ اس نے ڈائری میں لکھا ہے تھا کہ وہ اس
فارمولے پر ازخود تحقیق کر کے اسے گریٹ لینڈ کی بجائے ایکریمیا کو
فروخت کر دے گا۔ اس ڈائری سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر
اسلم انتہائی عیاش فطرت آدمی تھا اور وہ سائنس دان ہونے کے
ساتھ ساتھ لیڈی کلر بھی مشہور تھا"...... عمران نے تفصیل بتاتے
ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اسی عیاشی کے چکر میں وہ ہلاک بھی ہو گیا۔ ظاہر ہے
روزین اور جوزفین دونوں غیر ملکی لڑکیاں تھیں"...... بلیک زیرو
نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔ یہ فارمولا تو واپس لانا ہو گا"۔ بلیک
زیرو نے کہا۔

"لیکن اس فارمولے کی وہاں کاپیاں کرا لی گئی ہوں گی۔ اس
صورت میں یہ فارمولا واپس لے آنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں"۔
عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی
گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں"....... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں فون کیا ہے"....... عمران نے چونک کر اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"صاحب۔ سرداور کا فون آیا ہے۔ وہ آپ سے کوئی اہم بات کرنا چاہتے ہیں"....... دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کر لیتا ہوں بات"....... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے سرداور کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"داور بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد سرداور کی آواز سنائی دی۔

"جناب میں علی عمران عرض کر رہا ہوں"....... عمران نے بڑے سنجیدہ اور مؤدب لہجے میں کہا تو سامنے بیٹھا بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ چونکہ طویل عرصے سے عمران کے ساتھ تھا اس لئے وہ اب عمران سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران اب اسی سنجیدہ اور مؤدب انداز میں سرداور کو زچ کرے گا اس لئے وہ بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

"کیا مطلب۔ کیا سر عبدالرحمن کی کوٹھی سے فون کر رہے ہو"۔ دوسری طرف سے سرداور نے چونک کر پوچھا تو عمران بے اختیار

ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ آج پہلی بار مجھے احساس ہوا ہے کہ آپ کو حکومت نے سر کا خطاب کیوں دیا ہے تاکہ آپ کی بے پناہ ذہانت سے کہیں ایک سر ترخ نہ جائے۔ جس طرح ان دنوں ہمارے ملک میں لوگ بجلی کے دو دو میٹر لگوا لیتے ہیں تاکہ ٹیکسز اور چارجز وغیرہ آدھے رہ جائیں اور بل مجموعی طور پر کم آئے۔ آپ نے یہ بات کر کے واقعی ثابت کر دیا ہے کہ اگر دوسرا سر آپ کو نہ دیا جاتا تو اب تک پاکیشیا آپ جیسی نابغہ روزگار ہستی سے محروم ہو چکا ہوتا اور یہ ملک کے لئے اتنا بڑا المیہ ہوتا جس کی تلافی نہ ہو سکتی تھی"۔ عمران کی زبان یکلخت رواں ہو گئی۔

"تمہاری اب کی باتوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا پہلا اندازہ غلط تھا ورنہ جس طرح مؤدبانہ انداز میں تم نے ابتداء کی تھی میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ تم اپنے ڈیڈی اور اماں بی کے ساتھ بیٹھے ہوئے فون کر رہے ہو۔ لیکن جب میرا اندازہ ہی غلط ہے تو پھر میرے اندر ذہانت کہاں سے آ گئی"....... سرداور نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلیں اگر آپ میری بات کو تسلیم نہیں کرتے تو اسی طرح ہی کہ حکومت نے آپ کو دوسرا بھرا ہوا سر دے دیا ہے تاکہ لیول برابر ہو جائے"....... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران کی اس بات کا مطلب ہے کہ

سرداور کا اپنا سر خالی ہے اس لئے دوسرا بھرا ہوا سر ملنے سے دونوں
آدھے آدھے بھر گئے ہیں۔

"تمہاری ذہانت کے سامنے واقعی کسی کا چراغ نہیں جل سکتا
بہرحال میں نے تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ تمہیں بتا سکوں کہ میں
دوبارہ ڈاکٹر اسلم کی لیبارٹری میں گیا تھا کیونکہ اس کی جو ذاتی ڈائری
مجھے ملی تھی اس سے یہ معلوم ہوا تھا کہ فارمولے پر کی جانے والی
جدید تحقیقات کے بارے میں وہ باقاعدگی سے نوٹس تیار کر کے
وہاں کسی خفیہ سیف میں رکھتا رہتا تھا۔ اس نے اس سیف کے
بارے میں تفصیلات درج کی تھیں۔ چنانچہ میں نے جا کر وہ سیف
تلاش کی۔ اس میں واقعی وہ نوٹس موجود ہیں لیکن اصل فارمولا
موجود نہیں ہے۔ اس فارمولے کی فائل مجرم لے گئے ہیں اور اب
صورت حال یہ ہے کہ اگر اصل فارمولا نہ ملے تو یہ نوٹس ہمارے
لئے بے کار ہیں اور جو لوگ فارمولا لے گئے ہیں ان کے لئے ان
نوٹس کے بغیر فارمولا بے کار ہے"...... سرداور نے کہا۔

"وہ اس پر اپنے طور پر تحقیق کر سکتے ہیں اور خامیاں دور کر سکتے
ہیں۔ ظاہر ہے یہ کام سائنس دانوں کا ہے اور سائنس دان ہر ملک
میں ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے لیکن میں نے پہلے اس فارمولے
کو اچھی طرح چیک کیا تھا۔ اس فارمولے میں ایسی بنیادی خامیاں
تھیں جنہیں صرف اس فارمولے کا خالق ہی محنت کر کے دور کر سکتا

تھا۔ دوسرے سائنس دانوں کے بس کا روگ نہیں ہو گا لیکن ان
نوٹس کو پڑھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ڈاکٹر اسلم واقعی
اس مضمون میں بے حد ماہر تھا۔ اس نے جس انداز میں دن رات
کام کر کے اس فارمولے کی خامیاں دور کی ہیں وہ واقعی قابل داد ہے
اور اس سے ایسا شعاعی ہتھیار وجود میں آ سکتا ہے جو پاکیشیا کے دفاع
کے لئے انتہائی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے"...... سرداور نے کہا۔

"آپ کا مقصد ہے کہ اس فارمولے کو واپس حاصل کیا جائے"۔
عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں یہی چاہتا ہوں"...... سرداور نے جواب دیا۔

"لیکن اس فارمولے کی نجانے اب تک کتنی کاپیاں ہو چکی ہوں
گی"...... عمران نے کہا۔

"ہوتی رہیں۔ اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمیں چاہے
اصل فارمولا مل جائے چاہے اس کی کوئی کاپی مل جائے ہمارا کام ہو
جائے گا"...... سرداور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چیف صاحب تک آپ کی درخواست پہنچا دیتا
ہوں۔ فیصلہ تو بہرحال چیف صاحب نے ہی کرنا ہے"...... عمران
نے بلیک زیرو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار
مسکرا دیا۔

"اپنے چیف صاحب کو سفارش کر دینا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ
تمہاری سفارش رد نہیں کریں گے"...... سرداور نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ توبہ کیجئے۔ سفارش کا نام ہی نہ لیں۔ چیف
صاحب سفارش کے لفظ سے ہی غصے سے پاگل ہو جاتے ہیں۔ اب
انہیں پاکیشیا کے مفادات کی بات بنا کر بتائی جائے گی ورنہ ان
کہنا ہے کہ سیکرٹ سروس میں لفظ سفارش کا داخلہ ایک بار بھی
گیا تو پھر سیکرٹ سروس سینکڑوں بار قبروں میں اتر جائے گی
عمران نے کہا۔

"کہتے تو ٹھیک ہیں۔ بہرحال جو کچھ بھی پاکیشیا کے مفادات کے
سلسلے میں کر سکتا ہوں وہ میں نے کر دیا ہے۔ آگے تم جانو اور تمہارا
چیف"...... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے خدا حافظ
کہہ کر رسیور رکھ دیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ
دیا۔

"سرداور کو اگر معلوم ہو جائے کہ وہ چیف سے ہی بات کر رہے
تھے تو میرا خیال ہے کہ وہ آپ کو حکم دے دیں کہ فارمولا واپس لے
آؤ"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار
ہنس پڑا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ اسی چکر میں تو سارا رعب پڑا ہوا ہے
ورنہ مجھے کس نے اہمیت دینی ہے۔ بہرحال اب فارمولا واقعی واپس
لانا ہوگا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا تو
عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فارمیک بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی گریٹ لینڈ

میں سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کی آواز سنائی دی۔ وہ چونکہ اس
کا خصوصی نمبر تھا اس لئے اس سے براہ راست بات ہو رہی تھی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ایک لڑکی جس کا نام جوزفین ہے ٹریس کرنی ہے"...... عمران
نے کہا اور پھر اس نے مختصر سا پس منظر اور جوزفین کے قدوقامت
کے بارے میں تفصیل بتا دی اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس
جوزفین نے کافرستان سے لارڈ کلب کے فون پر دو بار گفتگو کی ہے۔

"چیف۔ کیا وہ اکیلی تھی یا اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا"۔
فارمیک نے کہا۔

"ایک آدمی جس کا نام راجر بتایا گیا ہے وہ اس کے ساتھ پاکیشیا
سے کافرستان گیا تھا۔ اس راجر کے بارے میں مزید تفصیل معلوم
نہیں ہو سکی"...... عمران نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"یس سر۔ میں آپ کو ایک گھنٹے بعد کال کروں گا"...... دوسری
طرف سے کہا گیا تو عمران نے بغیر کچھ مزید کہے رسیور رکھ دیا۔ پھر
ایک گھنٹے تک وہ مختلف باتیں کرتے ہے لیکن فارمیک کا فون نہ
آیا۔ البتہ تقریباً سوا گھنٹے بعد سپیشل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"فارمیک بول رہا ہوں چیف گریٹ لینڈ سے"...... دو
طرف سے فارمیک کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"باس۔ جوزفین یا راجر یہاں گریٹ لینڈ میں انتہائی عام سے
ہیں اس لئے ان کے بارے میں تو علم نہیں ہو سکا البتہ یہ معلوم
ہے کہ لارڈ کلب کے اسسٹنٹ مینجر جانسن کو چار روز پہلے کافرستان
سے دو کالیں وصول ہوئی تھیں لیکن جانسن کلب کی طرف سے
بزنس ٹور کے سلسلے میں ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ میں نے گریٹ لینڈ
تمام سرکاری ایجنسیوں سے معلومات حاصل کی ہیں لیکن کسی ایجنسی
میں بھی جوزفین نام کی کوئی ایجنٹ موجود نہیں ہے اور نہ ہی راجر
کے بارے میں پتہ چل سکا ہے"...... فارمیک نے کہا۔

"جبکہ تم ابھی کہہ رہے تھے جوزفین اور راجر عام سے نام ہیں۔
پھر تو ایسے نام تمام ایجنسیوں میں موجود ہونے چاہئیں"...... عمران
نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ہونے تو چاہئیں چیف۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ویسے یہ دونوں
نام یہاں گریٹ لینڈ میں انتہائی عام سے نام ہیں"...... فارمیک
جواب دیا۔

"گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام سے معلوم کرو کہ شعاعی ہتھیار
فارمولا کس لیبارٹری میں بھجوایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس چیف۔ میں معلومات حاصل کرنے کا کام شروع کر

ہوں"...... فارمیک نے کہا تو عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ
دیا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ ان لوگوں نے ڈاج دینے
کے لئے گریٹ لینڈ فون کئے ہوں یا گریٹ لینڈ کی فلائٹ پر گئے
ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اگر وہ پاکیشیا میں یہ کام کرتے تب ایسا سوچا جا سکتا تھا
لیکن اب کافرستان میں انہیں کسی قسم کا شک نہیں، ہو سکتا اس لئے
وہ ایسا نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات
میں سر ہلا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی
دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... جولیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گریٹ لینڈ کی کوئی ایجنٹ پاکیشیا سے ایک سائنسی فارمولا اڑا
کر لے گئی ہے اور اس نے یہاں ہمارے کئی سائنس دان بھی ہلاک
کر دیئے ہیں۔ یہ فارمولا ہمارے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے اس لئے
میں نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ فارمولا گریٹ لینڈ سے واپس لایا جائے
اور فارمولا لے جانے والوں کو بھی ایسی سزا دی جائے کہ آئندہ وہ
پاکیشیا کا رخ کرنے کی جرأت نہ کریں"...... عمران نے سرد لہجے میں

کہا۔

" یس باس "...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کو الرٹ کر دو تاکہ وہ مشن پر کام کرنے کے لئے تیار رہیں۔ عمران اس مشن میں تمہیں لیڈ کرے گا اور وہ تم سے خود ہی رابطہ کر لے گا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ یس سر۔ ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے پی اے نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سلطان بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" سر سلطان صاحب گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری سے سرکاری طور پر شدید احتجاج کریں کہ ان کی کسی ایجنٹ نے یہاں ہمارے سائنس دانوں کو ہلاک کیا ہے اور سائنسی فارمولا لے گئے ہیں جبکہ گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کے درمیان دوستانہ تعلقات ہیں۔ انہیں کہیں کہ وہ یہ فارمولا واپس کر دیں ورنہ پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس

اس پر کام کرے گی۔ اس کے بعد گریٹ لینڈ کو کوئی شکایت نہیں ہونی چاہئے اور جو جواب وہ دیں وہ آپ مجھے بتائیں گے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ میں ابھی بات کرتا ہوں سر"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ آپ نے کیا کیا۔ اس طرح تو وہ الرٹ ہو جائیں گے"۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہی میں چاہتا ہوں کہ وہ الرٹ ہو جائیں۔ ظاہر ہے سیکرٹ سروس کا سن کر وہ اس ایجنسی کو اور اس لیبارٹری کو کیموفلاج کرنے کے لئے انتظامات کریں گے اور اس طرح ہمیں آگے بڑھنے کا راستہ مل جائے گا ورنہ واقعی جوزفین اور راجر دو عام سے نام ہیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ریڈ پاور کا چیف آسکر کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ایک بڑی
میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر چیف سیکرٹری لارڈ بارٹن نے
چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر انہوں نے آسکر کے سلام
جواب دیتے ہوئے اسے ہاتھ کے اشارے سے کرسی پر بیٹھنے کے
کہا تو آسکر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسے چیف سیکرٹری
خصوصی طور پر اپنے آفس میں کال کیا تھا۔ چیف سیکرٹری نے انٹرکام
کا رسیور اٹھا کر کسی کو اپنا آفس محفوظ کرنے کا کہا اور پھر رسیور رکھ
دیا۔ چند لمحوں بعد سامنے دروازے پر موجود سرخ رنگ کا بلب جل
اٹھا تو چیف سیکرٹری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"مسٹر آسکر۔ آپ نئی ایجنسی ریڈ پاور کے چیف ہیں"...... چیف
سیکرٹری نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... آسکر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"آپ کے ایجنٹوں نے پاکیشیا میں کارروائی کی ہے جس میں آپ
وہاں سے کوئی سائنسی فارمولا بھی لے آئے تھے اور آپ کی ایجنسی
کے ایجنٹوں نے وہاں سائنس دانوں کو بھی ہلاک کیا ہے"۔ چیف
سیکرٹری نے پہلے کی طرح انتہائی سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... آسکر نے جواب دیا۔

"کس کے حکم پر آپ نے یہ کارروائی کی ہے"...... چیف
سیکرٹری کے لہجے میں سختی کا عنصر مزید بڑھ گیا تھا۔

"ہماری ایجنسی ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے تحت ہے جناب۔
انہوں نے ہی ہمیں یہ ٹارگٹ دیا تھا"...... آسکر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں"۔
چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں"...... آسکر نے جواب دیا۔

"تو کیا آپ کا خیال ہے کہ پاکیشیا اپنے فارمولے اور سائنس
دانوں کی ہلاکت پر خاموش بیٹھا رہے گا"...... چیف سیکرٹری نے
کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ لوگ لازماً اس فارمولے کے پیچھے آئیں
گے"...... آسکر نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا آپ کی ایجنسی ان کے ہاتھوں اپنے آپ کو اور اس
لیبارٹری کو بچا سکے گی جس لیبارٹری میں یہ فارمولا بھیجا گیا

ہے"....... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ میں نے اسی لئے پہلے سے انتظامات کر لئے ہیں۔ ہماری ایجنسی کے دو ایجنٹ جن میں ایک عورت ہے جوزفین اور اس کا ماتحت راجر ہے۔ انہوں نے یہ مشن مکمل کیا ہے۔ جوزفین اور راجر دونوں مسلسل میک اپ میں رہے ہیں۔ صرف ان کے نام اصلی تھے اس لئے کہ یہ نام گریٹ لینڈ میں عام سے نام ہیں۔ میں نے لارڈ کلب کے اسسٹنٹ مینجر جانسن کے ذریعے کالیں وصول کرنے کا سسٹم پاکیشیا کے اس مشن کے لئے اختیار کیا تھا تاکہ کسی طور بھی ہماری ایجنسی ٹریس نہ ہو سکے۔ جوزفین اور راجر کو میں نے ایکریمیا طویل رخصت پر بھجوا دیا ہے۔ جانسن کو بھی ایکریمیا بھجوا دیا گیا ہے اور ہماری ایجنسی اس قدر خفیہ ہے کہ یہاں سوائے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے اور کوئی بھی اس بارے میں نہیں جانتا۔ مخبری کرنے والی ایجنسیاں بھی ہماری ایجنسی سے واقف نہیں ہیں اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آ کر کچھ حاصل نہ کر سکے گی"....... آسکر نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو یقین ہے"....... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر۔ سو فیصد یقین ہے"....... آسکر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو چیف سیکرٹری نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر دو نمبر پریس کئے اور پھر کمرے کے حفاظتی انتظامات آف کرنے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پاکیشیا کو سرکاری طور پر جواب دے دیتا ہوں کہ ہماری کسی ایجنسی نے پاکیشیا میں نہ ہی کام کیا ہے اور نہ ہی سرکاری طور پر ہم نے کوئی فارمولا حاصل کیا ہے۔ اس کے بعد اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کی ایجنسی کا سراغ لگائے گی تو پھر یہ سب کچھ آپ کی اپنی ذمہ داری پر ہو گا"....... چیف سیکرٹری نے کہا تو اسی لمحے دروازے پر جلتا ہوا سرخ بلب بجھ گیا۔

"یس سر۔ لیکن سر اگر اسے گستاخی نہ سمجھی جائے تو میں بھی کچھ عرض کروں"....... آسکر نے کہا تو چیف سیکرٹری صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

"ہاں۔ ہاں۔ بتائیں کیا بات ہے"....... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جناب۔ حکومتیں ایجنٹوں سے خوفزدہ نہیں ہوا کرتیں۔ اگر حکومت گریٹ لینڈ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس قدر خوفزدہ ہو جائے گی تو پھر حکومت کا یہاں کیا رہ جائے گا۔ اگر آپ یہ جواب دیں گے تو کل وہ کوئی ایسی فرمائش کر دیں گے جسے پورا کرنا حکومت کے بس میں نہیں ہو گا۔ آپ انہیں یہ جواب دینے کی بجائے صرف اتنا کہہ دیں کہ حکومت گریٹ لینڈ اپنے ملک کے مفاد کے لئے جو مناسب سمجھتی ہے وہ کرتی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف کام کرے اس لئے اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے گریٹ لینڈ میں کوئی کارروائی کی تو اس کے انجام کی ذمہ داری حکومت گریٹ

لینڈ پر نہیں ہو گی۔ آپ یقین کریں کہ ہم اگر چاہیں تو اس سروس
سے نمٹ بھی سکتے ہیں۔ وہ لوگ مافوق الفطرت نہیں ہیں کہ ان
اس سے اس قدر خوفزدہ ہونا شروع ہو جائیں"...... آسکر نے کہا۔
چیف سیکرٹری صاحب اسے اس طرح دیکھنے لگے جیسے ان کے سامنے
دنیا کا نواں عجوبہ بیٹھا ہو۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر ہلکی سی
مسکراہٹ رینگ گئی۔

"بہت خوب۔ مجھے آپ کی بات سن کر بے حد مسرت ہو رہی ہے
ورنہ اس سے پہلے میں نے جب بھی کسی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس
کی بات کی ہے اس نے خوف کا اظہار کیا ہے۔ آپ پہلے آدمی ہیں
جنہوں نے اس اعتماد سے بات کی ہے۔ گڈ شو۔ میں آپ کی جرأت پر
آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ
آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن اپنے ہاتھ میں لے لیں۔
اگر آپ نے انہیں ختم کر دیا تو آپ کو نہ صرف گریٹ لینڈ کا سب
سے بڑا اعزاز دیا جائے گا بلکہ گریٹ لینڈ کی قومی سلامتی کے امور کا
انچارج بھی آپ کو بنا دیا جائے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے"...... چیف
سیکرٹری نے کہا تو آسکر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"سر آپ واقعی عظیم ظرف کے مالک ہیں۔ آپ نے جس طرح نہ
صرف میری گستاخی کو نظرانداز کر دیا ہے بلکہ میری حوصلہ افزائی بھی
کی ہے یہ واقعی آپ کا ہی حصہ ہے۔ اگر آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا
خاتمہ کرانا چاہتے ہیں تو آپ مجھے فری ہینڈ دے دیں۔ میں آپ کو

یقین دلاتا ہوں کہ یہ لوگ کسی صورت بھی بچ کر واپس نہ جائیں
گے"۔ آسکر نے کہا۔

"فری ہینڈ سے آپ کا کیا مطلب ہے"...... چیف سیکرٹری نے
پوچھا۔

"آپ مجھے سپیشل ریڈ کارڈ جاری کر دیں تاکہ میں گریٹ لینڈ کی
تمام ایجنسیوں سے ضرورت پڑنے پر کام لے سکوں۔ ان لوگوں کے
خاتمے کے بعد میں یہ کارڈ واپس کر دوں گا"...... آسکر نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ ضروری بھی ہے۔ آپ جائیں۔ ڈیفنس
سیکرٹری کے ذریعے آپ کو سپیشل ریڈ کارڈ مل جائے گا"...... چیف
سیکرٹری نے کہا تو آسکر اٹھا، اس نے سلام کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا
واپس چلا گیا۔

"اگر تم اس عمران کا ہی خاتمہ کر دو تو حکومت گریٹ لینڈ تمہیں
سر آنکھوں پر بٹھائے گی۔ صرف اس آدمی کے خوف کی وجہ سے
گریٹ لینڈ حکومت پاکیشیا سے دوستانہ تعلقات رکھنے پر مجبور ہو جاتی
ہے"...... چیف سیکرٹری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے میز
پر رکھی ہوئی فائل کھولی اور اسے سامنے رکھ کر اس پر جھک گئے۔

عمران نے کار جولیا کے فلیٹ کے نیچے مخصوص پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوسری منزل پر پہنچ گیا جہاں جولیا کا فلیٹ تھا۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کیا اور پھر ایک سائیڈ پر ہٹ کر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ ابھی دروازہ کھلے گا اور کوئی اس کا گلا پکڑ لے گا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"دلگیر، دکھی، ستم زدہ، غمزدہ"...... عمران نے اونچی آواز میں بولنا شروع کیا لیکن ابھی وہ غمزدہ پر ہی پہنچا تھا کہ کٹک کی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ جولیا نے ڈور فون آف کر دیا ہے اس لئے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔

"آؤ"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف کو ہٹ گئی۔ عمران نے پہلے تو اپنی آنکھیں سرچ لائٹس کے انداز میں

گھمائیں کیونکہ اس کے خیال کے مطابق جولیا کا رد عمل اس کے فقروں کے بعد ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا جیسا اس نے ظاہر کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی خاص موڈ میں ہے۔ عمران سر جھکائے اور کاندھے لٹکائے اس طرح چلتا ہوا ڈرائینگ روم میں پہنچ گیا جیسے اس کے قدم من من بھر کے ہو رہے ہوں اور اس سے چلنا دوبھر ہو رہا ہو۔

"بیٹھو"...... جولیا نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بڑے فرمانبردارانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کا چہرہ اسی طرح لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں سے مخصوص چمک غائب تھی۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری بازی بھی ہار چکا ہو اور اب سوائے خودکشی کے اس کے پاس اور کوئی چارہ کار نہ ہو۔ جولیا تیزی سے مڑی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹرے میں چائے کی دو پیالیاں رکھے واپس آئی۔ اس نے ایک پیالی عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھا کر اس نے ٹرے تپائی پر رکھ دی۔

"تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم خودکشی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہو۔ تو پھر کب خودکشی کر رہے ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خودکشی کرنے تو آیا ہوں۔ تم نے خواہ مخواہ ایک پیالی چائے ضائع کر دی"...... عمران نے اسی طرح انتہائی غمزدہ سے لہجے میں کہا۔

"لیکن خودکشی کے لئے تم نے میرے فلیٹ کا انتخاب کیوں کیا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران کے چہرے پر ہلکی سی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہاں۔ اس لئے کہ پوری سیکرٹ سروس میں تمہارا فلیٹ ہی دوسری منزل پر ہے۔ باقی سب کے فلیٹ چوتھی یا پانچویں منزل پر ہیں اور اتنی بلندی سے نیچے گرنے کے بعد جسم کی ایک ہڈی بھی باقی نہیں بچتی جبکہ دوسری منزل سے نیچے گرنے کے بعد صرف ایک دو ہڈیاں ہی ٹوٹیں گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ سوائے بکواس کے تمہیں اور آتا ہی کیا ہے۔ نانسنس"...... جولیا نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران نے جو وجہ بتائی تھی وہ جولیا کے خیال میں الٹ تھی۔

"یقین کرو۔ مجھے خودکشی کرنی آتی ہے۔ دس بار پہلے بھی کر چکا ہوں اور اب تو اس کام میں اس قدر ایکسپرٹ ہو چکا ہوں کہ سوچتا ہوں کہ خودکشی کرنے کا ٹریننگ سکول کھول لوں۔ ان دنوں سکولوں، کالجوں بلکہ یونیورسٹیوں کے دھندے میں بڑا پیسہ ملتا ہے"۔ عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔

"چیف نے کہا تھا کہ تم ٹیم لے کر گریٹ لینڈ جا رہے ہو لیکن تم نے کوئی بات ہی نہیں کی جبکہ میں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل سب مشن کے لئے تیار بیٹھے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"یہی تو بنیادی مسئلہ ہے۔ اسی لئے خودکشی کرنے آیا ہوں"۔ عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو"...... جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے چیف کو کہہ دیا ہے کہ اس بار میں صرف جولیا کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔ اب بھلا تم خود سوچو کہ کیا لطف اس انجمن کا جس میں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل جیسے خرانٹ موجود ہوں لیکن چیف نے حکم دے دیا ہے کہ نہیں یہ بھی ساتھ جائیں گے اور تم جانتی ہو کہ میرے اندر خالص آفریدی خون ہے اس لئے میں بھی اپنی ضد پر اڑ گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ چیف نے فائنل فیصلہ سنا دیا ہے کہ اگر میں کل تک ٹیم لے کر نہ گیا تو کل رات قبر میں ہی آئے گی اس لئے اب آخری راستہ یہی رہ گیا ہے کہ میں خودکشی کر لوں اور اسی لئے میں یہاں آیا ہوں"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی۔

"نانسنس۔ اب تمہیں مذاق کرنا بھی بھول گیا ہے۔ یہ کیا احمقانہ مذاق ہے۔ نانسنس"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ مذاق نہیں ہے۔ میں بہرحال اگر جاؤں گا تو اکیلے تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گا۔ ٹیم کو لے کر نہیں جاؤں گا چاہے کل رات قبر میں ہی رہنا پڑے یا بستر پر۔ یہ میرا آخری اور حتمی فیصلہ ہے"۔ عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا کے چہرے پر انتہائی حیرت کے

تاثرات ابھر آئے۔ وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہی تھی کہ جیسے اندازہ کر رہی ہو کہ عمران جو کچھ کہہ رہا وہ سنجیدگی سے کہہ رہا ہے یا اداکاری کر رہا ہے جبکہ عمران منہ لٹکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"کیا تم سنجیدہ ہو"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر تم خودکشی کو غیر سنجیدہ سمجھتی ہو تو تمہاری مرضی"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن تم نے یہ فیصلہ کیوں کیا ہے۔ پہلے بھی تو ٹیم ساتھ جاتی رہتی ہے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں نہیں چاہتا کہ ٹیم ساتھ جائے۔ پہلے کیا ہو سکا ہے جو اب ہو گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو گا اب۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ وہ کورٹ شپ۔ وہ۔ وہ۔ کیا کہتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ شادی سے پہلے ایک دوسرے کو سمجھنا سمجھانا"۔ عمران نے رک رک کر کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تو تم مجھ سے کورٹ شپ کرنا چاہتے ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو نہیں کرنا چاہتا لیکن"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ کورٹ شپ کے بعد ہونے والی شادیاں زیادہ کامیاب ہوتی ہیں بشرطیکہ ہوں"۔ عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"تو تم مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کہوں۔ مجھے تو شرم آتی ہے۔ تم بہرحال سمجھ دار ہو"۔ عمران نے واقعی ایسے لہجے میں کہا جیسے شرم سے اس سے بولا بھی نہ جا رہا ہو۔

"لیکن میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی"...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ اوہ۔ کیا واقعی"...... عمران نے چونک کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں کسی پتھر سے کیوں شادی کروں گی۔ نانسنس۔ خبردار اگر آئندہ تمہارے منہ سے یہ لفظ نکلا"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"لک۔ لک۔ کون سا لفظ"...... عمران نے قدرے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ شادی۔ اور کیا"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے ورنہ میں تو ڈر ہی گیا تھا"...... عمران

نے اس طرح طویل سانس لیتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی بہت بڑی
آفت سے بال بال بچا ہو۔
"کیا۔ کیا مطلب۔ اس میں شکر کی کیا بات ہے"....... جولیا نے
نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔
"میں نے سمجھا کہ تم قبول ہے، قبول ہے کے الفاظ پر پابندی لگا
رہی ہو"....... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا اور پھر کچھ کہنے کی بجائے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے
نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس
کر دیا۔
"ایکسٹو"...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔
"جولیا بول رہی ہوں چیف۔ عمران میرے فلیٹ پر آیا ہے لیکن
اس کا کہنا ہے کہ وہ ٹیم ساتھ لے کر مشن پر نہیں جانا چاہتا۔ وہ
صرف مجھے ساتھ لے جانا چاہتا ہے۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ
آپ اس بار عمران کو لیڈر شپ سے ہٹا دیں۔ ہم خود یہ مشن مکمل کر
لیں گے"....... جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا
دیا۔
"تو تمہارا خیال ہے کہ میں عمران کو صرف کرٹسی کے طور پر ٹیم
کا لیڈر بنا کر بھیجتا ہوں"....... ایکسٹو کے لہجے میں یکلخت سرد مہری اُ
آئی تھی۔
"وہ۔ وہ۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا چیف۔ لیکن اب وہ ناقابل

برداشت ہوتا جا رہا ہے"....... جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"جس روز میں نے سمجھا کہ وہ واقعی اب ناقابل برداشت ہو چکا
ہے وہ روز اس کی زندگی کا آخری روز ہو گا"....... ایکسٹو نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے رسیور رکھ دیا۔
"کاش۔ تم ہی انسان ہوتے"....... جولیا نے منہ بناتے ہوئے
کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
اس نے دیکھ لیا تھا کہ اب جولیا جھلاہٹ کی انتہا پر پہنچ چکی ہے۔
تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آئی تو اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔
"صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو یہیں کال کر لو تاکہ انہیں بھی
ہدایات دی جا سکیں۔ پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو چکا ہے"۔ عمران
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔
"تم آخر کیوں ایسی باتیں کرتے ہو۔ کیا تمہیں دوسروں کو
رلانے میں لطف آتا ہے"....... جولیا نے کہا۔
"میں واقعی خودکشی کرنے کی نیت سے آیا تھا لیکن چیف نے
جس انداز میں میری تعریف کی ہے اس سے واقعی مجھے صحیح معنوں
میں اپنی اہمیت کا احساس ہوا ہے اس لئے اب میں اکیلا بھی اس
مشن پر کام کر سکتا ہوں لیکن میں نے سوچا کہ چلو ساتھ تمہیں بھی
تفریح کرا دوں۔ سرکاری خرچہ ہے میرا کیا جاتا ہے"....... عمران نے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہم مشن پر نہیں جائیں گے۔ چلو اٹھو۔ یہاں سے اور جاؤ اکیلے۔ بے شک چیف ہمیں گولی مار دے۔ اب تمہارے ساتھ نہیں جائیں گے"...... جولیا نے یکلخت پھٹ پڑ والے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تمہاری مرضی۔ مت جاؤ۔ میں اکیلا چلا جا ہوں"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جولیا چند لمحے خاموش بیٹھی عمران کو واپس جاتا ہوا دیکھتی رہی۔

"آجاؤ واپس۔ پلیز آجاؤ"...... اچانک جولیا نے انتہائی ملتجانہ لہ میں کہا تو عمران واپس مڑا۔

"بیٹھو۔ میں فون کرتی ہوں ساتھیوں کو"...... جولیا نے کہا او رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا چہر پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا جبکہ عمران اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے اسے کسی بات کی فکر ہی نہ ہو۔

"جولیا بول رہی ہوں صفدر۔ تم تنویر اور کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر میرے فلیٹ پر آجاؤ۔ یہاں عمران موجود ہے اور وہ از راہ تر ہمیں بھی مشن پر ساتھ لے جانا چاہتا ہے اس لئے تم فوراً پہنچ جاؤ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ ناراض ہو جائے اور چیف ہم پر الٹا الزام لگ دے"...... جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا تم اپنے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے نہیں پلواؤ گی"۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری۔ چائے میں تمہیں پہلے ہی پلوا چکی ہوں"۔ جولیا نے کھا جانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اتنا غصہ۔ بس تھوڑا سا غصہ ٹھیک ہے۔ زیادہ غصے میں معاملہ بگڑ جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ فضول باتیں مت کرو"...... جولیا واقعی اس وقت غصے کی انتہا پر تھی اور عمران اس طرح کان دبا کر خاموش ہو گیا جیسے اس نے قسم کھا لی ہو کہ اب نہیں بولے گا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو جولیا اٹھی اور بیرونی دروازے کی طرف جانے والی راہداری کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر اندر داخل ہوئے۔

"السلام علیکم عمران صاحب"...... صفدر نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا بات ہے۔ آپ اور جولیا دونوں کے چہرے دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ ایک دوسرے سے لڑ چکے ہیں"...... صفدر نے کہا تو تنویر اور کیپٹن شکیل دونوں چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے تو عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

"میں کیا اور میری حیثیت کیا کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف سے لڑوں۔ یہ تو چیف کی مہربانی ہے کہ وہ مجھ جیسے

کرائے کے آدمی کو اہمیت دیتا ہے تاکہ میرا چولہا جلتا رہے"۔ عمران نے کہا۔

"ارے۔ ارے۔ اس کا مطلب ہے کہ معاملات نازک صورت اختیار کر چکے ہیں۔ کیا ہوا ہے"...... صفدر نے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس جولیانا فٹرواٹر نے میرا پتہ کاٹنے کی پوری کوشش کی۔ اس نے میرے سامنے چیف کو فون کر کے کہا کہ عمران کو لیڈر بنا کر ساتھ بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم لوگ اکیلے مشن پر کام کریں گے لیکن چیف نے انکار کر دیا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ مس جولیا ایسی بات کرے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بے شک پوچھ لو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا ٹرے میں چار پیالیاں چائے کی رکھے اندر داخل ہوئی۔ اس نے ایک ایک پیالی صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے سامنے رکھی اور چوتھی پیالی اپنے سامنے رکھ کر بیٹھ گئی۔

"ارے کیا ہوا۔ کیا عمران صاحب کو چائے نہیں دیں گی آپ"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ میں رواج کے مطابق ایک پیالی چائے اسے پہلے پلا چکی ہوں اور بس"...... جولیا نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔

"تو پھر میں بھی چائے نہیں پیتا"...... اچانک تنویر نے ہاتھ میں

پکڑی ہوئی پیالی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیوں"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ بداخلاقی ہے کہ ہم چائے پیتے رہیں اور عمران بیٹھا خالی ہمارے منہ دیکھتا رہے"...... تنویر نے جواب دیا۔

"لیکن جس قدر بداخلاقی کا مظاہرہ یہ کرتا ہے اس پر تمہیں غصہ نہیں آتا۔ اس نے ہم سب کو کھلونا سمجھ رکھا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہم سب احمق ہیں۔ اس کی نظروں میں ہماری حیثیت کٹھ پتلیوں کی سی ہے"...... جولیا بے اختیار پھٹ پڑی۔

"آخر ہوا کیا ہے مس جولیا۔ آپ پہلے تو کبھی اس قدر غصے میں نہیں آئیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس کا کہنا ہے کہ یہ ہمیں ازراہ ہمدردی ساتھ لے جانا چاہتا ہے ورنہ اکیلا بھی مشن مکمل کر سکتا ہے۔ پوچھو اس سے کہا ہے اس نے ایسا یا نہیں"...... جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ بہت بڑے ظرف کی مالک ہیں۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو آپ اس طرح جھلاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرتی تھیں۔ عمران صاحب کی تو ایسی باتیں کرنا عادت ثانیہ بن چکی ہے"۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بس میں نے اب تک بہت برداشت کر لیا ہے۔ اب یہ شخص مجھ سے مزید برداشت نہیں ہوتا"...... جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"سن لیا تم نے تنویر۔ اب بتاؤ"...... عمران نے ایسے انداز میں کہا جیسے جولیا نے یہ فقرہ عمران کی بجائے تنویر کے لئے کہا ہو۔

"تم بکواس کرنے سے باز آجاؤ تو کم از کم ایسی بے عزتی سے تو بچ جاؤ"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بے عزتی۔ ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری واقعی کوئی عزت ہے کیونکہ بے عزتی تو اس کی ہوتی ہے جس کی کوئی عزت ہو"۔ عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کے اس انداز پر جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم سے بڑا ڈھیٹ اس دنیا میں نہیں ہو سکتا"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ہے۔ بالکل ہے۔ مجھ سے بھی بڑا ہے اور یہاں اس کمرے میں ہی موجود ہے جو میری وجہ سے چائے نہیں پیتا۔ اب تم بتاؤ کہ مجھ سے بڑا ہوا یا نہیں"...... عمران نے کہا تو کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم چائے پیو تنویر۔ میں لے آتی ہوں اس کے لئے بھی"۔ جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب آپ اب سنجیدگی سے اس معاملے پر غور کریں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ اب مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے کہ واقعی اس معاملے پر سنجیدگی سے غور کرنا پڑے گا"...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"یہ کیپٹن شکیل بھی اب عمران کی طرح اپنے آپ کو پراسرار بنانے کے چکر میں لگ گیا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں تنویر۔ کوئی خاص بات ہے۔ کیپٹن شکیل پلیز تم بتاؤ"۔ صفدر نے کہا۔

"صفدر۔ مس جولیا کی جھلاہٹ اور غصہ بہت بڑھ گیا ہے اور تم تو بہرحال سمجھ دار ہو کہ ایسی کیفیت اس وقت ہوتی ہے جب انسان فرسٹریشن کا شکار ہو جاتا ہے اور مس جولیا جس فرسٹریشن کا شکار ہو سکتی ہے وہ تم بہرحال مجھ سے زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہو"۔ کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کا حل کیا ہو سکتا ہے"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ تنویر موجود ہے۔ مسئلہ چیف کا رضامند ہونا ہے۔ وہ میرے ذمے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم۔ تم۔ یہ تم کہہ رہے ہو"...... تنویر نے چونک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کے اس جواب پر انتہائی حیرت ہوئی ہو جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا

دیئے۔

" تمہیں معلوم ہے کہ اماں بی کے کیسے نظریات ہیں اور
بہر حال اماں بی کی بات رد نہیں کر سکتا اور جولیا کی موجودہ کیفیت
کی وجہ سے ایسا کرنا بھی ضروری ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں
جواب دیا۔

" تو تم خیرات میں یہ کام کرنا چاہتے ہو۔ نانسنس۔ تم نے مجھے
کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا"...... تنویر نے انتہائی
غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جولیا واپس آئی تو اس نے چائے،
فلاسک اور پیالیاں ٹرے میں رکھی ہوئی تھیں۔

" مجھے کچھ دیر ہو گئی کیونکہ چائے نئے سرے سے بنانی پڑی ہے"۔
جولیا نے قریب آکر معذرت کرتے ہوئے کہا۔

" واہ۔ اسے کہتے ہیں ہمدردی اور خلوص کہ تنویر نے چائے نہیں
پی تو اس کے لئے تازہ چائے بنائی گئی ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ تنویر کے لئے تو میں وہ کچھ کر سکتی ہوں جو تم سوچ بھی
نہیں سکتے"...... جولیا نے کہا۔

" اب بتاؤ تنویر۔ اب کیا کہو گے"...... عمران نے ایسے فاتحانہ
لہجے میں کہا جیسے اس نے تنویر سے کوئی شرط جیت لی ہو۔

" بکواس مت کرو۔ تم دوسروں کو احمق سمجھتے ہو"...... تنویر نے
غصیلے لہجے میں کہا۔

" کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... جولیا نے چونک
کر پوچھا۔

" ہاں۔ تنویر نے کہا ہے کہ وہ مشن پر کام نہیں کرنا چاہتا کیونکہ
جولیا نے انکار کر دیا ہے"...... عمران نے فوراً ہی کہا۔

" میں واقعی انکار کر سکتی تھی لیکن چیف اور پاکیشیا کے مفادات
کی وجہ سے مجھے ہار ماننا پڑی۔ بہر حال تنویر تمہاری طرح احمق نہیں
ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ اس بار مشن کیا ہے"...... صفدر نے عمران
اور تنویر کے بولنے سے پہلے ہی کہا۔ ظاہر ہے وہ اب موضوع بدلنا
چاہتا تھا۔

" مشن ہو تو بتاؤں"...... عمران نے کہا تو جولیا سمیت سب
چونک پڑے۔

" کیا مطلب۔ جب چیف نے کہا ہے کہ ہم مشن کے لئے گریٹ
لینڈ جانے کے لئے تیار رہیں تو پھر مشن کیسے نہیں ہو گا"...... جولیا
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چیف تو بس بیٹھے بیٹھے حکم صادر کر دیتا ہے۔ اسے معلوم ہے
کہ اب ہم خود ہی ٹکریں مارتے رہیں گے"...... عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

" آخر ہوا کیا ہے۔ آپ کچھ بتائیں تو سہی۔ ہمیں تو کسی بات کا علم
ہی نہیں ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران نے عاطف رضا اور عامر

حیات کی ہلاکت سے لے کر رشید نگر میں ڈاکٹر اسلم اور پھر جوزفین اور اس کے ساتھی راجر کے کافرستان پہنچنے تک کی روئیداد سنا دی۔

"چیف کے کافرستان میں ایجنٹ ناٹران نے جو معلومات مہیا کی ہیں اس کے مطابق یہ لڑکی جوزفین اور اس کا ساتھی راجر دونوں گریٹ لینڈ چلے گئے ہیں اور جس ہوٹل میں وہ رہے ہیں وہاں سے انہوں نے گریٹ لینڈ کے ایک کلب جسے لارڈ کلب کہا جاتا ہے، کے نمبروں پر کال کی ہے۔ اس پر چیف نے گریٹ لینڈ میں اپنے فارن ایجنٹ کو ان دونوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا تو اس ایجنٹ نے بتایا کہ لارڈ کلب عام سے غنڈوں اور بد معاشوں کا کلب ہے اور جس نمبر پر اس لڑکی نے کال کی ہے وہ لارڈ کلب کے اسسٹنٹ مینجر جانسن کا نمبر ہے اور جانسن بزنس ٹور پر ایکریمیا گیا ہوا ہے اور جوزفین اور راجر دونوں گریٹ لینڈ کے عام سے نام ہیں۔ چونکہ ان کے اصل حلیئے معلوم نہیں ہیں اس لئے ان کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا۔ پھر چیف نے مخبری کرنے والی تمام تنظیموں سے معلومات حاصل کیں لیکن کوئی بھی جوزفین اور راجر سے واقف نہیں ہے۔ گریٹ لینڈ کی تمام سرکاری تنظیموں میں بھی اس نام کے کوئی ایجنٹ موجود نہیں ہیں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ان کے نام اور ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے لیکن اب انہیں ٹریس کیسے کیا جائے جبکہ

چیف صاحب نے حکم دے دیا ہے کہ نہ صرف انہیں ٹریس کیا جائے بلکہ وہ فارمولا بھی واپس لایا جائے۔ اب تم خود بتاؤ کہ یہ کیا مشن ہے جس کا کوئی سر پیر ہی نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس فارمولے کی تو وہاں کاپیاں کر لی گئی ہوں گی۔ پھر"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"سرداور نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر اسلم نے اس فارمولے پر مزید تحقیقات کر کے اس کی خامیاں دور کر دی تھیں اور ان خامیوں کو دور کرنے والی ریسرچ رپورٹ اس نے ایک خفیہ سیف میں رکھی ہوئی تھی۔ اس طرح خامیوں والا اصل فارمولا تو وہ لڑکی جوزفین لے گئی جبکہ خامیاں دور کرنے والی ریسرچ رپورٹ کے کاغذات سرداور کو مل گئے۔ اب مسئلہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ بغیر اصل فارمولے کے ان خامیوں کو دور کرنے والی ریسرچ رپورٹ کے کاغذات سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا اور جو لوگ یہ اصل فارمولا لے گئے ہیں وہ بھی اس سے کوئی فوری فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان خامیوں کو سرداور جیسے سائنس دان بھی دور نہ کر سکے تھے۔ یہ اس ڈاکٹر اسلم کا ہی کام تھا کیونکہ فارمولا اس کی اپنی تخلیق تھا۔ چنانچہ چیف نے حکم دے دیا ہے کہ یہ فارمولا واپس لایا جائے چاہے اس کی ہزاروں کاپیاں کیوں نہ ہو چکی ہوں"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے لیکن گریٹ لینڈ کے

ساتھ تو پاکیشیا کے انتہائی قریبی دوستانہ تعلقات ہیں پھر گریٹ لینڈ
نے یہ حرکت کیوں کی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ابھی تو صرف ناٹران کی رپورٹ ہے کہ یہ ایجنٹ کافرستان سے
گریٹ لینڈ گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ گریٹ لینڈ سے آگے کہیں
چلے گئے ہوں۔ کسی اور ملک"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے
پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"ایکسٹو۔ عمران یہاں موجود ہے"...... دوسری طرف سے چیف
کی آواز سنائی دی۔

"یس باس"...... جولیا نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا کر
اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود
بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے رسیور لے کر اپنے
مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر سلطان کو فون کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اتنے بھاری بھر کم تعارف کے باوجود اتنا مختصر حکم"...... عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی
دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ کیا میری بات عالی جناب سیکرٹری
صاحب سے ہو سکتی ہے"...... عمران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں
کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں بات کراتا ہوں"...... دوسری
طرف سے پی اے کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز
سنائی دی۔

"سر سلطان کہا کریں جناب۔ بغیر سر کے سلطان کیسے ہو سکتا
ہے۔ ظاہر ہے سر ہو گا تو تاج سلطانی بھی اس پر رکھا جائے گا اور جب
تک تاج سلطانی نہ ہو تو سلطانی وزارت بے محکمہ بن کر رہ جاتی
ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"تمہاری زبان روکنے کے لئے اب کوئی خاص قانون سازی کرنا
پڑے گی"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یعنی قانون زبان بندی۔ واہ۔ کیا شعر ہے کسی مشہور شاعر کا
کہ"...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہونے لگی لیکن دوسری
طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

"ارے۔ ارے۔ یعنی خود ہی اس قانون پر عمل شروع کر دیا"۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کریڈل دبا دیا۔

"یہ تم سر سلطان جیسے آفیسر کے ساتھ کس قسم کی فضول باتیں
کرتے ہو۔ نانسنس۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ وہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے انچارج بھی ہیں"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں
کہا۔

"ہوں گے۔ میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق"۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر
نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی
ایک بار پھر پی اے کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ یہ تمہارے صاحب کو ادھوری بات
کرنے کا کیا شوق ہے۔ ادھر بات شروع کرو ادھر وہ فون بند کر دیتے
ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"صاحب آج بے حد مصروف ہیں عمران صاحب"...... دوسری
طرف سے ہنستے ہوئے جواب دیا گیا۔

"مطلب ہے کہ میں ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد فون کروں۔ تب
بات ہو سکے گی۔ عمران نے کہا۔

"میں کراتا ہوں بات"...... پی اے نے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"جناب۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔ مجھے پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے چیف نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو فون کروں۔ میں ان

کے حکم کی تعمیل میں فون کر رہا ہوں"...... عمران نے اس بار
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم نے چیف کو بتایا نہیں کہ تم مجھے کس کس طرح تنگ
کرتے ہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"بتایا تھا جناب۔ انہوں نے کہا کہ آپ چونکہ آج کل صرف صبح
کی سیر کرتے ہیں ورزش نہیں کرتے اس لئے آپ کو تنگ کر کے
سمارٹ رکھا جائے"...... عمران کی زبان ایک بار پھر پٹڑی سے
اترنے لگی تھی۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ بہرحال میں نے چیف کو بتایا ہے کہ
چیف سیکرٹری گریٹ لینڈ نے سرکاری طور پر بھی یہی جواب دیا ہے
اور مجھے فون کر کے بھی انہوں نے ذاتی طور پر یہی بتایا ہے کہ
فارمولے کے حصول کے پیچھے گریٹ لینڈ نہیں ہے۔ گریٹ لینڈ
دوست ممالک کے خلاف اس قسم کی کارروائی نہیں کرتا"۔
سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ بھی انہوں نے کوئی بات کی ہے"...... عمران
نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں۔ انہوں نے ذاتی طور پر مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں
ان کی طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو یقین دلا دوں
کہ گریٹ لینڈ اس سلسلے میں ملوث نہیں ہے اور اس کے باوجود اگر
انہوں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو گریٹ لینڈ کے خلاف بھجوا دیا تو

اسے دوستانہ تعلقات کے خلاف سمجھا جائے گا"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر آپ نے چیف کو بتایا ہے"...... عمران نے اس سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں اور انہوں نے کہا ہے کہ وہ تمہیں کال کر کے کہہ دیتے ہیں کہ تم مجھ سے براہ راست بات کر لو۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ عمران کو لیڈر بنا کر گریٹ لینڈ کا مشن اس کے ذمے لگا چکے ہیں اس لئے اب فیصلہ عمران نے خود کرنا ہے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا تو جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ چیف اس قدر اصول پسندی سے بھی کام لے سکتا ہے۔

" تو پھر آپ کا کیا حکم ہے۔ آپ بھی بہرحال سیکرٹ سروس کے انچارج ہیں چاہے انتظامی ہی سہی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیف سیکرٹری لارڈ بارٹن کا لہجہ کچھ بدلا بدلا سا لگ رہا تھا اس لئے میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بات کسی خاص مقصد کے پیش نظر کی ہے اس لئے تمہیں وہاں جانا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر گریٹ لینڈ اس معاملے میں ملوث نہیں ہے تو پھر تم بھی اس کے خلاف کچھ نہیں کرو گے اور اگر وہ ملوث ہے تو پھر پاکیشیا کے مفادات کے سامنے لارڈ بارٹن کیا میں اپنے آپ کو بھی معاف نہیں

کر سکتا"۔ سر سلطان نے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا۔

" ویری گڈ۔ آپ واقعی سلطان ہیں۔ آج مجھے یقین ہو گیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو لارڈ بارٹن کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" حیرت ہے چیف نے خود فیصلہ کرنے کی بجائے بات تم پر ڈال دی ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" وہ میری اہمیت کو جانتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بقول ایک بڑے شاعر کے اس عاشقی میں عزت سادات بھی چلی گئی ہے، ورنہ ہم بھی آدمی ہیں کام کے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" عمران صاحب۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے"...... صفدر نے کہا۔

" ہمیں بہرحال گریٹ لینڈ جانا ہو گا۔ وہاں جا کر معلوم ہو گا کہ جوزفین اور راجر کون ہیں اور فارمولا کہاں پہنچ چکا ہے۔ اس کے بعد ہی مزید آگے کی بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

جوزفین کمرے میں داخل ہوئی تو میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی
نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ
تیرنے لگی۔

"بیٹھو جوزفین"...... آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ آپ نے مجھے اچانک کال کر کے واپس آنے کا کہا تو میں
بڑی حیران ہوئی ہوں۔ کیا ہوا ہے۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا
مسئلہ ختم ہو گیا ہے"...... جوزفین نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی تو وہ لوگ یہاں پہنچے ہی نہیں"...... آسکر نے
جواب دیا۔

"اوہ۔ تو پھر آپ نے اپنا فیصلہ کیوں بدل لیا ہے"...... جوزفین
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ اب صورت حال تبدیل ہو چکی ہے۔ اب تمہارا

آؤٹ آف سکرین رہنا ضروری نہیں ہے"...... آسکر نے کہا۔

"اوہ۔ کمال ہے چیف۔ آپ تو زبردست سسپنس سے کام لے
رہے ہیں"...... جوزفین نے کہا تو آسکر بے اختیار مسکرا دیا۔

"چیف سیکرٹری نے مجھے کال کیا تھا۔ چونکہ میں نے یہ مشن
ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے حکم پر مکمل کیا تھا اس لئے چیف
سیکرٹری صاحب کو اس کا علم نہ ہو سکا لیکن پاکیشیا کے اعلیٰ حکام نے
ان سے رابطہ کیا اور انہیں کہا کہ گریٹ لینڈ نے پاکیشیا کے خلاف یہ
مشن مکمل کیا ہے جبکہ پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے درمیان انتہائی
دوستانہ تعلقات ہیں جس پر میں نے انہیں بتایا کہ یہ مشن ڈیفنس
سیکرٹری صاحب کے حکم پر مکمل کیا گیا ہے کیونکہ ہماری ایجنسی ان
کے تحت ہے جس پر چیف سیکرٹری نے کہا کہ اب جب پاکیشیا
سیکرٹ سروس یہاں آ کر ہماری ایجنسی کے خلاف کام کرے گی اور
اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دے گی تو پھر کیا ہو گا۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے بے حد مرعوب تھے۔ لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ
ہماری ایجنسی کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اور ہمارے ایجنٹوں
نے اس انداز میں کام کیا ہے کہ کسی طرح بھی انہیں معلوم نہیں ہو
سکتا کہ یہ کام گریٹ لینڈ کا ہے اور اس کے باوجود بھی اگر وہ لوگ
گریٹ لینڈ آئے تو ہم ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور پھر گریٹ لینڈ اتنا
چھوٹا اور بے بس ملک بھی نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے
خوفزدہ ہو کر اپنے قومی مفادات کو بھی نظرانداز کر دے تو وہ میری

بات مان گئے اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ پاکیشیا حکام کو بتا
دیں گے کہ گریٹ لینڈ اس میں ملوث نہیں ہے۔ اس طرح ہمیں
ایک لحاظ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کی سرکاری
اجازت حاصل ہو گئی ہے اور اسی لئے میں نے تمہیں، راجر اور جانسن
تینوں کو واپس کال کر لیا ہے۔ اب تم نے محتاط رہنا ہے۔ میں نے
پاکیشیا میں ایسے انتظامات کر دیئے ہیں کہ اگر علی عمران وہاں سے
روانہ ہوا تو مجھے اطلاع مل جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ اول تو وہ
یہاں آکر تمہیں اور مجھے ٹریس ہی نہ کر سکے گا اور اگر کر بھی لے تو پھر
اس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"...... آسکر نے کہا۔

"ویری گڈ باس۔ آپ نے واقعی بہت اچھا کام کیا ہے۔ اب آپ
بے فکر ہو جائیں اگر یہ لوگ ہم سے ٹکرائے تو ان کی موت سو فیصد
یقینی ہو گی"...... جوزفین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے از خود ان کے پیچھے نہیں جانا۔ میں یہاں اس کی اپنے
طور پر نگرانی کراؤں گا۔ اگر مجھے ایسے شواہد ملے کہ وہ تم تک یا مجھ
تک پہنچنے والا ہے تو پھر ہم سامنے آئیں گے ورنہ نہیں"...... آسکر نے
کہا۔

"باس۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا ٹارگٹ ہم نہیں ہوں گے۔
فارمولا ہو گا اس لئے وہ فارمولا ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے اور
یہ بات بہرحال آپ جانتے ہوں گے کہ فارمولا کہاں ہے"۔ جوزفین
نے کہا۔

"میں نے پہلے ہی یہ بات سوچ رکھی ہے۔ فارمولا یہاں گریٹ
لینڈ میں نہیں ہے بلکہ آئس لینڈ میں ہے اور وہاں گریٹ لینڈ کی
انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے جس کا علم آئس لینڈ والوں کو بھی نہیں
ہے اس لئے فارمولے کے بارے میں مجھے کوئی فکر نہیں ہے"۔ آسکر
نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ پھر واقعی وہ لوگ خود ہی ٹکریں مار کر واپس
چلے جائیں گے"...... جوزفین نے کہا تو آسکر نے اثبات میں سر ہلا
دیا۔ جوزفین اٹھی، اس نے سلام کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی آفس سے
باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے مختلف سڑکوں سے
گزرتی ہوئی رائل کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ رائل کلب کی
وسیع پارکنگ میں اس نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم
اٹھاتی مین ہال کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ رائل کلب
کے مالک آرتھر کے آفس میں داخل ہو رہی تھی۔

"اوہ۔ جوزفین تم اور اس طرح اچانک۔ آؤ۔ آؤ"...... قوی ہیکل
آرتھر نے اسے آتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا
ہو گیا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا
کہ جیسے وہ بھرپور جوان ہو۔

"میں خاص طور پر تمہارے پاس آئی ہوں آرتھر"...... جوزفین
نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحہ کرنے کے بعد وہ ساتھ والی کرسی
پر بیٹھ گئی۔

"اچھا۔ کیا ہوا۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... آرتھر نے
چونک کر کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بہت اچھی
طرح جانتے ہو"...... جوزفین نے کہا تو آرتھر بے اختیار اچھل پڑا۔
اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ لیکن تمہارا ان سے کیا تعلق پیدا ہو گیا
ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"تم پہلے بتاؤ کہ تم ان کے بارے میں کتنا جانتے ہو"۔ جوزفین
نے کہا۔

"میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا البتہ
اس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں
بلکہ وہ میرا گہرا دوست ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب یہ بتا دو کہ اگر علی عمران یہاں گریٹ لینڈ
میں کسی مشن پر آئے تو کیا وہ تم سے رابطہ کرے گا یا نہیں"۔
جوزفین نے کہا۔

"یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے لیکن تم مجھے پہلے بتاؤ کہ تمہارا ان
سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے اور کھل کر بات کرو۔ تم نے ان کا نام
لے کر مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے"...... آرتھر نے کہا تو جوزفین
بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں نے پاکیشیا میں ایک سرکاری مشن مکمل کیا ہے اور میں

نے سنا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں اس مشن کی واپسی کے
لئے آ رہی ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ انہیں کس
طرح یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ میرا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے حالانکہ
میرا وہاں ان سے ٹکراؤ بھی نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے گریٹ لینڈ کا
نام کہیں لیا ہے"...... جوزفین نے کہا۔

"یہ ان کے لئے معمولی کام ہے جوزفین۔ یہ شکر کرو کہ تمہارا
وہاں ان سے ٹکراؤ نہیں ہو سکا ورنہ تم شاید اتنی آسانی سے واپس بھی
نہ آ سکتی"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال وہ مجھے تو کسی صورت بھی ٹریس نہیں کر سکتے۔ البتہ
مجھے صرف ایک فکر ہے اور اسی فکر کے تحت میں تمہارے پاس آئی
ہوں"...... جوزفین نے کہا۔

"وہ کیا"...... آرتھر نے چونک کر پوچھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میرا تعلق ریڈ پاور سے ہے اور ریڈ پاور کا
چیف آسکر ہے"...... جوزفین نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن"...... آرتھر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"وہ فارمولا جو میں پاکیشیا سے لے آئی تھی وہ میں نے چیف آسکر
کے حوالے کر دیا تھا اور چیف نے وہ فارمولا آگے کسی لیبارٹری میں
پہنچا دیا۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کو واپس حاصل
کرنے آ رہی ہے اور لازمی بات ہے کہ اگر انہوں نے اس بات کا

کھوج لگا لیا کہ فارمولا آسکر کو پہنچایا گیا ہے تو وہ چیف آسکر
کرنے کی کوشش کریں گے"...... جوزفین نے کہا۔

"لازمی بات ہے اور وہ اس کا کھوج بھی لگا لیں گے۔ یہ بات
سمجھو"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہی بات میں چیف آسکر سے کہہ نہیں سکتی۔ میں چاہتی
ہوں کہ چیف آسکر انڈر گراؤنڈ ہو جائے لیکن ظاہر ہے مجھ میں یہ کہنے
کی ہمت نہیں ہے"...... جوزفین نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ بہرحال چیف ہے اور تم اس کی ماتحت اور مجھے
اس کی فطرت اور طبیعت کا بھی بخوبی علم ہے۔ اگر تم کہو تو میں بات
کروں"...... آرتھر نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح وہ مجھ سے بدظن ہو جائے گا اور میں ایسا نہیں
چاہتی"...... جوزفین نے کہا۔

"تو پھر تم مجھے بتاؤ کہ کیا چاہتی ہو۔ میں تمہاری ہر طرح سے مدد
کرنا چاہتا ہوں"...... آرتھر نے کہا۔

"شکریہ آرتھر۔ اسی بنا پر تو میں تمہارے پاس آئی ہوں اور میں
نے کھل کر ساری بات کر دی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس
عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔
صرف ان کے بارے میں تعریفیں ہی سن رہی ہوں یا میں نے لوگوں
کو ان سے خوفزدہ ہوتے ہوئے دیکھا ہے حتیٰ کہ چیف نے مجھے بتایا
ہے کہ گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری لارڈ بارٹن بھی پاکیشیا سیکرٹ

سروس سے بے حد خوفزدہ ہیں۔ وہ تو یہ سن کر ہی گھبرا گئے تھے کہ
ریڈ پاور نے یہ فارمولا پاکیشیا سے حاصل کیا ہے۔ یہ تو چیف آسکر
نے انہیں حوصلہ دلایا تو انہوں نے ان کے خلاف کارروائی کی اجازت
دے دی ہے"...... جوزفین نے کہا۔

"وہ لوگ ہیں ہی ایسے۔ بہرحال تم اپنی بات کرو"...... آرتھر نے
کہا۔

"میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ جب یہ لوگ یہاں پہنچیں مجھے ان
کی نشاندہی کر دی جائے"...... جوزفین نے کہا۔

"یہ تو کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ عمران گریٹ لینڈ آئے گا تو
لامحالہ مجھ سے رابطہ کرے گا۔ لیکن تم اس کے خلاف کیا کرو گی"۔
آرتھر نے کہا۔

"میں نے ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... جوزفین نے کہا تو آرتھر بے
اختیار ہنس پڑا۔

"کیوں۔ اپنی جان کی دشمن ہو رہی ہو۔ وہ واقعی انتہائی خطرناک
لوگ ہیں۔ میرا مشورہ مانو تو اپنے چیف کی خفیہ نگرانی کراؤ اور ان
سے قطعاً مت ٹکراؤ اور جب وہ تمہارے چیف کے سر پر پہنچ جائیں تو
تم بھی حرکت میں آ جانا۔ پھر جو ہو گا قسمت کو وہی منظور ہو گا"۔
آرتھر نے کہا۔

"کیا تم مجھے نشاندہی نہیں کر سکتے"...... جوزفین نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"کر سکتا ہوں۔ لیکن ذمہ داری تمہاری اپنی ہو گی"...... آرتھر نے کہا۔

"واقعی میری ہو گی لیکن یہ بتاؤ کہ وہ تم سے کیوں لازمی ملے گا"...... جوزفین نے کہا۔

"وہ میرا اس دور کا دوست ہے جب وہ اور میں اکٹھے آکسفورڈ میں پڑھتے تھے۔ پھر میں ہوٹل بزنس میں آگیا تو وہ جب بھی گریٹ لینڈ آتا ہے مجھ سے ضرور ملتا ہے۔ میری شادی میں بھی شریک ہوا تھا اور تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میری بیوی سیلی اس کی اس قدر فین ہے کہ اگر عمران سیلی کو کہہ دے کہ میرے خلاف طلاق کا دعویٰ کر دے تو وہ ایک لمحہ سوچے بغیر دعویٰ دائر کر دے گی"...... آرتھر نے کہا۔

"کیوں۔ وجہ"...... جوزفین نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس عمران کی زبان ایسی ہے اور وہ ایسی باتیں کرنے کا ماہر ہے کہ تم اسے جادوگر کہہ سکتی ہو۔ اگر تم اس سے ایک بار دوستانہ انداز میں مل لو تو تمہارا بھی حشر سیلی جیسا ہی ہو گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دوں کہ عمران عورتوں کے معاملے میں انتہائی سنگدل واقع ہوا ہے۔ وہ صرف فلرٹ کرتا ہے اور وہ بھی صرف زبانی باتوں کی حد تک لیکن عورتیں اس کی انہی باتوں پر ہی پاگل ہو جاتی ہیں"...... آرتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم مجھے اس سے دوستانہ انداز میں ملوا دینا"۔

جوزفین نے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ تم اس سے دوستی کر کے اس پر اچانک فائر کھول دو گی تو یہ بات ذہن سے نکال دو۔ وہ لاکھ آنکھیں رکھنے والے کیڑے کی طرح ہے اور ایک لمحے کے کروڑھویں حصے میں دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"میں اس سے واقعی دوستی کروں گی البتہ میں اس کا خاتمہ اس وقت کروں گی جب وہ چیف یا فارمولے کے خلاف واقعی خطرہ بن جائے گا۔ اس سے پہلے نہیں"...... جوزفین نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہو جائے گا لیکن تمہارا نام اور تمہارا تعارف کیا ہو گا۔ یہ مجھے پہلے بتا دو"...... آرتھر نے کہا۔

"نام یہی جوزفین اور کیا۔ اس نام کا اسے تو علم ہی نہیں اور اگر ہو گا بھی سہی تو پھر کیا ہو جائے گا۔ اچھا ہے وہ خود ہی کھل کر سامنے آ جائے گا اور کام تمہیں معلوم ہے کہ میں انٹرنیشنل میگزین کی کرائم رپورٹر ہوں"...... جوزفین نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ بے فکر رہو لیکن آخری بار کہہ دوں کہ تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے۔ یوں سمجھو کہ تم آگ کے سمندر میں چھلانگ لگا رہی ہو"...... آرتھر نے کہا تو جوزفین بے اختیار ہنس پڑی۔

"تمہیں ابھی میری صلاحیتوں کا علم نہیں ہے آرتھر۔ بہرحال وقت سب کچھ بتا دے گا"...... جوزفین نے کہا۔

"اوکے۔ اب بات چیت ختم۔ اب میں تمہارے لئے شراب نہ منگواؤں"...... آرتھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ضرور"...... جوزفین نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو آرتھر نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر آرڈر دینا شروع کر دیا اور جوزفین نے اپنے کاندھے سے لٹکا ہوا بیگ اتار کر ایک طرف رکھا اور اس طرح اطمینان سے بیٹھ گئی جیسے اب اس نے کافی دیر تک یہاں بیٹھنے کا ارادہ کر لیا ہو۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ریڈ پاور کے چیف آسکر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... آسکر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"جانسن بول رہا ہوں جناب۔ لارڈ کلب سے"...... دوسری طرف سے جانسن کی آواز سنائی دی۔

"تم ایکریمیا سے واپس آ گئے ہو"...... آسکر نے چونک کر پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے آفس میں اپنی آمد کی رپورٹ کر دی تھی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہونہہ۔ پھر کال کیوں کی ہے"...... آسکر نے کہا۔

"چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم جوزفین کو تلاش کرتی پھر رہی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو آسکر بے اختیار چونک پڑا

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم اور جوزفین کو تلاش کر رہی ہے۔

کیامطلب "...... آسکر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ میں اپنی واپسی کی آفس میں رپورٹ کر کے جیسے ہی اپ کلب لپنے آفس میں پہنچا تو چار پاکیشیائی مرد اور ایک سوئس نژاد عورت میرے آفس میں پہنچ گئے۔ مرد اپنے انداز اور قد و قامت سے ہی تربیت یافتہ ایجنٹ لگتے تھے۔ سوئس نژاد عورت شاید ان کی لیڈر تھی۔ بہرحال انہوں نے مجھ سے جوزفین کے بارے میں پوچھ گچھ شروع کر دی۔ ان کا انداز بے حد جارحانہ تھا جس سے میں سمجھ گیا کہ اگر میں نے انہیں انکار کیا تو وہ مجھ پر تشدد کر کے معلومات حاصل کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے اس لئے طے شدہ پلان زیرو ون کے تحت میں نے انہیں سٹار کلب کے انتھونی کی طرف ریفر کر دیا ہے اور جوزفین رابرٹ کو سٹار کا ممبر بتایا۔ میں نے ان کے سامنے انتھونی سے بھی فون پر بات چیت کی اور انتھونی کو طے شدہ پلان کے مطابق میں نے بات کرنے سے پہلے ہی دو بار ہیلو کہا جس سے وہ بھی سمجھ گیا کہ میں اسے زیرو ون پلان کی جانب اشارہ کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے معاملہ اوکے کر دیا اور یہ سب میرے آفس سے نکل کر سٹار کلب کی طرف چلے گئے۔ میں نے ان کے جانے کے بعد اپنے آفس کی تلاشی لی لیکن وہاں کوئی ڈکٹا فون موجود نہ تھا۔ اس کے باوجود میں نے انتھونی کو فون نہیں کیا۔ ابھی تھوڑی دیر بعد پہلے انتھونی کا فون آیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ لوگ اس پارٹی کے بارے میں اطلاع حاصل کرنے میں بضد تھے جس نے سٹار کو اس فارمولے کے

حصول کا مشن دیا تھا۔ وہاں بھی ان کا انداز بے حد جارحانہ تھا اس لئے انتھونی نے بھی زیرو ون پلان پر عمل کرتے ہوئے انہیں ماسٹر گروپ کا حوالہ دے دیا اور پھر ماسٹر گروپ کے چیف ماسٹر راشیل سے ان کے سامنے فون پر بات کر کے انہیں کنفرم کرا دیا کہ یہ پارٹی ماسٹر گروپ تھی۔ یہ ایجنٹ ماسٹر کلب ماسٹر راشیل کے پاس پہنچ گئی جس نے انہیں کنفرم کرا دیا کہ انہوں نے یہ فارمولا ایکریمیا کے ڈلاس سینڈیکیٹ کے لئے حاصل کیا تھا اور ڈلاس سینڈیکیٹ کو فارمولا بھجوا دیا اور اس نے ایکریمیا میں ڈلاس ہوٹل کے مینجر آرنسٹی کو فون کر کے یہ بات پلان کے مطابق کنفرم کرا دی۔ اس طرح یہ لوگ پوری طرح مطمئن ہو گئے کہ فارمولا گریٹ لینڈ میں موجود نہیں ہے بلکہ ایکریمیا کے ڈلاس سینڈیکیٹ کے پاس بھجوا دیا گیا ہے"۔ جانسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ پھر"...... آسکر نے کہا۔

"باس۔ سٹاگا ان کی نگرانی کرا رہا ہے اور اس نے رپورٹ دی ہے کہ ابھی یہ لوگ گریٹ لینڈ میں ہی موجود ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ اب ایکریمیا جا کر ڈلاس سینڈیکیٹ سے ٹکرائیں گے اور آپ جانتے ہیں کہ ڈلاس سینڈیکیٹ ان کا خاتمہ آسانی سے کر سکتا ہے"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ پوری طرح مطمئن ہو چکے ہیں یا نہیں"...... آسکر نے کہا۔

"یس چیف۔ وہ پوری طرح مطمئن ہو چکے ہیں۔ آپ نے خود ہی ایسا فول پروف پلان بنایا تھا کہ اس کے بعد ان کا سو فیصد اطمینان ہو جانا یقینی تھا اور ایسا ہی ہوا ہے"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سٹاگا ان کی نگرانی کس انداز میں کرا رہا ہے"...... آسکر نے پوچھا۔

"اوپن سکائی کی مدد سے جسے چیک ہی نہیں کیا جا سکتا"۔ جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور جوزفین کہاں ہے"...... آسکر نے پوچھا۔

"مجھ سے ابھی تک اس کا کوئی رابطہ نہیں ہوا"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ پھر بھی انتہائی محتاط رہنا۔ یہ لوگ انتہائی شاطر ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ تم لوگوں کو چکر دے کر اصل بات تک پہنچ جائیں"...... آسکر نے کہا۔

"نہیں چیف۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہم بہرحال اس وقت تک انتہائی محتاط رہیں گے جب تک یہ لوگ گریٹ لینڈ سے چلے نہیں جاتے"...... جانسن نے جواب دیا۔

"اوکے۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے اطلاع دے دینا"...... آسکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سٹار کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"انتھونی سے بات کراؤ۔ میں آسکر بول رہا ہوں"...... آسکر نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ انتھونی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سٹار کلب کے انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"آسکر بول رہا ہوں انتھونی"...... آسکر نے کہا۔

"اوہ۔ ایک منٹ سر"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ آسکر سمجھ گیا کہ وہ فون لائن کو محفوظ کر رہا ہو گا۔

"ہیلو سر۔ اب فون لائن محفوظ ہے"...... چند لمحوں بعد انتھونی کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

"مجھے ابھی جانسن نے رپورٹ دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے پاس پہنچی ہے اور تم نے انہیں مطمئن کر کے بھیج دیا ہے۔ کیا یہ رپورٹ درست ہے"...... آسکر نے کہا۔

"یس سر۔ بالکل درست ہے۔ جانسن نے مجھے مخصوص اشارہ کر دیا تھا اس لئے میں نے زیرو ون پلان پر عمل کیا اور وہ لوگ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ میں نے انہیں پلان کے مطابق ماسٹر راشیل کی ٹپ دی تھی"...... انتھونی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر بھی تم نے محتاط رہنا ہے۔ جب تک یہ لوگ گریٹ لینڈ میں موجود ہیں خطرہ بہرحال موجود رہے گا"...... آسکر نے کہا۔

"یس سر۔ ویسے آپ اگر مجھے خصوصی طور پر حکم نہ دیتے تو ان کا خاتمہ بے حد آسان تھا۔ ان کی لاشیں بھی غائب کر دی جاتیں"۔ انتھونی نے جواب دیا۔

"تمہیں ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ ویسے بھی ان چند افراد کے خاتمے سے کسی ملک کی سیکرٹ سروس ختم نہیں ہو جاتی اس لئے تم ایسا مت سوچا کرو۔ بدمعاشی اور غنڈہ گردی اور چیز ہوتی ہے اور سیکرٹ ایجنٹی اور چیز ہوتی ہے"...... آسکر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آئی ایم سوری سر۔ بہرحال میں نے انہیں ہر طرح سے اطمینان دلا دیا ہے"...... انتھونی نے جواب دیا۔

"اوکے"...... آسکر نے کہا اور اس نے ایک بار پھر کریڈل دبا کر رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماسٹر کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دیا لیکن بولنے والے کا لہجہ بے حد نفیس اور مؤدبانہ تھا۔

"آسکر بول رہا ہوں۔ ماسٹر راشیل سے بات کراؤ"...... آسکر نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماسٹر راشیل بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور خاصی کرخت آواز سنائی دی۔

"آسکر بول رہا ہوں"...... آسکر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تم نے ہر لحاظ سے مطمئن کر دیا ہے یا نہیں"...... آسکر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے انہیں ڈلاس سینڈیکیٹ کی ٹپ دے دی تھی اور ڈلاس سینڈیکیٹ کے آرنسٹ کو آپ کی ہدایت کے مطابق سپیشل کوڈ میں فون بھی کر دیا تھا۔ اس طرح وہ لوگ ہر لحاظ سے مطمئن ہو گئے"...... ماسٹر راشیل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا معاوضہ تمہیں پہنچ جائے گا"۔ آسکر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر۔ ہم تو بہرحال آپ کے خادم ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو آسکر نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چکر دینے کے لئے یہ سارا سیٹ اپ کیا تھا۔ جانسن تو بہرحال ریڈ پاور کا ہی آدمی تھا البتہ اس

نے انتھونی، ماسٹر راشیل اور رانسٹی تینوں کو ریڈ پاور کی طرف سے باقاعدہ ہائر کیا تھا۔ چونکہ ریڈ پاور سرکاری ادارہ تھا اور وہ تینوں غنڈوں کے گروپ تھے اس لئے اس نے انہیں اس کام کے لئے باقاعدہ بھاری معاوضے بھی ادا کئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے اس پلان کے تحت معاملات اب صحیح رخ پر چلے گئے تھے۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس لامحالہ ڈلاس سینڈیکیٹ کے پیچھے ایکریمیا جا کر کام کرے گی اور ڈلاس کے رانسٹی نے اسے بتایا تھا کہ ڈلاس سینڈیکیٹ خود ہی ان سے نمٹ لے گی۔ گو اسے معلوم تھا کہ غنڈے اور بدمعاش سیکرٹ ایجنٹوں کا اس طرح مقابلہ نہیں کر سکتے جس طرح دوسرے غنڈوں اور بدمعاشوں کا کر سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ڈلاس سینڈیکیٹ کے بارے میں کافی کچھ جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ بہرحال ان کے لئے آسان ثابت نہیں ہوں گے اور پھر جو کچھ بھی ہو گا ایکریمیا میں ہی ہو گا۔ گریٹ لینڈ میں نہیں ہو گا۔ یہی بات اس کے لئے باعث اطمینان تھی۔ ابھی وہ بیٹھا اس معاملے پر سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... آسکر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"جوزفین بول رہی ہوں چیف"...... دوسری طرف سے جوزفین کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تم کہاں سے بول رہی ہو"...... آسکر نے چونک کر

پوچھا۔

"ریڈ سی کلب سے چیف"...... جوزفین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس تم تک تو نہیں پہنچی"...... آسکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف۔ البتہ میں نے جانسن کو فون کیا تو اس نے مجھے ساری تفصیل بتائی ہے لیکن چیف کیا اس طرح چھپ کر بیٹھنے سے مسئلہ حل ہو جائے گا"...... جوزفین نے کہا۔

"ہم نے انہیں ڈی ٹریک کر دیا ہے جوزفین۔ اب وہ ایکریمیا میں دھکے کھاتے پھریں گے اور یہی ہماری کامیابی ہے"...... آسکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر اجازت دیں تو میں ان سے مل کر ان کی مزید تسلی کر دوں"...... جوزفین نے کہا۔

"مزید تسلی۔ کیا مطلب"...... آسکر نے چونک کر پوچھا۔

"میں ان سے مل کر انہیں بتا دیتی ہوں کہ میرا تعلق ستار تنظیم سے ہے اور انتھونی کے حکم پر میں نے پاکیشیا سے فارمولا حاصل کیا اور اسے دے دیا۔ اس طرح وہ پوری طرح کنفرم ہو جائیں گے"۔ جوزفین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم احمق ہو جوزفین۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم عقلمند ہو لیکن تم نے یہ بات کر کے مجھے پریشان کر دیا ہے"...... آسکر نے انتہائی

غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ چیف۔ کیا مطلب۔ میں تو کنفرمیشن کی بات کر رہی ہوں"۔ جوزفین نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم نے فارمولے کے حصول کے لئے اپنی عادت کے مطابق پاکیشیا میں یقیناً قتل و غارت کی ہو گی"...... آسکر نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس چیف۔ بہرحال ایسا تو ہوتا رہتا ہے"...... جوزفین نے جواب دیا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے سائنس دانوں کی قاتلہ کو دوست سمجھ کر چھوڑ دے گی اور دوسری بات یہ کہ میرے بنائے ہوئے زیرو ون پلان کے مطابق تم اور راجر چھٹیاں منانے ایکریمیا گئے ہوئے ہو اور میرا تم سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اس کے بعد اگر تم خود ان کے پاس پہنچ جاتی ہو تو پھر وہ تمہاری گردن دبا کر تم سے سب کچھ اگلوا لیں گے"...... آسکر نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یس چیف۔ اس بات تو مجھے واقعی خیال نہ رہا تھا"۔ جوزفین نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ایسی ہی غلطیوں سے تمام پلان خراب ہو جاتے ہیں۔ تم نے کسی صورت بھی ان کے سامنے نہیں آنا۔ سمجھی"...... آسکر نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس چیف۔ میں سمجھ گئی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" راجر کو بھی اطلاع کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ان سے ٹکرا جائے"۔ آسکر نے کہا۔

" یس چیف۔ میں کہہ دوں گی"...... جوزفین نے کہا اور آسکر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک تکدر کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہوٹل برگنزا کے کمرے میں موجود
تھا۔ وہ ابھی ماسٹر کلب کے ماسٹر راشیل سے مل کر واپس آئے تھے اور
ماسٹر راشیل سے انہوں نے جو کچھ معلوم کیا تھا اور جو بات کنفرم بھی
کرا دی گئی تھی اس کے مطابق فارمولا گریٹ لینڈ میں نہیں بلکہ
ایکریمیا بھجوایا گیا تھا اور ڈیلاس سینڈیکیٹ نے ایک طویل چکر چلا کر
فارمولا پاکیشیا سے اس لڑکی جوزفین کی مدد سے حاصل کیا تھا اور نہ
صرف فارمولا ایکریمیا پہنچ چکا تھا بلکہ جوزفین اور اس کا ساتھی راجر جو
گریٹ لینڈ کی سٹار نامی تنظیم کے رکن تھے چھٹیاں منانے ایکریمیا
گئے ہوئے تھے اس لئے اب جولیا اور تنویر کی رائے تھی کہ انہیں
فوری طور پر ایکریمیا پہنچ کر اس ڈلاس سینڈیکیٹ سے فارمولے کی
واپسی کے مشن پر کام کرنا چاہئے لیکن صفدر گومگو کے عالم میں تھا۔
وہ جولیا اور تنویر کا ہم خیال بھی تھا لیکن اس کے ساتھ ہی کھل کر اپنا

موقف بھی بیان نہ کر رہا تھا جبکہ کیپٹن شکیل اور عمران دونوں
خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اب تک ہونے والی گفتگو میں
سرے سے کوئی حصہ ہی نہ لیا تھا۔

"کیپٹن شکیل۔ تمہارا کیا خیال ہے"....... اچانک جولیا نے
کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس جولیا۔ میری رائے پر ہو سکتا ہے کہ آپ کو اتفاق نہ ہو
لیکن میری سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ ہمیں دانستہ ڈی ٹریک کیا جا رہا
ہے"....... کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا اور تنویر
کے ساتھ ساتھ صفدر بھی چونک پڑا۔

"وہ کیسے"....... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لارڈ کلب سے لے کر ماسٹر کلب تک جو واقعات پیش آئے ہیں
اور جس طرح آسانی سے معاملات کو آگے بڑھایا گیا ہے یہ انداز
مصنوعی معلوم ہوتا ہے۔ لگتا ہے کہ ان لوگوں نے پہلے سے ہی سب
کچھ طے کر رکھا تھا کہ جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ان سے رابطہ
کرے یہ معاملات کو اس انداز میں آگے بڑھا دیں"....... کیپٹن
شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ یہی بات میرے لاشعور میں تھی لیکن میں اس کی شعوری
طور پر وضاحت نہ کر پا رہا تھا۔ واقعی یہ سب کچھ مصنوعی لگتا ہے"۔
صفدر نے فوراً ہی کیپٹن شکیل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ تمہیں اس لئے مصنوعی لگ رہا ہے کہ اس میں کوئی

تشدد شامل نہیں ہے۔ یہ یورپ کے لوگ دولت کے پجاری ہیں
انہوں نے دولت لے لی اور معاملات اوپن کر دیئے۔ اگر یہی بات
ہم ان کی گردن پر پیر رکھ کر معلوم کرتے تو تمہیں یہ سب
مصنوعی نہ لگتا"...... تنویر نے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"میں نے صرف اپنی رائے ظاہر کی ہے جو غلط بھی ہو سکتی ہے"
کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش بیٹھے ہوئے ہو۔ تم بتاؤ"...... جولیا نے عمران سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"میں اپنی عادتیں تبدیل کرنے کی کوشش رہا ہوں اس لئے مجھ
سے کچھ نہ پوچھو۔ مجھے تم بس حکم دیتی رہو۔ میں اس پر عمل کرتا
رہوں گا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے لارڈ کلب کے جانسن کو خاص طور پر
کہا تھا کہ جس طرح تم ایکریمیا سے واپس پہنچ گئے ہو اسی طرح
جوزفین بھی پہنچ جائے گی۔ اس بات کا کیا مطلب تھا"...... صفدر
نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید پہلے بھی عمران سے یہ بات
پوچھ چکا تھا لیکن عمران نے اسے ٹال دیا تھا۔

"جانسن اس تنظیم کا رکن ہے جس تنظیم کے ارکان جوزفین اور
راجر ہیں۔ اگر پلان کے تحت جانسن واپس آسکتا ہے تو جوزفین اور
راجر بھی آسکتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک
پڑے۔

"پلان کے تحت۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"جس طرح کیپٹن شکیل عمران کی بات کی تائید کرتا رہتا ہے
اسی طرح اب یہ کیپٹن شکیل کی بات کی تائید کرے گا۔ دونوں
ایک دوسرے کو سپورٹ کرتے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے
ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم بتاؤ عمران۔ تم نے طے شدہ پلان کے الفاظ کیوں کہے ہیں۔
کیا واقعی کیپٹن شکیل کا خیال درست ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کیپٹن شکیل کے خیال کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔
البتہ تم ایک بات بتاؤ کہ اگر جانسن نہ ملتا تو آگے کیا کرتے۔ کیا پھر
بھی تم انتھونی تک پہنچ جاتے اور انتھونی سے ماسٹر راشیل تک"۔
عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ سٹار نامی تنظیم نے باقاعدہ پلاننگ
کی ہے۔ لیکن کیوں"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"سٹار نامی کوئی تنظیم نہیں ہے۔ اصل تنظیم اور ہے"۔ عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیسے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"معلوم تو مجھے اور بھی بہت کچھ ہے لیکن میں اپنی عادتیں تبدیل
کر رہا ہوں اس لئے مجھ سے کچھ نہ پوچھو"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہارا چوکھٹا ہی تبدیل کر دوں گی۔ سمجھے۔ تم نے یہ نیا

طریقہ اپنا لیا ہے ہمیں خراب کرنے کا جبکہ لیڈر تم خود ہو اور سب
تمہیں خود ہی سوچنا چاہئے"...... جولیا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے
میں کہا۔

"اس کیس میں تو لیڈر تنویر ہے۔ میں تو بس جواب دہ ہوں۔
مجھے تم بس حکم دیتے رہو۔ میں تعمیل کرتا رہوں گا۔ تم نے میری
فرمانبرداری تو دیکھی ہو گی کہ میں تمہارے ساتھ ساتھ رہا ہوں لیکن
میں نے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کی"...... عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تم ناراض ہو گئے ہو تو آئی ایم سوری"...... تنویر نے فوراً
ہی اپنی فطرت کے مطابق واضح انداز میں معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"اب بولو۔ اب تو تمہیں شرم آنی چاہئے"...... جولیا نے پہلے کی
طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شرم تو صرف اس وقت آسکتی ہے جب منہ پر سہرا موجود ہو اور
سہرے کی لڑیوں کے درمیان سے دلہن کو دیکھے جانے کا سکوپ بن
رہا ہو"...... عمران نے کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم جیسا ڈھیٹ بھی سہرا باندھے گا۔ میں تو نہیں مانتی"۔ جولیا
نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تنویر اجازت دے تو میں ابھی اسی وقت سہرا باندھ سکتا
ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن سہرا باندھ کر کیا کرو گے۔ جب صفدر ہی تمہارا کام نہیں

کرے گا"...... تنویر بھی شاید موڈ میں تھا اس لئے اس نے ناراض
ہونے کی بجائے ایسی بات کر دی۔

"ارے۔ وہ تو تمہارے خوف سے خطبہ نکاح یاد نہیں کرتا ورنہ
ایک ہی سانس میں خطبہ نکاح ازبر کر لے۔ کیوں صفدر"۔ عمران
نے کہا۔

"یہی تمہاری عادت تبدیل ہونی چاہئے کہ جہاں کام کی بات ہو
رہی ہو تم اپنی فضولیات شروع کر دیتے ہو"...... جولیا نے تیز لہجے
میں کہا۔

"اصل کام کی بات تو یہی ہے۔ باقی تو سب کہانیاں ہیں بابا"۔
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار مسکرا
دیئے۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ اس مشن میں آپ دانستہ دلچسپی
نہیں لے رہے۔ شاید چیف نے اس بار چیک نہ دینے کا کہہ دیا
ہے"...... اچانک صفدر نے کہا۔

"ارے ارے۔ کیوں بدشگونی کی بات کرتے ہو۔ تمہاری شکل
اچھی ہے تو بات بھی اچھی ہی منہ سے نکالا کرو"...... عمران نے
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"صفدر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تم واقعی دلچسپی نہیں لے رہے۔ مجھے
چیف سے بات کرنا پڑے گی"...... جولیا نے کہا۔

"تنویر کی موجودگی میں دلچسپی لیتے ہوئے خوف آتا ہے"۔ عمران

نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب ایک بار پھر چونک پڑے
"تمہاری تان آخر مجھ پر ہی آکر کیوں ٹوٹتی ہے"...... تنویر نے
انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"سنو۔ اگر تم کام کرنا چاہتے ہو تو صاف بتا دو اور دلچسپی لو ور
میں واقعی چیف سے بات کر کے کوئی اور لائحہ عمل طے کر لوں
گی"۔ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔
"اور لائحہ عمل۔ وہ کیا۔ تمہارا مطلب کہیں تنویر سے تو نہیں
ہے"...... عمران نے اس طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے جو
کے اس فقرے سے اس پر قیامت ٹوٹنے والی ہو۔
"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ فارمولا گریٹ لینڈ میں
ہے۔ ہمیں چیف سیکرٹری کو گھیرنا چاہئے"...... اس سے پہلے کہ
جولیا یا تنویر کوئی بات کرتے کیپٹن شکیل بول پڑا۔
"چیف سیکرٹری بے چارے کو علم ہی نہ ہو گا ورنہ چیف
سیکرٹری لارڈ بارٹن جتنا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ڈرتا ہے اتنا تو
تمہارا چیف بھی تم سے نہ ڈرتا ہو گا۔ یہ کسی اور سیکرٹری کی کارروائی
ہے لیکن ہمیں اتنی دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک فون پر
معاملہ کھل سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔
"کس کو فون کرو گے"...... جولیا نے کہا۔
"کوئی اللہ کا بندہ تو یہ معلوم کر ہی لے گا کہ اصل مسئلہ کیا

ہے"...... عمران نے کہا۔
"تو اٹھاؤ رسیور اور کرو کال۔ کیوں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے
ہو"۔ جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"حکم کی تعمیل ہو گی"...... عمران نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں
کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں
اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور سب اس طرح ہمہ تن گوش
ہو گئے جیسے فون کے رسیور سے ابھی کسی جن کی آواز نکلے گی کہ کیا
حکم ہے میرے آقا۔
"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"ہر ایک کو یس مت کہا کرو۔ کسی روز مشکل میں پھنس جاؤ
گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ یہ آواز تو علی عمران کی ہے۔ کیا واقعی"...... دوسری طرف
سے چونک کر کہا گیا۔
"ارے میری آواز اتنی بھی کرخت نہیں ہے کہ تم اسے اتنے
طویل عرصے کے بعد بھی یاد رکھو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا تو دوسری طرف سے بولنے والا ہنس پڑا۔
"مجھے چونکہ تمہاری گریٹ لینڈ میں آمد کا علم ہو چکا ہے اس لئے
میں نے فوراً ہی پہچان لیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"تمہیں تو یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں ہوٹل برگنزا میں ہوں اور
یقیناً میرا کمرہ نمبر بھی معلوم ہو گا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ

گریٹ لینڈ پہنچنے کے بعد اب تک میں کہاں کہاں گیا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

" ظاہر ہے آرتھر سے یہ باتیں کیسے چھپ سکتی ہیں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

" کمال ہے اس قدر ماہر نجومی رہتے ہیں گریٹ لینڈ میں۔ اس کا مطلب ہے کہ زائچہ بنوانے کی فیس کا بندوبست کر لیا جائے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے آرتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ سے اس بار ڈبل فیس لی جائے گی کیونکہ آپ نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ آپ اب صرف دولت کمانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کر رہے ہیں ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تھرڈ کلاس غنڈے پرنس آف ڈھمپ کو چکر دے جائیں اور پرنس آف ڈھمپ منہ اٹھائے اس طرف کو ہی چلا جائے جس طرف وہ اسے ہانکنا چاہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ارے۔ ارے۔ غضب خدا کا۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ میرے ساتھی پہلے ہی مجھ سے ناراض ہو رہے ہیں کہ میں نے اب تک یہاں پہنچ کر کچھ نہیں کیا۔ تم یہ بات کر کے انہیں مزید شہ دینا چاہتے ہو"...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن آرتھر کی بات سن کر جولیا اور تنویر دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ صفدر نے معنی خیز انداز میں کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا

کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا۔

" انہوں نے ناراض تو ہونا ہی تھا۔ بہرحال آپ نے فون کیوں کیا ہے۔ آپ خود کیوں نہیں آئے میرے پاس"...... آرتھر نے کہا۔

" پچھلی بار تم نے جو کافی پلائی تھی وہ اس قدر بد ذائقہ تھی کہ دو سال گزر جانے کے باوجود میرے منہ کا ذائقہ ٹھیک نہیں ہو سکا اس لئے مجبوری ہے۔ اس بار فون پر ہی گزارہ کرو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف آرتھر بے اختیار ہنس پڑا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ یہ بات کہہ سکتے ہیں میں نہیں۔ بہرحال اتنا بتا دوں کہ جو کچھ آپ کو بتایا گیا ہے یا سمجھایا گیا ہے یہ سب کچھ پہلے سے طے شدہ پلان کے مطابق تھا۔ باقی باتیں مزید بد ذائقہ کافی پینے کے دوران ہی ہو سکتی ہیں۔ تب تک گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" یہ آرتھر کون ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" رائل کلب کا مالک ہے۔ پہلے یہ گریٹ لینڈ کی سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔ پھر ریٹائر ہو گیا اور اس نے کلب کھول لیا۔ اسے یہاں گریٹ لینڈ کا انسائیکلو پیڈیا کہا جاتا ہے۔ اس نے مخبری کی اتنی بڑی تنظیم بنائی ہوئی ہے کہ گریٹ لینڈ میں ہونے والی کوئی بھی کاروائی اس کی تنظیم سے نہیں بچ سکتی"۔ عمران نے جواب دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل کی بات درست تھی۔ ہم ہی

احمق ہیں"....... جولیا نے کہا۔

" اگر یہ ہم کا لفظ تم نے صرف اپنے لئے احتراماً بولا ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر ہم میں تنویر بھی شامل ہے تو پھر یہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے اور اسے قابل برداشت بنانے کے لئے مجھے یقیناً اپنے صفدر یا جنگ بہادر کی منت خوشامد کرنا پڑے گی"....... عمران نے کہا۔

" میں اس میں شامل ہوں اور اب مجھے بھی احساس ہو رہا ہے کہ ہم واقعی ان غنڈوں بدمعاشوں کے ہاتھوں احمق بن گئے ہیں"۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر انہیں اتنا لمبا چوڑا پلان بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کا اصل مقصد کیا تھا"۔ جولیا نے کہا۔

" تمہارا خوف اور تمہاری دہشت"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ میرا خوف اور میری دہشت سے کیا مطلب ہوا"۔ جولیا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو اس لئے تم میں پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس شامل ہے سوائے میرے لیکن کاش میں بھی تم میں شامل ہوتا"....... عمران نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم تو اس ٹیم کے لیڈر ہو"....... جولیا نے یکلخت مسکراتے

ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اٹھ کر مڑی اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

" اب خوش ہو گئے ہو"....... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" بڑے عرصے بعد خوشخبری ملی ہے صفدر۔ چلو میں تو قلاش اور مفلس ہوں تم تو نہیں ہو مٹھائی لے آؤ۔ زیادہ نہیں بس دس بارہ من کافی ہے"....... عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" دس بارہ من۔ اتنی مٹھائی کیا کریں گی"....... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ارے پورے ہوٹل بر گنزا کا منہ میٹھا کرانا ہو گا۔ آخر طویل عرصے کے بعد امید بر آئی ہے"....... عمران نے کہا۔

" اب اٹھو اور اس آرتھر کے پاس چلو تاکہ معاملات کو آگے بڑھایا جا سکے"....... اسی لمحے جولیا نے باتھ روم سے باہر آ کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ اس پلان کے خالق تمام غنڈے اور بدمعاش نہیں ہو سکتے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سرکاری تنظیم کا کام ہے"....... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ غنڈے اور بدمعاش ان چکروں میں نہیں پڑا کرتے۔ وہ تو مارو اور مر جاؤ کے قائل ہوتے ہیں۔ یہ ذہانت کا کام سرکاری ایجنٹ

اور ان کے چیف کرنے کے عادی ہوتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی ایک بار پھر پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی آرتھر کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری پرنس۔ اس طرح سنجیدگی سے کام نہیں چل سکتا۔ آپ کو بد ذائقہ کافی دوبارہ پینی ہی پڑے گی"...... دوسری طرف سے آرتھر نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب تمہارا واقعی ریٹائرمنٹ کا وقت آگیا ہے"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... آرتھر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہی کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ جو لوگ ایسا پلان بنا سکتے ہیں وہ نگرانی نہیں کر رہے ہوں گے اور تمہارے ساتھ ملاقات کے بعد سرکاری لوگ تمہارے خلاف کیا ایکشن لے سکتے ہیں یہ تم بھی جانتے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سرکاری لوگوں کی مجھے فکر نہیں ہے عمران صاحب۔ لیکن آپ کی بات درست ہے۔ کچھ پیچیدگیاں بہرحال پیدا ہو سکتی ہیں۔ ٹھیک

ہے اس طرف واقعی میرا خیال نہیں گیا تھا حالانکہ مجھے اطلاع بھی مل چکی تھی کہ سٹاگا نامی تنظیم اوپن سکائی سے آپ کی باقاعدہ نگرانی کرا رہی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھی ایک بار پھر چونک پڑے۔ میں نے بھی اوپن سکائی کی چیکنگ دیکھ لی ہے اسی لئے تو میں تمہیں فون کر رہا ہوں کہ اوپن سکائی میں بات چیت کور نہیں ہو سکتی اور انہیں یقیناً اس بات کا خیال نہیں آ سکتا کہ میں تمہیں فون بھی کر سکتا ہوں ورنہ وہ لازماً فون بھی ٹیپ کرنے کا بندوبست کر لیتے"...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب آپ مزید شرمندہ نہ کریں عمران صاحب۔ اب میں تو آپ کی ذہانت کا مقابلہ نہیں کر سکتا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں واقعی نہیں چاہتا کہ تمہیں مزید شرمندہ ہونے کا موقع دوں۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ یہ کام کس سرکاری ایجنسی نے سرانجام دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ریڈ پاور نام کی ایک سرکاری ایجنسی ابھی حال ہی میں گریٹ لینڈ میں قائم کی گئی ہے جس کے چیف کا نام آسکر ہے۔ جوزفین اور راجر دونوں اس کے سپر ایجنٹ ہیں۔ اس کا سربراہ چیف سیکرٹری کی بجائے ڈیفنس سیکرٹری کو بنایا گیا ہے۔ چیف سیکرٹری اس پاکیشیائی مشن سے واقعی لاعلم تھا اور جوزفین خود میرے پاس آئی تھی۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ جب آپ گریٹ لینڈ

آئیں تو میں اسے اطلاع کر دوں۔ وہ آپ سے ملاقات کے لئے انتہائی
بے تاب تھی لیکن آسکر آپ کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اس
لئے اس نے نہ صرف جوزفین کو آپ سے ملنے سے منع کر دیا بلکہ اس
نے ہی یہ سارا پلان بنایا تھا کہ آپ گریٹ لینڈ سے ایکریمیا جانے پر
مجبور ہو جائیں لیکن میری سمجھ میں یہ بات ابھی تک نہیں آئی کہ آپ
ڈلاس سینڈیکیٹ کے بارے میں سب کچھ جاننے کے باوجود کیوں اس
بات پر خاموش رہے ہیں"...... آتھر نے کہا۔

"ڈلاس سینڈیکیٹ بھی میرے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے البتہ
ڈلاس ہوٹل کا مینجر رانسٹی شاید میرے بارے میں نہیں جانتا ورنہ وہ
پاکیشیا کا نام سن کر اس پلان سے آؤٹ ہو جاتا"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ ابھی حال ہی میں ڈلاس سینڈیکیٹ میں شامل ہوا
ہے"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب آخری بات بھی بتا دو کہ فارمولا کس لیبارٹری کو بھیجا گیا
ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے اس بارے میں واقعی معلوم نہیں ہے عمران صاحب ورنہ
میں کم از کم آپ سے نہ چھپاتا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ یہ تو معلوم ہی ہو گا کہ آسکر کہاں موجود ہوتا ہے"۔
عمران نے کہا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر فارڈے بلڈنگ لائٹ ہاؤس روڈ پر ہے لیکن وہ

ان دنوں وہاں نہیں جاتا۔ اس نے اس وقت تک اپنے آپ کو انڈر
گراؤنڈ کر لیا ہے جب تک آپ اور آپ کے ساتھی گریٹ لینڈ میں
موجود ہیں"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"اور یہی حال یقیناً جوزفین کا بھی ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ جوزفین اور راجر دونوں ہی انڈر گراؤنڈ ہو چکے ہیں"۔
آرتھر نے کہا۔

"او کے۔ بے حد شکریہ۔ اور کچھ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو کم از کم بد ذائقہ
کافی پینے سے تو محفوظ رہ گیا ہوں۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے کہ ویسے تو یہ آرتھر سب کچھ جانتا ہے لیکن جب کوئی
کام کی بات پوچھو تو انڈر گراؤنڈ کہہ کر بات ختم کر دیتا ہے کہ اسے
نہیں معلوم کہ یہ لوگ انڈر گراؤنڈ ہو کر کہاں موجود ہیں"۔ جولیا
نے کہا۔

"وہ پاکیشیائی نہیں گریٹ لینڈ کا شہری ہے۔ اپنی طرف سے
میرے احسانات اتارنے کے لئے وہ بنیادی باتیں بتا دیتا ہے اور
بس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اب اصل ٹریک یہی سامنے آیا ہے کہ ہم نے
اس آسکر کو ٹریس کرنا ہے۔ لیکن یہ اوپن سکائی کا کیا مطلب ہوا"۔
صفدر نے کہا۔

"اوپن سکائی ایک آلہ ہے جس کی مدد سے وسیع رینج میں مخصوص

ریز کی مدد سے ٹارگٹ کر کے نگرانی کی جاتی ہے۔ یہاں ہمارے کمرے کے اندر وہ ہمیں اپنی سکرین پر دیکھ رہے ہوں گے لیکن اس میں یہ خرابی بہرحال موجود ہے کہ یہ ریز صرف منظر ٹرانسمٹ کر سکتی ہیں لیکن آواز کو ٹرانسمٹ نہیں کر سکتیں۔ کمرے کی کھڑکی سے میں نے نیلے رنگ کی شعاعوں کی جھلک دیکھی تھی۔ ان ریز کا رنگ سورج کی روشنی میں ہلکا نیلا نیلا نظر آتا ہے اور اسی وجہ سے اسے اوپن سکائی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ کھلے آسمان کا رنگ بھی ہلکا نیلا ہوتا ہے"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہم جیسے ہی ان کے خلاف حرکت میں آئے تو انہیں علم ہو جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"چونکہ انہوں نے ہمیں اپنا ٹارگٹ بنایا ہوا ہے اس لئے اب دارالحکومت میں ہم جو بھی حرکت کریں گے ان تک پہنچ جائے گی"۔ عمران نے کہا۔

"پھر تو ایسا ہے کہ ہم ان کے پلان کے مطابق یہاں سے چلے جائیں اور پھر نئے میک اپ میں واپس آئیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا سوچنا ہی بزدلی ہے۔ ٹھیک ہے اگر انہیں معلوم ہوتا ہے تو ہوتا رہے اس طرح وہ کھل کر سامنے آجائیں گے"۔ تنویر نے کہا۔

"صفدر کی بات درست ہے۔ واقعی اس سچوئیشن سے نکلنے کا یہی راستہ ہے"...... جولیا نے کہا تو تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"اس کا بڑا آسان ساحل اور بھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"اوپن سکائی کو دھوکہ دے دیا جائے"...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے۔ کیا طریقہ ہے اس کا"...... جولیا نے کہا۔

"ہم سیکرٹ سکائی بن جائیں تو اوپن سکائی آف ہو جائے گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم کیوں سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے"۔ جولیا نے کہا۔

"مطلب ہے کہ ہم اگر میک اپ کر لیں تو ہم سیکرٹ سکائی بن جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ ہمیں میک اپ کرتا دیکھ لیں گے۔ پھر کیسے چھپ سکیں گے ہم"...... جولیا نے کہا۔

"کھڑکی بند کر دو۔ اوپن سکائی کی سکرین آف ہو جائے گی۔ اس کے بعد جب ہم باہر جائیں گے تو وہ ہمیں کور کر سکیں گے لیکن اس صورت میں جب ہم انہی شکلوں میں ہوئے کیونکہ ہماری انہی شکلوں میں تصاویر انہوں نے اوپن سکائی کمپیوٹر میں فیڈ کی ہوئی ہوں گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی معاملہ سیدھا ہے"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ہمیں یہاں سے جانے سے پہلے لائن آف ایکشن بنا لینی چاہیئے"....... صفدر نے کہا۔

"لائن آف ایکشن کیا طے کرنی ہے۔ سیدھی بات ہے کہ اس آسکر کو ٹریس کیا جائے"....... جولیا نے کہا۔

"آسکر کو ٹریس کرنا مشکل ہو گا اور آسکر نے لامحالہ یہ فارمولا ڈیفنس سیکرٹری کو ہی پہنچایا ہو گا اور پاکیشیا میں اس سارے مشن کا اصل ہیرو یہی ڈیفنس سیکرٹری ہی ہے جبکہ آسکر تو صرف چیف ہے"۔ عمران نے کہا تو سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے بات ان سب کی سمجھ میں آ گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے اٹھ کر کھڑکی بند کر کے پردے جوڑ دیئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آسکر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... آسکر نے کہا۔

"ریمزے بول رہا ہوں سر"....... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"....... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سٹاگا اپنے مشن میں ناکام ہو گئی ہے باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اچانک غائب ہو گئی ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو آسکر بے اختیار چونک پڑا۔

"سٹاگا ناکام ہو گئی ہے۔ وہ کیسے۔ اوپن سکائی سے یہ لوگ کیسے غائب ہو سکتے ہیں"....... آسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ ہوٹل برگنزا کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ چونکہ

کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس لئے ان لوگوں کی تمام حرکات سکرین پر اوپن نظر آرہی تھیں۔ اس عمران نے دو بار کسی کو فون کیا۔ اس کے بعد وہ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ پھر اچانک ایک آدمی نے اٹھ کر کھڑکی بند کر دی اور سکرین آف ہو گئی تو ہم نے مینوئل نگرانی پر موجود ہوٹل میں موجود افراد کو الرٹ کر دیا لیکن پھر ان کی طرف سے رپورٹ آئی کہ کمرہ خالی ہے اور یہ لوگ غائب ہو چکے ہیں جبکہ ہوٹل سے باہر بھی وسیع رینج میں ریز ٹارگٹ موجود ہے لیکن یہ لوگ باہر نہیں آئے۔ ہوٹل میں بھی انہیں تلاش کیا گیا لیکن ہوٹل میں بھی ان کا کہیں وجود نہیں ملا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں نہ صرف اوپن سکائی کے بارے میں علم تھا بلکہ انہوں نے کسی بھی طرح اوپن سکائی کو بھی ڈاج دے دیا۔ میں نے اسی لئے آپ کو کال کیا ہے کہ اب کیا کیا جائے"...... ریمزے نے کہا۔

"یہ معلوم ہوا ہے کہ دو بار فون کسے کیا گیا ہے"۔ آسکر نے کہا۔

"فون ٹیپ نہیں کیا گیا تھا تاکہ انہیں نگرانی کا علم نہ ہو سکے اور انہوں نے ڈائریکٹ نمبروں پر کال کی ہے لیکن ہوٹل ایکس چینج میں یہ سسٹم موجود ہے کہ ڈائریکٹ کال کا نمبر اور ٹائم ایکس چینج میں مارک کر لیا جاتا ہے تاکہ کمرے کے بل میں شامل کیا جا سکے۔ وہاں سے وہ نمبر مل گئے ہیں جن پر اس کمرے سے کال کیا گیا ہے اور ان نمبروں کے مطابق دونوں بار ایک ہی نمبر پر کال کی گئی ہے اور یہ نمبر رائل کلب کے آرتھر کا خصوصی نمبر ہے"...... ریمزے نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"آرتھر کا خصوصی نمبر۔ کال کس نے کی تھی۔ سوئس عورت نے یا اس کے کسی اور ساتھی نے"...... آسکر نے چونک کر پوچھا۔

"خود عمران نے باس"...... ریمزے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس آرتھر نے اسے سٹاگا کے بارے میں بتایا ہو گا۔ آرتھر کو یقیناً اطلاع مل گئی ہو گی"...... آسکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا"...... ریمزے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم انہیں شہر میں تلاش کرو۔ ان کے قدوقامت بھی تمہیں معلوم ہیں اور ان کی تعداد بھی"...... آسکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ ہٹانے پر جب ٹون آ گئی تو اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آسکر بول رہا ہوں آرتھر"۔ آسکر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم۔ خیریت۔ کیسے کال کی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے معلوم ہے آرتھر کہ تمہارے پاکیشیائی عمران سے بڑے گہرے اور دوستانہ تعلقات ہیں لیکن مجھے تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم گریٹ لینڈ سے غداری کرتے ہوئے اسے وہ سیکرٹس بھی بتا دو گے جو اسے نہیں بتانا چاہئیں"...... آسکر کا لہجہ مزید سخت ہوتا چلا گیا

تھا۔

"آرتھر تم سے کم محب وطن نہیں ہے۔ سمجھے۔ باقی تم عمران کو اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں۔ تم نے اسے ڈاج دینے کا جو بچگانہ بلکہ احمقانہ پلان بنایا تھا تمہارا کیا خیال ہے کہ عمران جیسا تجربہ کار ایجنٹ اس ڈاج میں آجائے گا۔ اسے تو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی نگرانی اوپن سکائی سے ہو رہی ہے اور سنو۔ میں نے اسے ایسی کوئی بات نہیں بتائی جو سیکرٹ کے دائرہ میں آتی ہو"...... آرتھر نے بھی سرد لہجے میں کہا۔

"اس نے تم سے دو بار فون پر بات کی ہے۔ اس کے بعد وہ اوپن سکائی کو ڈاج دے کر غائب ہوئے ہیں۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم نے انہیں اس بارے میں تفصیل بتائی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے چیف سیکرٹری صاحب سے انتہائی قریبی اور گہرے تعلقات ہیں لیکن تمہیں بہرحال گریٹ لینڈ کے مفادات کا بھی خیال رکھنا چاہئے تھا"...... آسکر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بتا تو رہا ہوں کہ اسے خود معلوم تھا کہ ان کی نگرانی اوپن سکائی سے ہو رہی ہے اور اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ اوپن سکائی کے بارے میں عمران کو معلومات حاصل نہیں ہیں تو تم احمقوں کی جنت میں رہتے ہو۔ وہ نہ صرف سائنس دان ہے بلکہ جدید ترین ایجادات سے بھی واقف رہتا ہے۔ میری اس سے بات ضرور ہوئی ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ ریڈ پاور کا چیف آسکر کہاں ہے۔

جوزفین اور راجر کہاں ہیں لیکن میں نے اسے صرف اتنا کہا کہ تم تینوں انڈر گراؤنڈ ہو گئے ہو اور بس۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ تم اس وقت کہاں سے مجھے کال کر رہے ہو"۔ آرتھر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے کھل کر سامنے آنا پڑے گا"۔ آسکر نے کہا۔

"اگر تم میری بات مانو تو تمہارے اور گریٹ لینڈ کے مفاد میں تمہیں ایک مشورہ دے سکتا ہوں"...... آرتھر نے کہا۔

"کیسا مشورہ"...... آسکر نے کہا۔

"عمران کی فطرت کو میں جانتا ہوں۔ اسے نہ تم سے کوئی دلچسپی ہو گی اور نہ جوزفین اور راجر سے۔ اسے اصل دلچسپی اس فارمولے سے ہو گی جو تم نے پاکیشیا سے حاصل کیا ہے اور اس کی عادت ہے کہ وہ اپنے ٹارگٹ پر نظر رکھتا ہے اور تم نے یقیناً یہ فارمولا خود کسی لیبارٹری تک نہیں پہنچایا ہو گا۔ تم نے اسے ڈیفنس سیکرٹری کو پہنچا دیا ہو گا اس لئے لامحالہ اب وہ ڈیفنس سیکرٹری کو کور کرنے کی کوشش کرے گا اور تمہاری نسبت وہ اس تک آسانی سے پہنچ جائے گا اور اس سے ہی اسے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات بھی مل جائیں گی اس لئے یہ سارے معاملات چیف سیکرٹری صاحب کے گوش گزار کر دو۔ وہ بذات خود عمران سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی حفاظت کا بھی بندوبست کر لیں گے اور اس لیبارٹری کا بھی۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ لیبارٹری بھی تباہ

کر دے اور فارمولا بھی لے جائے"...... آرتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس بارے میں سوچوں گا"...... آسکر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"میں خود کیسے جا کر چیف سیکرٹری کو کہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی میرے بس سے باہر ہو چکے ہیں۔ نہیں اب مجھے خود ہی اس بارے میں کچھ سوچنا ہو گا"...... آسکر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو ڈیفنس سیکرٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف ریڈ پاور آسکر بول رہا ہوں۔ سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں"...... آسکر نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی باوقار سی آواز سنائی دی۔

"آسکر بول رہا ہوں جناب"...... آسکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا گیا۔

"سر۔ جو فارمولا ہم نے پاکیشیا سے حاصل کیا تھا اس کی واپسی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس گریٹ لینڈ پہنچ چکی ہے"...... آسکر نے

کہا۔

"پھر"...... ڈیفنس سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے انہیں آسکر کی اس بات کی وجہ تسمیہ سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"سر۔ وہ لوگ یقیناً آپ تک پہنچیں گے تاکہ آپ سے اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ جہاں آپ نے فارمولا بھجوایا ہو گا اس لئے میں نے آپ کو کال کی ہے کہ آپ محتاط رہیں"...... آسکر نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اب گریٹ لینڈ کے حکام اس قدر بے بس ہو چکے ہیں کہ جو چاہے منہ اٹھائے ان تک پہنچ سکتا ہے"...... اس بار ڈیفنس سیکرٹری کے لہجے میں غصہ نمایاں تھا۔

"سر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اتنا نہیں جانتے جتنا چیف سیکرٹری صاحب جانتے ہیں اس لئے آپ برائے کرم ان سے بات کر لیں۔ وہ اس معاملے میں بہتر مشورہ دے سکتے ہیں"...... آسکر نے کہا۔

"مجھے کیا ضرورت ہے ان سے بات کرنے کی۔ کیا آپ کی ایجنسی اب اس قدر کمزور ہو چکی ہے کہ آپ ان کے خلاف کوئی ایکشن ہی نہیں لے سکتے بلکہ الٹا مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں محتاط رہوں۔ اس کا کیا مقصد ہوا۔ کیوں نہ آپ کی ایجنسی ہی ختم کر دی جائے"۔ ڈیفنس سیکرٹری کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔

"ہم تو بہر حال ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ یہ تو ہمارا

فرض ہے جناب۔ میں نے تو احتیاطاً آپ کو کال کی ہے"...... آسکر
نے پریشان سے لہجے میں کہا کیونکہ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ
ڈیفنس سیکرٹری اس حد تک اتر آئے گا کہ ایجنسی کو ہی ختم کرنے کی
دھمکی دے دے۔

"آئندہ محتاط رہ کر بات کرنا ورنہ میں آپ کے خلاف انتہائی سخت
ایکشن بھی لے سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آسکر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کریڈل
دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع
کر دیئے۔

"پی اے ٹو چیف سیکرٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف ریڈ پاور آسکر بول رہا ہوں۔ بڑے صاحب سے بات
کرائیں"...... آسکر نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری کی بھاری اور باوقار سی
آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں آسکر بول رہا ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا سر کہ پاکیشیا سے
حاصل کئے جانے والے فارمولے کے بارے میں آپ سے بات ہوئی
تھی"...... آسکر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور میں نے آپ کے کہنے پر پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ کو

کہہ دیا تھا کہ اس معاملے میں گریٹ لینڈ ملوث نہیں ہے"۔ چیف
سیکرٹری نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے کی واپسی کے لئے یہاں
پہنچ چکی ہے اور مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق وہ ڈیفنس
سیکرٹری صاحب کو کور کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں کیونکہ انہیں
کسی پراسرار ذریعے سے معلوم ہو چکا ہے کہ فارمولا ڈیفنس سیکرٹری
صاحب کے حکم پر پاکیشیا سے حاصل کیا گیا ہے۔ میں نے فون کر کے
ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو محتاط رہنے کا کہا تو الٹا انہوں نے مجھے ہی
جھاڑ دیا اور نہ صرف جھاڑ دیا بلکہ ریڈ پاور ختم کرنے کی دھمکی بھی
دے دی اس لئے میں نے آپ کی خدمت میں کال کی ہے کہ اگر یہ
لوگ ڈیفنس سیکرٹری صاحب تک پہنچ گئے تو معاملات کہاں پہنچ سکتے
ہیں۔ آپ تو بخوبی واقف ہیں جناب"...... آسکر نے کہا۔ اس کا لہجہ
بے حد مؤدبانہ تھا۔

"اوہ نہیں۔ یہ بات کسی صورت بھی ثابت نہیں ہونی چاہئے کہ
اس معاملے میں حکومت گریٹ لینڈ ملوث ہے"...... چیف سیکرٹری
نے کہا۔

"یہی تو میری گزارش ہے جناب"...... آسکر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں۔ جب انہیں معلوم ہو چکا ہے تو وہ لازماً ان تک
پہنچیں گے چاہے وہ ملک سے باہر بھی کیوں نہ چلے جائیں اور یہی

خدشہ پہلے بھی میرے ذہن میں تھا لیکن آپ نے گریٹ لینڈ کے مفادات کی بات کر کے مجھے اپنی رائے بدلنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چیف سیکرٹری نے اس بار قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"سر۔ میں نے یہ بات احتیاطاً کہی ہے۔ ورنہ ہماری ایجنسی ان کا خاتمہ تو بہرحال کر لے گی"...... آسکر نے جان چھڑانے کے انداز میں کہا۔

"نہیں مسٹر آسکر۔ آپ جس انداز میں سوچ رہے ہیں آپ ان کا خاتمہ نہیں کر سکتے اور اب میں بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا اس لئے اب یہ مشن آپ کی بجائے کسی اور کو دیا جائے گا اور جب تک ان لوگوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا آپ اور آپ کی ایجنسی کے افراد انڈر گراؤنڈ رہیں گے"...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آسکر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے اب اپنا اور اپنی ایجنسی کا مستقبل ختم ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بیٹھا اس بارے میں کافی دیر تک سوچتا رہا لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آسکر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ آسکر بول رہا ہوں"...... آسکر نے کہا۔

"آرتھر بول رہا ہوں رائل کلب سے"...... دوسری طرف سے آرتھر کی آواز سنائی دی تو آسکر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے"...... آسکر نے کہا۔

"تم نے پہلے ڈیفنس سیکرٹری کو فون کیا اور پھر چیف سیکرٹری صاحب کو فون کر دیا اور تمہیں انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم دے دیا گیا۔ یہ تم نے کیا کیا"...... آرتھر نے کہا۔

"مجھے تمہاری باخبری پر حیرت ہو رہی ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے میری بات ہوئی ہے اور تم تک اطلاع بھی پہنچ چکی ہے"...... آسکر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میرے آدمی حکومت کے ہر شعبے میں موجود ہیں۔ تم میری بات کا جواب دو"...... آرتھر نے کہا۔

"میں نے تو احتیاطاً یہ سب کیا تھا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈیفنس سیکرٹری کے ذریعے فارمولے اور لیبارٹری تک نہ پہنچ جائے لیکن معاملہ الٹ گیا"...... آسکر نے کہا۔

"بہرحال تمہیں کوئی سزا نہیں دی گئی بلکہ میرے نقطہ نظر سے تم بچ گئے ہو ورنہ تم لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کرتے اور نتیجہ تمہارے حق میں برا نکلتا۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا کیس چیف سیکرٹری نے راڈکس کے ذمے لگا دیا ہے اور راڈکس کے کرنل ہارڈ نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ تمہیں فون کر کے کہہ دوں کہ تم کرنل ہارڈ کو فون کر کے ساری تفصیل بتا دو کیونکہ تمہارے اس فون نمبر کا علم تمہارے ہیڈ کوارٹر

کو بھی نہیں ہے"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب کا حکم بہرحال حکم ہے"۔ آسکر نے جواب دیا۔

"ویسے چیف سیکرٹری صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے بارے میں بہت زیادہ جانتے ہیں اس لئے انہوں نے راڈکس کا انتخاب کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ راڈکس اگر چاہے تو ان کا خاتمہ کر سکتی ہے۔ میری کرنل ہارڈ سے بات ہوئی ہے۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ ان لوگوں کو ایک لمحے کی مہلت دینا اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے اس لئے وہ انتہائی تیز رفتار ایکشن سے کام لیتے ہوئے مشن مکمل کر سکتا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"لیکن عمران تو تمہارا دوست ہے۔ تم اسے راڈکس کے بارے میں بتا دو گے تو وہ لوگ محتاط ہو جائیں گے"...... آسکر نے کہا۔

"وہ میرا دوست ضرور ہے لیکن میں نے اس کے تحفظ کی گارنٹی اسے نہیں دی اور پھر یہ گریٹ لینڈ کا معاملہ ہے اس لئے میں اسے فون کر کے کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تم بے فکر رہو"...... آرتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آسکر نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھولی۔ اس میں سے مخصوص کمپیوٹر ڈائری نکال کر اس نے اس سے راڈکس کے ہیڈ کوارٹر کا فون نمبر معلوم کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ریڈ پاور کا چیف آسکر بول رہا ہوں۔ کرنل ہارڈ سے بات کراؤ"۔ آسکر نے انتہائی بھاری لہجہ بنا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل ہارڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ بولنے والا تیز تیز انداز میں بول رہا تھا۔ جیسے اسے فقرہ ختم کرنے کی بے حد جلدی ہو۔

"آسکر بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی آرتھر نے فون کیا ہے"...... آسکر نے کہا۔

"ہاں مسٹر آسکر۔ آپ مجھے اب تک کی تمام تفصیل بتا دیں تاکہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے مشن کا فوری آغاز کر سکوں"...... کرنل ہارڈ نے اسی طرح تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔ یہ انداز شاید اس کا فطری تھا۔ پھر آسکر نے جوزفین اور راجر کے پاکیشیا جانے سے لے کر واپس فارمولا لے آنے اور پھر فارمولا اس کی طرف سے ڈیفنس سیکرٹری کو بھجوانے اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی گریٹ لینڈ میں آمد اور ان کی سٹاگا کے ذریعے اوپن سکائی کی مدد سے نگرانی کرنے اور پھر آخر میں ان کے ہوٹل بر گنزا سے پراسرار طور پر غائب ہو جانے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"ان کی تعداد پانچ ہے۔ ایک عورت اور چار مرد"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"جی ہاں۔ جب یہ لوگ یہاں پہنچے تھے تو عورت سوئس نژاد تھی

جبکہ مرد پاکیشیائی تھے۔ اب نجانے وہ کس میک اپ میں ہوں۔ آسکر نے کہا۔

" اس کی مجھے فکر نہیں ہے۔ راڈکس اپنے دشمن کو زمین کی ساتویں تہہ سے بھی نکالنا جانتی ہے۔ اوکے۔ مسٹر آسکر۔ تھینک یو "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آسکر نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ کیونکہ اس کی حد تک یہ مشن ختم ہو چکا تھا۔ اب اس نے صرف اس وقت تک انڈر گراؤنڈ رہنا تھا جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اور وہ یہاں اسی مقصد کے لئے مقیم تھا کیونکہ یہاں کے بارے میں اس کے ہیڈ کوارٹر کو بھی علم نہیں تھا۔ صرف آرتھر ایسا آدمی تھا جس نے اسے یہاں ٹریس کر لیا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بہرحال اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ ویسے بھی آرتھر کی بات اسے درست محسوس ہو رہی تھی کہ وہ لوگ اپنے ٹارگٹ یعنی فارمولے کے حصول کی کوشش کریں گے اور اس سلسلے میں وہ اس تک پہنچنے کی بجائے لازماً ڈیفنس سیکرٹری کو ہی کور کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے اس کے لئے اب راوی چین ہی چین لکھتا تھا۔

کرنل ہارڈ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا لیکن اس کا جسم بے حد ورزشی تھا اور بھاری جسم کے باوجود اس کی پھرتی اور تیزی قابل داد تھی۔ وہ راڈکس کا چیف تھا اور راڈکس ایک چھوٹا سا گروپ تھا جس میں کرنل ہارڈ کے علاوہ صرف دس افراد شامل تھے۔ یہ گروپ گزشتہ چار سالوں سے کام کر رہا تھا۔ وہ انتہائی خفیہ انداز میں کام کرتے تھے۔ ان کے گروپ کا مشن گریٹ لینڈ میں ایسے عناصر کا کھوج لگانا ہوتا تھا جو گریٹ لینڈ کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہو۔ اس میں ہر قسم کے گروپ، سینڈیکیٹ، تنظیمیں اور ایجنسیاں آ جاتی تھیں اور راڈکس نے ان چار سالوں میں اپنی کارکردگی کی دھاک اس انداز میں بٹھا دی تھی کہ گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام راڈکس کو اپنا آخری اور کامیاب ترین ہتھیار قرار دیتے تھے اور راڈکس نے آج تک اعلیٰ حکام کو کسی بھی مشن میں مایوس نہیں کیا تھا۔ کرنل ہارڈ

سمیت اس کے گروپ میں موجود ہر آدمی انتہائی تربیت یافتہ، تیز
کارکردگی کا ماہر اور بہترین لڑاکا تھا مارشل آرٹ میں ان کی مہارت
کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ یہ گروپ براہ راست چیف سیکرٹری کے
تحت کام کرتا تھا۔ کرنل ہارڈ اس وقت اپنے آفس میں میز کے پیچھے
ریوالونگ چیئر پر بیٹھا پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کے بارے
میں ہی سوچ رہا تھا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے
میں اس نے بہت کچھ سن رکھا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اس بار
ان کا مشن خاصا ٹف رہے گا لیکن کرنل ہارڈ بہرحال عمران اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے نہ خوفزدہ تھا اور نہ ہی مرعوب بلکہ اس کا خیال
تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موت بہرحال راڈکس کے
ہاتھوں ہی لکھی ہوئی ہے۔ اسے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی کارکردگی
اور مہارت پر مکمل اعتماد تھا۔ چیف سیکرٹری نے جب یہ مشن اس
کے ذمے لگایا تو انہوں نے اسے واضح الفاظ میں بتا دیا تھا کہ اگر وہ
اس مشن میں کامیاب نہ ہو سکا تو راڈکس کو ختم کر دیا جائے گا اس
لئے انہیں بہرحال راڈکس کی کامیابی کی خبر ہی ملنی چاہئے۔ ناکامی کی
نہیں اور کرنل ہارڈ نے ان سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ نہ صرف انہیں
کامیابی کی خبر سنائے گا بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں
بھی ان کے سامنے پیش کرے گا۔ چیف سیکرٹری صاحب نے پس
منظر معلوم کرنے کے لئے اسے ریڈ پاور کے آسکر سے بات کرنے کی
ہدایت کر دی تھی لیکن جب ریڈ پاور کے ہیڈ کوارٹر اس نے فون کیا

وہاں آسکر موجود نہیں تھا اور آسکر کے نئے پتے اور فون نمبر سے
لاعلمی کا اظہار کیا گیا تھا اس لئے مجبوراً آرتھر سے رابطہ کرنا پڑا تھا
کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آرتھر گریٹ لینڈ میں سب سے زیادہ باخبر
آدمی ہے اور پھر آرتھر نے نہ صرف اسے مبارک باد دی تھی بلکہ اس
کی کامیابی کے بارے میں بھی پیشن گوئی کر دی تھی۔ پھر آرتھر نے
آسکر سے رابطہ کیا اور آسکر نے خود ہی اس سے رابطہ کر کے اسے تمام
پس منظر بتا دیا تھا اور اب کرنل ہارڈ اپنے آفس میں بیٹھا میجر براؤن
کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ میجر براؤن اس کا نمبر ٹو تھا اور وہ دونوں مل
کر ہی کسی بھی مشن کا لائحہ عمل تیار کرتے تھے۔ اس وقت سب سے
بڑا مسئلہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنا تھا اور اس بات
پر وہ میجر براؤن سے ڈسکس کرنا چاہتا تھا کیونکہ میجر براؤن ایسے
معاملات میں بے حد ذہین تھا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کے بند دروازے
پر دستک کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد کا
نوجوان جس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ یہ
میجر براؤن تھا۔

"آؤ میجر براؤن۔ میں کافی دیر سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں"۔
کرنل ہارڈ نے اپنی عادت کے مطابق تیز تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ جب آپ کی کال مجھے ملی تو میں اولڈ چاؤلین کلب میں تھا۔
وہاں سے یہاں آنے میں بہرحال وقت تو لگ ہی جاتا ہے"...... میجر
براؤن نے سلام کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو

کرنل ہارڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہمیں ایک نیا مشن ملا ہے اور ساتھ ہی دھمکی بھی کہ اگر ہم اس مشن میں ناکام رہے تو راڈکس کو ختم کر دیا جائے گا"...... کرنل ہارڈ نے کہا تو میجر براؤن بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مشن ہے سر"...... میجر براؤن نے کہا تو کرنل ہارڈ نے اسے تفصیل بتا دی۔ میجر براؤن خاموش بیٹھا تفصیل سنتا رہا۔ اس نے کوئی مداخلت نہ کی تھی۔

"اس معمولی سے مشن کو اس قدر اہمیت کیوں دی جا رہی ہے سر"...... میجر براؤن نے تفصیل سننے کے بعد کہا تو کرنل ہارڈ بے اختیار مسکرا دیا۔

"چیف سیکرٹری کے بقول پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے لئے کام کرنے والا علی عمران ناقابل تسخیر ہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"میں نے بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اور اس عمران کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے لیکن یہ لوگ بہرحال انسان ہیں اور ہمیں فائدہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس وقت گریٹ لینڈ میں ہیں اپنے ملک میں نہیں۔ اس لئے ان کا مقابلہ تو انتہائی آسانی سے کیا جا سکتا ہے"...... میجر براؤن نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس وقت اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ لوگ غائب ہو

...ئے ہیں اور انہیں ٹریس کیسے کیا جائے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"سر۔ یہ کون سے مسئلے کی بات ہے۔ انہوں نے فارمولا واپس ...اصل کرنا ہے اور فارمولا ریڈ پاور کے آسکر نے ڈیفنس سیکرٹری کے ...والے کیا تھا۔ ڈیفنس سیکرٹری نے اسے کسی لیبارٹری میں پہنچا دیا ...اور یہ بات وہ لوگ بھی جانتے ہوں گے اس لئے ان کا ٹارگٹ بہرحال ڈیفنس سیکرٹری ہی ہوں گے تاکہ ان سے اس لیبارٹری کے بارے میں پوچھ سکیں اور پھر وہاں سے فارمولا واپس حاصل کر سکیں"۔ میجر براؤن نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی نگرانی ...کرنی چاہئے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"نہیں باس۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو میں نے دیکھا ہوا ہے۔ ان کا قدوقامت ہمارے گروپ کے لارسن سے ملتا ہے۔ آپ لارسن کو ڈیفنس سیکرٹری کا روپ دے دیں اور باقی گروپ اس کے عملے کی جگہ لے لے اس طرح یہ لوگ آسانی سے ہاتھ آسکتے ہیں"...... میجر براؤن نے کہا۔

"احمق تو نہیں ہو گئے۔ ڈیفنس سیکرٹری انتہائی اہم ترین اور حساس ترین عہدہ ہے۔ ان کی جگہ دوسرا آدمی کیسے لے سکتا ہے۔ انہوں نے سینکڑوں ایسے کام کرنے ہوتے ہیں، ایسی گفتگو کرنی ہوتی ہے جو ٹاپ سیکرٹ ہوتی ہے"...... کرنل ہارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"پھر یہ ہو سکتا ہے باس کہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کی رہائش گاہ
کی نگرانی کی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آج
رات کو ان کی رہائش گاہ پر ہی ریڈ کریں گے۔ آفس میں تو وہ ان
سے پوچھ گچھ کر ہی نہیں سکتے"...... میجر براؤن نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہ بات درست ہے۔ لیکن ہم نے یہ گھیراؤ اس
انداز میں کرنا ہے کہ ٹاپ رینک آفیسرز کالونی کے سیکورٹی افسروں
کو اس کا علم نہ ہو سکے ورنہ وہ لوگ لازماً ان سے معلوم کر لیں گے
اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ چند روز خاموش بیٹھے رہیں۔ اس طرح تو ہم
الٹا پھنس جائیں گے جبکہ میں اس مشن کو فوری طور پر مکمل کرنا
چاہتا ہوں"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم ڈیفنس سیکرٹری صاحب کو اعتماد
میں لے کر ان کی رہائش گاہ میں موجود ان کے ملازمین کو ہٹا کر خود
ان کی جگہ لے لیں۔ اس طرح معاملات بالکل ہی درست انداز میں
پیش آئیں گے اور ہم بھی آسانی سے کامیاب ہو سکیں گے"...... میجر
براؤن نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ بالکل ٹھیک ہے۔ ایسا ہی
ہونا چاہئے۔ میں بات کرتا ہوں ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے"۔
کرنل ہارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے
فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تین بٹن پریس کر
دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی
دی۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب جہاں بھی ہوں میری ان سے بات
کراؤ"...... کرنل ہارڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا انہیں آپ کے بارے میں بتایا جا چکا ہے"...... میجر براؤن
نے کرنل ہارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ چیف سیکرٹری صاحب نے انہیں بریف کر دیا ہے"۔
کرنل ہارڈ نے جواب دیا تو میجر براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ہارڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف
سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ میں کرنل ہارڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ہارڈ نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے
بھاری لہجے میں کہا گیا۔

"سر۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کی رہائش
گاہ پر رات کو ریڈ کرنے والی ہے تاکہ آپ سے اس لیبارٹری کے
بارے میں معلومات حاصل کر سکیں جہاں پاکیشیائی فارمولا آپ نے
بھجوایا تھا اس لئے ہم نے پلان بنایا ہے کہ ہم آپ کی رہائش گاہ کے

اندر موجود رہیں اور اس کا علم آپ کی ذات کے علاوہ اور کسی کو نہ ہو
سکے ورنہ ان تک اطلاع پہنچ سکتی ہے اور وہ ریڈ ملتوی کر کے کسی اور
روز پر اسے رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح معاملات لٹک بھی سکتے ہیں"۔
کرنل ہارڈ نے کہا۔

" لیکن وہ تو کالونی میں ہی داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر میری رہائش
گاہ تک کیسے پہنچ جائیں گے۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ ٹاپ رینک
کالونی میں کس قدر سخت سیکورٹی موجود ہوتی ہے"...... ڈیفنس
سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جناب۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ عام چور نہیں ہیں۔ سیکورٹی کو
وہ آسانی سے ڈاج دے دیں گے"...... کرنل ہارڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

" لیکن آپ میری رہائش گاہ پر کیسے پہنچیں گے۔ سیکورٹی کو تو
بہرحال اس کا علم ہو جائے گا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

" اس کی آپ فکر نہ کریں۔ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں
اور کیا نہیں"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ کتنے افراد آئیں گے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے
کہا۔

" آپ کی رہائش گاہ پر کتنے ملازمین ہیں"...... کرنل ہارڈ نے
پوچھا۔

" چار ملازمین ہیں۔ میں زیادہ ملازمین پسند نہیں کرتا"۔ ڈیفنس

ٹری نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ آپ کس وقت رہائش گاہ پر پہنچتے ہیں"۔
رنل ہارڈ نے پوچھا۔

" آفیسرز کلب سے اکثر رات کو گیارہ بجے تک اٹھ جاتا ہوں"۔
یفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ ہم آپ سے کلب میں ملاقات کریں گے اور
پ کی رہائش گاہ پر چلے جائیں گے۔ آپ سیکورٹی والوں کو آفیسرز
ب سے ہی فون کر کے کہہ دیں گے کہ وہ آپ کے مہمانوں کی کار
و نہ چیک کریں گے اور نہ ہی روکیں گے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ گیارہ بجے تک پہنچ جائیں"...... ڈیفنس
سیکرٹری نے کہا۔

" اوکے۔ تھینک یو"...... کرنل ہارڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" تم لارسن اور ٹونی کو تیار رہنے کا حکم دے دو۔ ہم چاروں وہاں
کارروائی کریں گے"...... کرنل ہارڈ نے کہا تو میجر براؤن نے اثبات
میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اولڈ ٹاور کالونی کی ایک کوٹھی کے بڑے کمرے میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ وہ سب مقامی میک اپ میں تھے۔ ہوٹل برگنزا سے وہ مقامی میک اپ کر کے علیحدہ علیحدہ باہر نکلے تھے اور پھر ایک مخصوص جگہ پر اکٹھے ہونے کے بعد عمران نے فارن ایجنٹ گراہم کو ایک پبلک فون بوتھ سے کال کر کے یہ کوٹھی حاصل کی تھی اور اس کے بعد بھی وہ علیحدہ علیحدہ بسوں میں سوار ہو کر اس کالونی میں پہنچے تھے۔ اس کوٹھی میں کار کے ساتھ ساتھ ان کے مطلب کا اسلحہ، میک اپ کا سامان اور لباس وغیرہ سب کچھ موجود تھا۔ انہوں نے یہاں پہنچ کر ایک بار پھر میک اپ تبدیل کر لئے تھے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے لباس بھی تبدیل کر لئے تھے تاکہ اوپن سکائی میں اگر ان کے لباسوں کی تفصیل فیڈ کی گئی ہو تو وہ اس کی وجہ سے چیک نہ ہو جائیں۔

"اس جوزفین کو ضرور تلاش کرنا چاہئے۔ اس نے وہاں انتہائی سفاکی اور بربریت سے کام لیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اس نے وہاں ایک لڑکی اور ایک ملازم کا گلا اس طرح کاٹا ہے جیسے بکری ذبح کی جاتی ہے لیکن فی الحال ہم نے اپنے ٹارگٹ پر کام کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹارگٹ تو ڈیفنس سیکرٹری ہی ہو سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ریڈ پاور ڈیفنس سیکرٹری کے انڈر ہے اس لئے لازماً یہ فارمولا ڈیفنس سیکرٹری کو پہنچایا گیا ہو گا اور اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نے اسے کہاں اور کس لیبارٹری میں پہنچایا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر معلوم کرو کہ اس وقت ڈیفنس سیکرٹری کہاں موجود ہے۔ ابھی وہاں پہنچ کر اس کی گردن ناپتے ہیں"...... تنویر نے کہا اور تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ٹاپ رینک کالونی کے سیکورٹی آفس کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو عمران کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ شاید وہ سمجھ رہے تھے کہ عمران ڈیفنس سیکرٹری کے آفس کا نمبر معلوم کرے گا

لیکن عمران نے دوسری جگہ کا نمبر پوچھا تھا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

" یس۔ سیکورٹی آفس ٹاپ رینک کالونی "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" انچارج سے بات کراؤ۔ مین پرائم منسٹر ہاؤس سے چیف سیکورٹی آفیسر جاف بول رہا ہوں "....... عمران نے مقامی لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ میں انچارج کیپٹن میک بول رہا ہوں سر "....... اسی آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا البتہ عمران کے تعارف کے بعد اس کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

" کیپٹن میک۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب نے اپنی رہائش گاہ کی حفاظت کے لئے آپ کو کوئی خصوصی احکامات دیئے ہیں "۔ عمران نے کہا۔

" خصوصی احکامات۔ نہیں سر۔ البتہ انہوں نے اتنا کہا ہے کہ آج کلب سے ان کے ساتھ ان کے مہمان آ رہے ہیں۔ انہیں سیکورٹی پر چیک نہ کیا جائے اس لئے وہ پیشگی اطلاع دے رہے ہیں "۔ کیپٹن میک نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے۔ ان کا شیڈول کیا ہے "....... عمران نے پوچھا۔

" جی وہ عام طور پر کلب سے رات کو گیارہ ساڑھے گیارہ بجے

واپس آتے ہیں "....... کیپٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ بس یہی معلوم کرنا تھا کہ انہوں نے مہمانوں کے بارے میں کیا ہدایات دی ہیں "....... عمران نے کہا۔

" یس سر "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ مہمان کون ہو سکتے ہیں "....... جولیا نے کہا۔

" کوئی بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری کی حفاظت کے خصوصی انتظامات نہیں کئے جا رہے "۔ عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ جنہیں مہمان کہا جا رہا ہے وہی ان کی حفاظت کر رہے ہیں "....... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" تمہارے ذہن میں یہ خیال کیسے آگیا "....... عمران نے پوچھا۔

" عمران صاحب۔ یہ بتایا گیا ہے کہ کلب سے مہمان ساتھ آئیں گے اور انہیں سیکورٹی پر چیک بھی نہ کیا جائے جبکہ اگر یہ ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے ذاتی مہمان ہوتے تو وہ کلب سے ساتھ نہ آتے اور اگر یہ سرکاری مہمان ہیں تو قانون کے مطابق سیکورٹی آفس میں ان کا اندارج کیا جاتا "....... صفدر نے کہا۔

" ویری گڈ۔ یہ واقعی قابل غور بات ہے "....... عمران نے کہا۔

" اگر ہم کلب میں اسے گھیر لیں تب "....... جولیا نے کہا۔

"کلب میں تو مشکل ہو جائے گی۔ البتہ راستے میں اسے گھیرا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ راستے میں کہیں بھی اسے روکا جا سکتا ہے"...... تنویر نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن عمران صاحب اگر یہ مہمان واقعی اس کی حفاظت کے لئے ساتھ ہیں تو پھر یہ لازمی بات ہے کہ وہ تجربہ کار لوگ ہوں گے۔ اس صورت میں انہیں کیسے کور کیا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"کیوں نہیں کور کیا جا سکتا۔ وہ انسان ہی ہوں گے کوئی فولادی روبوٹ تو نہیں ہوں گے"...... تنویر نے کہا۔

"صفدر۔ الماری سے نقشہ نکالو۔ اس کلب اور ٹاپ رینک کالونی کے درمیانی راستے کو تو چیک کریں۔ کیا کوئی ایسا سپاٹ ہے بھی ہی جہاں انہیں روکا جا سکتا ہو"...... عمران نے کہا تو صفدر اٹھا اور اس نے الماری کھول کر اس میں سے گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ نکال کر عمران کے سامنے میز پر بچھا دیا۔ عمران اس نقشے پر جھک گیا اور اس نے بال پوائنٹ کی مدد سے اس پر نشانات لگانے شروع کر دیئے۔

"نہیں۔ یہ سب آباد علاقہ ہے۔ یہاں کوئی سپاٹ نہیں ہے۔ اگر آباد جگہ پر کارروائی کی گئی تو پولیس فوراً وہاں پہنچ جائے گی"۔ عمران نے غور سے نقشے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر ہم انہیں کوٹھی میں کور کرنا بھی چاہیں تو ہمارا اندر

جانا بھی مسئلہ بن جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عقبی طرف ایک اور راستہ موجود ہے جہاں سے کالونی کے ملازم آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں پہلے بھی ایک بار وہاں سے اندر جا چکا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ کوٹھی میں گیس فائر کر کے ہم اندر داخل ہو جائیں گے اور پھر اطمینان سے اس سے پوچھ گچھ ہو جائے گی"۔ جولیا نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب اور کوئی صورت بھی نہیں ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں دو گروپوں کی صورت میں کام کرنا چاہئے۔ ایک گروپ پہلے سے کوٹھی کے اندر پہنچ کر اس پر قبضہ کرے گا جبکہ دوسرا گروپ کلب میں کوشش کرے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کلب میں کام نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ہائی رینک آفیسرز کلب ہے۔ اس میں اجنبی آدمی کا داخلہ بھی ناممکن ہو گا البتہ یہ آئیڈیا اچھا ہے کہ ہم پہلے سے ہی کوٹھی پر قبضہ کر لیں تاکہ اگر ڈیفنس سیکرٹری کے ساتھ واقعی کوئی محافظ ہیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس طرح وہاں گیس تو فائر نہیں کی جا سکے گی"...... جولیا نے کہا۔

" محدود پیمانے پر کام ہو سکتا ہے۔ چلو اٹھو"...... عمران نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا تو اس کے باقی ساتھی بھی اٹھ
کھڑے ہوئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار تیزی سے کالونی سے
نکل کر ٹاپ رینک کالونی کی طرف جانے والی سڑک پر آگے بڑھی چلی
جا رہی تھی۔

دو کاریں تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی
تھیں۔ آگے والی کار میں ڈیفنس سیکرٹری رابرٹ کارٹر اپنے سرکاری
ڈرائیور کے ساتھ موجود تھا جبکہ عقبی کار راڈکس کی تھی جس کی
ڈرائیونگ سیٹ پر میجر براؤن تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کرنل ہارڈ اور
عقبی سیٹ پر ان کے گروپ کے دو افراد لارسن اور ٹونی موجود تھے۔
کرنل ہارڈ طے شدہ پروگرام کے تحت اپنے ساتھیوں سمیت کلب پہنچ
گیا تھا اور پھر کلب سے وہ سب اکٹھے ہی باہر نکلے تھے۔

" باس۔ آپ نے یہ اچھا کیا ہے کہ سب کو وہ کیپسول کھلا دیئے
ہیں جن کی وجہ سے بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات نہیں
ہوتے ورنہ یہ لوگ لازماً پہلے کوٹھی کے اندر گیس فائر کرتے اور پھر
اندر آتے"...... میجر براؤن نے کہا۔

" یہ میں نے حفاظتی اقدام کیا ہے۔ ہمیں ہر لحاظ سے محتاط رہنا

چاہئے"...... کرنل ہارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اگر انہوں نے ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی کوٹھی پر قبضہ کر لیا۔ تب"...... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے لمبے قد اور ورزشی جسم کے لارسن نے کہا تو کرنل ہارڈ اور میجر براؤن دونوں چونک پڑے۔

"اوہ۔ واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"لارسن کی بات درست ہے باس۔ یہ کام واقعی ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس بارے میں کوئی اقدام سوچ لینا چاہئے"...... میجر براؤن نے کہا۔

"سوچنا کیا ہے ہم بہرحال احتیاط کر لیں گے"...... کرنل ہارڈ نے جواب دیا تو میجر براؤن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً تیس منٹ کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ ٹاپ رینک کالونی پہنچ گئے۔ چونکہ ڈیفنس سیکرٹری رابرٹ کارٹر نے پہلے ہی سیکورٹی کو ہدایات دے رکھی تھیں اس لئے انہیں وہاں روکا ہی نہ گیا اور دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے ہرڈل کراس کر کے کالونی میں داخل ہو گئیں۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد دونوں کاریں ایک بڑی اور کشادہ کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئیں۔ ڈیفنس سیکرٹری کے ڈرائیور نے تین بار ہارن دیا تو کوٹھی کا پھاٹک میکانکی انداز میں کھلنا شروع ہو گیا۔ کوٹھی کے باہر دو مسلح دربان موجود تھے۔ انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو باقاعدہ سیلوٹ کیا اور

ڈیفنس سیکرٹری نے صرف سر ہلا کر جواب دیا اور ان کی کار تیزی سے اندر داخل ہو کر وسیع و عریض پورچ میں جا کر رک گئی۔ ان کے پیچھے میجر براؤن نے بھی کار روک دی اور پھر وہ سب تیزی سے نیچے اتر آئے۔ وہ بڑے چوکنا انداز میں ارد گرد کا جائزہ لے رہے تھے۔ ڈیفنس سیکرٹری بھی کار سے نیچے اتر آئے تھے جبکہ ان کا ایک ملازم پھاٹک بند کر کے واپس پورچ کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

"آپ کی فیملی یہاں موجود نہیں ہے سر"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ایکریمیا گئی ہوئی ہے۔ ان دنوں میں اکیلا یہاں رہتا ہوں۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنے ملازمین کو کال کر کے کسی ایک کمرے تک انہیں محدود رہنے کا حکم دے دیں اور آپ بھی اپنے بیڈ روم میں چلے جائیں۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"ملازمین کو ان کے کوارٹروں میں کیوں نہ بھیج دیا جائے"۔ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا"...... کرنل ہارڈ نے جواب دیا۔

"روپر"...... ڈیفنس سیکرٹری نے پھاٹک بند کر کے واپس پورچ میں آ کر کھڑے ہوئے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"تم باقی ملازموں کو بلاؤ اور تم سب اپنے اپنے کوارٹروں میں چلے جاؤ۔ ڈرائیور تم بھی جاؤ۔ آج یہاں کی حفاظت یہ لوگ کریں گے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"یس سر"...... روپر نے جواب دیا اور تیزی سے اندرونی طرف کو چلا گیا جبکہ ڈرائیور نے بھی سلام کیا اور بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے روپر کے علاوہ تین ملازمین باہر آئے۔ ان سب نے سلام کیا اور پھر وہ سب بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"ٹونی جا کر پھاٹک لاک کر دو"...... کرنل ہارڈ نے اپنے ساتھی سے کہا اور ٹونی بھی خاموشی سے ملازمین کے پیچھے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آئیے سر میں آپ کو آپ کے بیڈ روم تک پہنچا دوں"...... کرنل ہارڈ نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری صاحب سر ہلاتے ہوئے اندرونی طرف کو بڑھ گئے۔

"لارسن تم عقبی طرف رہو اور میجر براؤن تم اور ٹونی یہاں فرنٹ کی طرف رہو گے"...... کرنل ہارڈ نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود ڈیفنس سیکرٹری کے پیچھے چلتا ہوا اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔

"سر۔ آپ میری آواز سنے بغیر دروازہ نہیں کھولیں گے"...... بیڈ

روم کا دروازہ کھولنے پر کرنل ہارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔ جیسے آپ کہیں گے ویسے ہی ہو گا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیا اور بیڈ روم کے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے اور پھر اندر سے انہوں نے دروازہ بند کر دیا تو کرنل ہارڈ نے پہلے تو ساری کوٹھی گھوم کر اس کا اچھی طرح جائزہ لیا اور پھر وہ سامنے کے رخ پر آ گیا۔ میجر براؤن اور ٹونی دونوں موجود تھے۔

"اب ہم نے انتہائی ہوشیار رہنا ہے۔ یہ لوگ کسی بھی وقت حملہ آور ہو سکتے ہیں اور ان کا عام انداز یہی ہوتا ہے کہ وہ پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرتے ہیں پھر اندر داخل ہو کر کارروائی کرتے ہیں اس لئے میں نے بے ہوشی سے بچنے کے کیپسول تمہیں کھلائے تھے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"باس۔ یہ خیال تو غلط ثابت ہوا کہ ان لوگوں نے پہلے ہی یہاں پر قبضہ کر رکھا ہو گا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ ہم نے باہر سے اندر گیس فائر نہیں کر دی"...... میجر براؤن نے کہا۔

"ایسا ہو بھی سکتا تھا۔ ہمیں ہر امکان کا خیال رکھنا ہوتا ہے"۔ کرنل ہارڈ نے کہا۔

"باس۔ یہاں کرسیاں موجود ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ایک کرسی عقب میں موجود لارسن کو بھی دے دی جائے اور ہم بھی کرسیوں پر بیٹھ جائیں کیونکہ نجانے کتنے وقت تک ہمیں یہاں رہنا پڑے۔ اگر ہم طویل وقت تک کھڑے رہے تو تھکاوٹ کی وجہ سے ہماری

کارکردگی میں بھی فرق آسکتا ہے"...... میجر براؤن نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ بیٹھ جاؤ"...... کرنل ہارڈ نے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ٹونی نے ایک کرسی اٹھائی اور اسے لے کر وہ سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا عقبی طرف چلا گیا۔

" کرنل۔ ان لوگوں نے کسی اور طرح سے لیبارٹری کا پتہ نہ چلا لیا ہو"...... میجر براؤن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن فی الحال تو اسی کو چیک کرتے ہیں"...... کرنل ہارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹونی واپس آگیا اور پھر وہ بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر انہیں وہاں بیٹھے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا لیکن نہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے آئے اور نہ ہی کسی اور نے کوئی مداخلت کی تو کرنل ہارڈ کو بوریت سی محسوس ہونے لگ گئی۔

" میرا خیال ہے کہ ہم نے خواہ مخواہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ذہین سمجھا ہے ورنہ وہ اب تک یہاں پہنچ چکے ہوتے۔ یقیناً وہ کہیں دھکے کھاتے پھر رہے ہوں گے"...... کرنل ہارڈ نے کہا تو میجر براؤن اور ٹونی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

" کیا مطلب باس"...... میجر براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اگر انہیں آنا ہوتا تو اب تک آچکے ہوتے۔ میرا خیال ہے کہ ٹونی اور لارسن دونوں یہاں رکیں اور ہم دونوں واپس چلے جائیں۔

اب آ ہی گئے ہیں تو دو آدمی یہاں رہ ہی جائیں"...... کرنل ہارڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" لیکن ان کی تعداد زیادہ ہو گی۔ ایسا نہ ہو کہ لارسن اور ٹونی انہیں سنبھال نہ سکیں"...... میجر براؤن نے کہا۔

" نہیں۔ ہم سنبھال لیں گے۔ ہم پہلے سے چوکنا ہیں۔ وہ بعد میں یہاں داخل ہوں گے"...... ٹونی نے کہا۔

" جاؤ لارسن کو بلا لاؤ۔ میں اسے تفصیل سے ہدایات دے دوں پھر تم دونوں یہاں رک جانا۔ ہم واپس چلے جائیں گے"...... کرنل ہارڈ نے کہا تو ٹونی سر ہلاتا ہوا برآمدے سے نیچے اترا اور سائیڈ گلی کی طرف مڑ گیا۔

" آپ نے اچانک ہی واپسی کا پروگرام بنایا ہے"...... میجر براؤن نے کہا۔

" مجھے اس قسم کی کارروائی سے بوریت ہوتی ہے۔ طویل انتظار میرے مزاج کے خلاف ہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا لیکن دوسرے لمحے انہیں بند گلی سے کسی کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ اسی لمحے ٹونی دوڑتا ہوا گلی سے نکل کر سامنے آیا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

" وہ۔ وہ۔ لارسن کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کی لاش وہاں پڑی ہوئی ہے"...... ٹونی نے کہا۔

" لارسن کی لاش۔ کیا مطلب"...... کرنل ہارڈ نے انتہائی حیرت

بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ اور میجر براؤن دونوں دوڑتے ہوئے
سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گئے۔ جب وہ عقبی طرف پہنچے تو وہ اس طرح
اچانک ٹھٹھک کر رک گئے جیسے چابی ختم ہو جانے پر کھلونے رک
جاتے ہیں۔ پائین باغ میں واقعی لارسن کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس
کا جسم سیدھا تھا اور چہرہ اس حد تک مسخ نظر آرہا تھا جیسے وہ مرنے سے
پہلے انتہائی خوفناک اذیت سے گزرا ہو۔

" یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب"...... کرنل ہارڈ نے لاشعوری طور پر
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور دوسرے لمحے وہ بے
اختیار اچھل پڑا کیونکہ اس نے ایک کھڑکی کو کھلے ہوئے دیکھا۔ وہ
تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ یہ کسی بیڈ روم کی کھڑکی تھی اور
پھر ایک بار اسے اچھلنے پر مجبور ہونا پڑا کیونکہ سامنے ہی میز کے ساتھ
قالین پر ڈیفنس سیکرٹری ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔
ان کے جسم پر وہی لباس تھا جو انہوں نے کلب میں پہنا ہوا تھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہ لوگ یہاں کام بھی کر گئے اور ہم باہر
احمق بنے بیٹھے رہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا اور دوسرے لمحے وہ
تیزی سے اچھل کر کھڑکی پر چڑھا اور اندر داخل ہو کر اس نے دوسری
طرف گیلری میں موجود بیڈ روم کا دروازہ کھول دیا۔ ٹونی باہر ہی رہ
گیا تھا البتہ میجر براؤن کرنل ہارڈ کے پیچھے ہی کھڑکی کے راستے اندر آ
گیا تھا۔

" سیکرٹری صاحب زندہ ہیں جناب"...... میجر براؤن نے قالین پر

پڑے ہوئے ڈیفنس سیکرٹری رابرٹ کارٹر پر جھکتے ہوئے کہا تو کرنل
ہارڈ کا بری طرح ستا ہوا چہرہ قدرے نارمل ہونا شروع ہو گیا کیونکہ
ڈیفنس سیکرٹری کا اس کی موجودگی میں ہلاک ہو جانا اس کے
مستقبل کے لئے انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ چند لمحوں
بعد انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا اور پھر میجر
براؤن نے ریک سے شراب کی بوتل اٹھا کر اسے کھولا اور پھر ڈیفنس
سیکرٹری کا منہ بھینچ کر اس نے شراب اس کے حلق میں انڈیلنا شروع
کر دی۔ شراب کی کچھ مقدار جب اس کے حلق سے نیچے اتری تو اس
کے ہوش میں آنے کے تاثرات نظر آنے لگ گئے۔

" یہ بہت برا ہوا۔ بہت برا۔ آج سے پہلے ہمارے ساتھ ایسا کبھی
نہیں ہوا"...... کرنل ہارڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ڈیفنس
سیکرٹری صاحب کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئے تو میجر براؤن نے
انہیں مزید شراب پلا دی اور پھر وہ جلد ہی نیم شعوری کی کیفیت سے
شعور میں آئے تو میجر براؤن پیچھے ہٹ گیا۔

" کیا ہوا ہے جناب۔ آپ یہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے"۔
کرنل ہارڈ نے کہا۔

" وہ۔ وہ میں دروازہ بند کر کے باتھ روم میں گیا تو اچانک کسی
نے مجھے چھاپ لیا اور پھر مجھے ہوش نہ رہا۔ ہوش آیا تو میں قالین پر پڑا
ہوا تھا اور ایک آدمی نے اپنا پیر میری گردن پر رکھا ہوا تھا۔ اوہ۔
اوہ۔ انتہائی خوفناک عذاب تھا۔ انتہائی ہولناک۔ اس نے مجھ سے

لیبارٹری کے بارے میں پوچھا اور مجھے عذاب سے بچنے کے لئے اسے بتانا پڑا۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے"۔ ڈیفنس سیکرٹری نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل ہارڈ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ عقب سے کھڑکی کے ذریعے بیڈ روم میں داخل ہوئے اور باتھ روم میں چھپ گئے۔ ملازمین کو بھی ان کا پتہ نہ چل سکا اور پھر وہ باہر پہرہ دیتے رہ گئے جبکہ انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری سے پوچھ گچھ کی اور پھر کوٹھی سے باہر آ گئے۔ لارسن کو کور کر کے اسے ہلاک کیا اور اطمینان سے نکل گئے۔

"کہاں ہے وہ لیبارٹری کیونکہ اب ہمیں اس لیبارٹری پر انہیں پکڑنا پڑے گا"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"یہ۔ یہ تو سیکرٹ ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا تو کرنل ہارڈ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"میرا ایک ساتھی ہلاک ہو چکا ہے جناب۔ ہم باہر موجود تھے۔ آپ نے معمولی سی آواز بھی نہیں نکالی ورنہ ہم انہیں پکڑ لیتے اور اب اگر آپ نے نہ بتایا تو وہ لوگ لیبارٹری تباہ کر کے فارمولا اڑا لے جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب تک وہاں پہنچ بھی چکے ہوں اس لئے آپ پلیز بتا دیں تاکہ ہم تیزی سے کارروائی کر سکیں"...... کرنل ہارڈ نے بڑی مشکل سے اپنے غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کا نام پیراگون ہے۔ وہ وکٹوریہ پارک کے علاقے میں

ہے۔ پیراگون انڈسٹری کے نام سے۔ اوپر ہیوی مکینیکل انڈسٹری ہے جبکہ نیچے تہہ خانوں میں اصل لیبارٹری ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیا۔

"وہاں کا فون نمبر کیا ہے اور انچارج کون ہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"فون نمبر تو میرے پی اے کو معلوم ہو گا۔ ویسے وہاں کا سیکورٹی انچارج رچرڈ ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل ہارڈ نے آگے بڑھ کر ایک طرف موجود فون کا رسیور اٹھایا اور پھر اس نے انکوائری سے پیراگون ہیوی مکینیکل انڈسٹری کا فون نمبر معلوم کر کے اس نے خود ہی نمبر پریس کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"پیراگون ہیوی مکینیکل انڈسٹری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی انچارج رچرڈ سے بات کراؤ۔ ڈیفنس سیکرٹری صاحب بات کرنا چاہتے ہیں"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سر۔ آپ اسے میرے بارے میں بتا دیں تاکہ میں وہاں پہنچ کر حالات کو کنٹرول کر سکوں"...... کرنل ہارڈ نے رسیور ڈیفنس سیکرٹری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ڈیفنس سیکرٹری نے رسیور لے کر اثبات میں سر ہلایا اور پھر رسیور کان سے لگا لیا۔

"ہیلو۔ چیف سیکورٹی آفیسر رچرڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر رچرڈ۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس لیبارٹری سے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں جو پاکیشیا سے لایا گیا تھا۔ حکومت نے اس کی حفاظت اور ان ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے سرکاری ایجنسی راڈکس کو چارج دے دیا ہے۔ راڈکس کے چیف کرنل ہارڈ وہاں پہنچ رہے ہیں۔ آپ نے ان کے تحت اس وقت تک کام کرنا ہے جب تک پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا"...... ڈیفنس سیکرٹری نے انتہائی باوقار سے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ہارڈ نے رسیور ڈیفنس سیکرٹری کے ہاتھ سے لے لیا۔

"ہیلو۔ میں کرنل ہارڈ بول رہا ہوں۔ چیف آف راڈکس"۔ کرنل ہارڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہم لیبارٹری پہنچ رہے ہیں۔ آپ ہم سے ملاقات کریں گے۔ پھر تفصیل سے تمام معاملات طے کر لیں گے لیکن ہمارے پہنچنے تک آپ نے پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے پہنچنے سے پہلے وہاں ریڈ کریں"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"یہاں کے حفاظتی انتظامات انتہائی سخت ہیں جناب۔ آپ بے فکر رہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہر حال آپ پھر بھی محتاط رہیں گے۔ ہم پہنچ رہے ہیں"۔ کرنل ہارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ہارڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"ہم جا رہے ہیں سر۔ اپنے ساتھی کی لاش بھی لے جا رہے ہیں۔ آپ ہمیں اجازت دیں"...... کرنل ہارڈ نے کہا تو ڈیفنس سیکرٹری نے اثبات میں سر ہلا دیا تو کرنل ہارڈ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر گیلری میں آ گیا۔ میجر براؤن اس کے پیچھے تھا۔ دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے پاکیشیائی ایجنٹوں نے انہیں بڑے واضح انداز میں شکست دے دی تھی لیکن کرنل ہارڈ کو یقین تھا کہ اب ان سے لیبارٹری پر مقابلہ ہو گا اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان سے نہ صرف اپنی شکست کا انتقام لے گا بلکہ اپنے ساتھی لارسن کی موت کا بدلہ بھی اس طرح چکائے گا کہ لوگ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشوں سے ہی عبرت پکڑنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اپنی رہائش گاہ میں موجود تھا۔ وہ
ابھی ٹاپ رینک کالونی سے یہاں پہنچے تھے۔ وہ سب عقبی راستے سے
کالونی میں داخل ہوئے تھے لیکن جب ڈیفنس سیکرٹری کی کوٹھی پر
پہنچے تو وہاں انہوں نے کوٹھی کی ساخت اور اندر جلتی ہوئی لائٹس
سے اندازہ لگالیا تھا کہ کوٹھی کے اندر کافی لوگ موجود ہوں گے اس
لئے عمران نے اکیلے اندر جانے اور ڈیفنس سیکرٹری کا انتظار کرنے کا
فیصلہ کیا ورنہ وہاں لازماً خاصی قتل وغارت کرنا پڑتی اور عمران ایسا
نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو واپس کالونی کی عقبی
طرف بھیج دیا اور خود وہ عقبی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوا اور پھر
اسے عقبی طرف ایک بیڈ روم کی کھڑکی کھلی نظر آئی تو وہ سامنے کے
رخ پر جانے کی بجائے اس کھڑکی کے راستے اندر داخل ہوا۔ البتہ اس

نے کھڑکی کو اندر سے بند کر دیا تھا۔ بیڈ روم کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ
ڈیفنس سیکرٹری کا ذاتی بیڈ روم ہے اس لئے اسے یقین تھا کہ ملازم
اس میں داخل نہ ہوں گے۔ چنانچہ وہ وہاں اطمینان سے ایک کرسی پر
بیٹھ گیا۔ پھر اسے قدموں کی آہٹ گیلری میں سنائی دی تو وہ تیزی
سے اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باتھ روم کا دروازہ
آہستہ سے کھولا اور اندر کھڑا ہو گیا۔ البتہ اس نے دروازہ پوری طرح
بند نہ کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔
"سر۔ آپ میری آواز سنے بغیر دروازہ نہیں کھولیں گے"۔ ایک
آدمی کی آواز سنائی دی۔ وہ تیز تیز انداز میں بول رہا تھا۔
"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں گے ویسا ہی ہو گا"۔ دوسری آواز
سنائی دی اور اس کے بعد دروازہ بند ہوا اور پھر قدموں کی آواز باتھ
روم کی طرف بڑھنے لگی۔ عمران سمجھ گیا کہ آنے والا ڈیفنس سیکرٹری
ہے۔ چنانچہ جیسے ہی آنے والا باتھ روم میں داخل ہوا عمران نے
ایک جھٹکے سے اسے سینے سے لگایا اور پھر اس کے منہ پر ہاتھ رکھے وہ
اسے دھکیلتا ہوا باہر بیڈ روم میں لے آیا۔ چونکہ ڈیفنس سیکرٹری
مسلسل جدوجہد کرنے میں مصروف تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ
باہر لوگ موجود ہیں اس لئے اس نے ڈیفنس سیکرٹری کی گردن کو
مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے بے ہوش کیا اور اسے قالین پر
ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ پھر
اس نے واپس آکر اس آدمی کی گردن کو ایک بار پھر مخصوص انداز

میں جھٹکا دے کر سیدھا کیا اور پھر اس کے ہوش میں آتے ہی اس کی
گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا اور اس بار یہ آدمی تیر کی طرح سیدھا
ہو گیا۔ یہ واقعی ڈیفنس سیکرٹری تھا اور پھر اس نے بتا دیا کہ پاکیشیا
سے لایا جانے والا فارمولا پیراگون لیبارٹری میں بھیجا گیا تھا۔ عمران
نے اس سے لیبارٹری کے محل وقوع اور وہاں کے بارے میں تمام
تفصیلات معلوم کر لیں اور اس کے بعد اس نے اسے صرف بے
ہوش کیا اور کھڑکی کھول کر باہر آیا تو اس نے وہاں ایک آدمی کو
کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ آدمی اس طرح اطمینان بھرے انداز
میں بیٹھا ہوا تھا جیسے اسے کسی قسم کی کوئی فکر نہ ہو۔ عمران نے
کھڑکی کھولتے ہی اسے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے پوری احتیاط کی اور
پھر جب وہ اس آدمی تک پہنچا تو اسے آخری لمحے تک احساس ہی نہ ہو
سکا تھا۔ عمران اس کے جسم اور انداز کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ
آدمی تربیت یافتہ ہے اس لئے اس نے اس کے ساتھ بھی وہی
کارروائی کی جو اس نے ڈیفنس سیکرٹری کے ساتھ کی تھی کہ اس کی
شہ رگ پر پیر رکھ کر اس سے معلومات حاصل کر لیں۔ اس طرح
آدمی چونکہ اونچی آواز نکالنے سے قاصر رہتا تھا اس لئے عمران نے یہی
طریقہ اختیار کیا تھا اور اس آدمی سے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک
خفیہ سرکاری ایجنسی راڈکس کا آدمی ہے۔ راڈکس کا چیف کرنل ہارڈ
اور نمبر ٹو میجر براؤن ہے اور وہ دونوں ایک اور آدمی ٹونی کے ساتھ
سامنے کی طرف موجود ہیں۔ اس سے معلومات حاصل کر لینے کے بعد

عمران نے اس کی شہ رگ کچل کر اسے ہلاک کیا اور پھر اطمینان سے
دیوار پھلانگ کر وہ باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی باہر اس کے انتظار میں
موجود تھے اور عمران انہیں ساتھ لے کر سیدھا واپس اس رہائش گاہ
پر آ گیا تھا۔ راستے میں اس نے کوٹھی کے اندر ہونے والی تمام
کارروائی کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو مختصر طور پر بتا دیا تھا۔

" عمران صاحب۔ ہمیں فوری طور پر اس لیبارٹری پر ریڈ کرنا
چاہئے تاکہ جب تک یہ لوگ سنبھلیں ہم اپنا مشن مکمل کر لیں ورنہ
اب لازماً انہوں نے لیبارٹری پہنچ جانا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" صفدر درست کہہ رہا ہے۔ تم نے واقعی واپس آنے میں جلدی
کی ہے۔ تمہیں وہاں موجود افراد کا خاتمہ کر دینا چاہئے تھا"...... جولیا
نے صفدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" میں تو ہر کام میں جلدی کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن
نجانے کیوں مسلسل دیر ہوتی چلی جاتی ہے"...... عمران نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

" مطلب صفدر سے پوچھو۔ اب تک خطبہ نکاح ہی یاد نہیں کر
سکا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

" عمران صاحب۔ آپ کی یہاں واپسی کا مطلب ہے کہ آپ اب
لیبارٹری پر ریڈ نہیں کرنا چاہتے"...... اس سے پہلے کہ جولیا عمران

کی بات کا جواب دیتے کیپٹن شکیل بول پڑا۔

"کیوں۔ یہ نتیجہ تم نے کیسے نکال لیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ صفدر کی بات درست ہے۔ وہاں اگر ریڈ کرنا ہے تو فوری ہونا چاہئے لیکن ظاہر ہے آپ ہم سے بھی زیادہ بہتر انداز میں سوچ سکتے ہیں۔ آپ کی یہاں واپسی سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے وہاں ریڈ کرنے کا ارادہ بدل دیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی یہی بات ہے"...... جولیا نے عمران سے کہا۔

"ہاں۔ فوری طور پر تو یہ بات ہی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ بعد میں ارادہ بدل جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ بغیر ریڈ کئے وہاں سے فارمولا کیسے مل سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"جو کچھ مجھے اس ڈیفنس سیکرٹری سے معلوم ہوا ہے اس سے ہم اندھا دھند اقدام کر کے وہاں سے فارمولا نہیں نکال سکتے اور راڈکس نے بھی یقیناً وہاں اپنے آدمی تعینات کئے ہوئے ہوں گے۔ یہ تنظیم خاصی تیز ہے اور کرنل ہارڈ کے بارے میں بھی مجھے معلوم ہے کہ وہ ذہین بھی ہے اور تیز رفتاری سے کام کرنے کا بھی عادی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کو کوٹھی پر چھوڑ کر خود وہاں چلا گیا ہو اس لئے ہمیں وہاں سوچ سمجھ کر اقدام کرنا ہو گا"...... عمران نے اس بار

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری یہی سوچنے سمجھنے والی عادت نے سارے کام بگاڑ رکھے ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میں جولیا کا بازو پکڑوں اور اسے بھگا کر لے جاؤں۔ سوچوں سمجھوں ہی نہ"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے یہ بھی نہیں ہو سکے گا۔ بہرحال تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں وہاں سوچ سمجھ کر اقدام کرنا ہو گا"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ اسے کہتے ہیں حمایت کہ بس بیٹھے سوچتے سمجھتے رہو اور تنویر دوڑ جیت بھی چکا ہو گا۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ ہم تو اے بی میں رہیں اور رقیب بی اے کر گئے"...... عمران نے کہا تو اس بار تنویر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب کیا آپ بغیر پیراگون لیبارٹری میں گئے فارمولا حاصل نہیں کر سکتے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ البتہ کیپٹن شکیل کی بات سن کر عمران کے لبوں پر تو ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگ گئی لیکن باقی ساتھیوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا ذہن بہت زیادہ سوچنے سے ختم ہوتا جا رہا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں درست کہہ رہا ہوں مس جولیا۔ عمران صاحب انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں اور انہیں جب معلوم ہو گیا کہ انتہائی تیز رفتار ایجنسی راڈکس کو ہمارے مقابلے پر لایا گیا ہے اور وہ لوگ وہاں موجود ہیں تو انہوں نے صرف ان کے ایک آدمی کو جو عقبی طرف تھا ختم کیا اور خاموشی سے واپس چلے آئے حالانکہ یہ سامنے جا کر باقی افراد کا بھی آسانی سے خاتمہ کر سکتے تھے۔ ویسے ان کے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل بھی موجود تھا لیکن انہوں نے اسے بھی استعمال نہیں کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو صرف بے ہوش کرنے پر ہی اکتفا کیا اور سب سے اہم بات یہ کہ بجائے ٹاپ رینک کالونی سے وکٹوریا پارک جہاں لیبارٹری ہے، جانے اور کارروائی مکمل کرنے کے عمران صاحب ہمارے ساتھ یہاں واپس آ گئے اور اب یوں اطمینان سے بیٹھے مذاق کر رہے ہیں جیسے انہوں نے مشن مکمل کر لیا ہو۔ ان ساری باتوں کو سامنے رکھ کر اگر تجزیہ کیا جائے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے ذہن میں کوئی ایسا پلان ہے جس کی مدد سے یہ پیراگون لیبارٹری میں گئے بغیر فارمولا یا اس کی کاپی حاصل کر سکتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدگی سے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ شاید انہیں پہلے اس بات پر حیرت ہوئی تھی کہ کیپٹن شکیل جیسے ذہین آدمی نے کیوں ایسی احمقانہ بات کر دی ہے لیکن اب اس کی وضاحت کے بعد ان

کے چہروں پر اس لئے مزید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ کیپٹن شکیل نے واقعی انتہائی جاندار تجزیہ کیا تھا۔

" تمہاری بات واقعی قابل غور ہے لیکن یہ ممکن کیسے ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" چند آپشنز میرے ذہن میں آئے ہیں۔ عمران صاحب کے ذہن میں کیا ہے یہ وہ جانتے ہوں گے۔ بہرحال میں بتا دیتا ہوں"۔ کیپٹن شکیل نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا"....... جولیا نے کہا۔

" ایک آپشن تو یہ ہے کہ عمران صاحب کے گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری لارڈ بارٹن سے گہرے ذاتی تعلقات ہیں اور لارڈ بارٹن عمران صاحب کی کارکردگی کے انتہائی مداح ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ عمران صاحب جو کچھ کہتے ہیں وہ کر بھی سکتے ہیں۔ اس بار یا تو لارڈ بارٹن کو اس سارے قصے سے علیحدہ رکھا گیا ہے اور انہیں معلوم ہی نہیں ہو گا۔ یہ بات اس لئے بھی میرے ذہن میں آئی ہے کہ لارڈ بارٹن نے سر سلطان کو یہی جواب دیا ہے کہ یہ فارمولا گریٹ لینڈ کی حکومت نے حاصل نہیں کیا اور نہ ہی یہاں کسی لیبارٹری میں موجود ہے حالانکہ اب یہ بات کلیئر ہو چکی ہے کہ فارمولا گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی ریڈ پادر نے حاصل کیا ہے اور یہ فارمولا پیراگون لیبارٹری میں موجود ہے جو ظاہر ہے سرکاری لیبارٹری ہے اس لئے اب اگر صبح عمران صاحب لارڈ بارٹن کو فون کر کے

انہیں تفصیل بتائیں گے تو ہو سکتا ہے کہ لارڈ بارٹن فارمولا یا اس
کی کاپی دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ اس کے علاوہ عمران صاحب نے
ڈیفنس سیکرٹری کو زندہ اس لئے چھوڑا ہے کہ لارڈ بارٹن سر سلطان
کی طرح انتہائی اصول پسند ہیں۔ اگر عمران صاحب ڈیفنس سیکرٹری
کو ہلاک کر دیتے تو ہو سکتا ہے کہ وہ پورے گریٹ لینڈ کی فورس
عمران صاحب کے خلاف لے آتے کہ عمران صاحب قاتل ہیں۔
انہیں قانونی سزا ملنی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری
کو اس لئے زندہ چھوڑا گیا ہو گا کہ لارڈ بارٹن لامحالہ ڈیفنس سیکرٹری
سے اس بات کی تصدیق کریں گے کہ فارمولا پاکیشیا سے حاصل کیا
گیا ہے اور راڈکس کے باقی آدمیوں کو اس لئے زندہ چھوڑا گیا ہے کہ
راڈکس بہرحال سرکاری ایجنسی ہے اس طرح بھی لارڈ بارٹن کو باور
کرایا جا سکتا ہے کہ ان کے چیف سیکرٹری ہونے کے باوجود انہیں
اندھیرے میں رکھا جا رہا ہے۔ اس طرح بغیر لیبارٹری میں داخل
ہوئے فارمولا حاصل کیا جا سکتا ہے اور اب آخری بات یہ کہ عمران
صاحب اگر لارڈ بارٹن یا گریٹ لینڈ کے پرائم منسٹر صاحب کو دھمکی
دے دیں کہ اب تو انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو زندہ چھوڑ دیا ہے
لیکن اگر فارمولا یا اس کی کاپی نہ دی گئی تو پھر ڈیفنس سیکرٹری سمیت
ریڈ پاور، راڈکس اور پیراگون لیبارٹری کو تباہ کر کے فارمولا حاصل
کر لیا جائے گا اور لارڈ بارٹن اور گریٹ لینڈ کے پرائم منسٹر دونوں
جانتے ہیں کہ عمران صاحب جو کچھ کہتے ہیں وہ کر بھی سکتے ہیں اس لئے

وہ لیبارٹری بچانے کے لئے فارمولا واپس دینے میں ہی عافیت سمجھیں
گے"...... کیپٹن شکیل نے انتہائی وضاحت سے بات کرتے ہوئے
کہا۔
"حیرت ہے۔ انتہائی حیرت ہے کہ تمہارا ذہن اس حد تک گہرائی
میں سوچتا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ تمہارے ذہن میں بھی وہی
کمپیوٹر نصب ہے جو عمران کے ذہن میں ہے"...... تنویر نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"لیکن یہ تھوڑا سست ہے"...... صفدر نے کہا تو سب بے اختیار
ہنس پڑے۔
"تم نے چند آپشنز کی بات کی تھی۔ یہ تو ایک آپشن ہے"۔ تنویر
نے کہا۔
"ارے کیوں کیپٹن شکیل کے ذہن کی بیٹری اوور لوڈ کرانا
چاہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ گرم ہو کر پھٹ جائے"...... عمران نے
کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
"تو پھر تم بتا دو کہ تم نے کیا سوچا ہے تاکہ کیپٹن شکیل کو ذہن
پر زور نہ دینا پڑے"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"باقی ساتھیوں نے ذہن پر زور نہ دے کر کون سا تیر مار لیا ہے
جو کیپٹن شکیل زور دے کر مار لے گا۔ ویسے مجھے حیرت ہے کہ جو
باتیں میں نے ابھی خود نہیں سوچیں وہ کیپٹن شکیل نے سوچ لی
ہیں۔ اس نے میری حرکات کا اس طرح سائینٹفک انداز میں تجزیہ

کیا ہے جیسے میں انسان کی بجائے کوئی مشین ہوں جو یکے بعد
دیگرے فیڈنگ کے مطابق کام کرتی چلی جارہی ہو"...... عمران نے
ہنستے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ہو ہی اس قدرے
گھرے"۔ جولیا نے کہا۔

"ارے اگر تمہیں معلوم ہے تو پھر خواہ مخواہ کیپٹن شکیل کے
دماغ پر زور ڈلوا دیا ہے تم نے"...... عمران نے کہا اور سب بے
اختیار ہنس پڑے۔

"تم دوسرا آپشن بتا رہے تھے کیپٹن شکیل"...... تنویر نے کہا۔

"دوسرا آپشن سائنسی انداز کا ہے۔ میں صرف اشارہ دے سکتا
ہوں۔ تفصیلات نہیں بتا سکتا۔ ویسے عمران صاحب کے لئے یہ کوئی
مسئلہ نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا ہے مجھے تو بتاؤ"...... عمران نے چونک کر کہا اور پھر
اس کی بات اور انداز پر ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

"پیراگون بہرحال ایک سائنسی لیبارٹری ہے اور گریٹ لینڈ
انتہائی ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہے۔ اس کی لیبارٹری یقیناً مکمل
طور پر جدید ماسٹر کمپیوٹر سے مزین ہو گی۔ عمران صاحب نے لامحالہ
ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے وہاں کا فون نمبر معلوم کیا ہو گا اور وہاں
کے انچارج کے بارے میں بھی تفصیلات معلوم کی ہوں گی۔ اب یہ
فون کر کے اس انچارج سے ڈیفنس سیکرٹری کی آواز میں بات کریں

گے اور باتوں ہی باتوں میں اس ماسٹر کمپیوٹر کی فیڈنگ، اس کا
میک اور دیگر تفصیلات معلوم کر لیں گے۔ فارمولا یقیناً اس ماسٹر
کمپیوٹر کی میموری میں فیڈ ہو گا۔ وہاں سے عمران صاحب آسانی سے
فارمولا یہاں بیٹھے حاصل کر لیں گے اور مشن مکمل"...... کیپٹن
شکیل نے کہا تو سب کے چہروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"مشن مکمل۔ کھیل ختم۔ پیسہ ہضم۔ بس اصل مشکل یہی ہے
کہ مشن بھی مکمل ہو جاتا ہے کھیل بھی ختم ہو جاتا ہے لیکن پیسہ ہوتا
ہی نہیں جو ہضم کیا جا سکے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور
سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اب تم بتاؤ عمران کہ کیپٹن شکیل نے جو آپشنز بتائے ہیں تم
نے ان میں سے کون سا آپشنز اختیار کرنے کا سوچا ہے"...... جولیا
نے بڑے سنجیدہ اور قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ کوئی پوچھنے کا انداز ہے۔ یہ تو لٹھ مارنے
والی بات ہے"...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لٹھ بھی مار دوں گی سمجھے۔ تم نے ہمیں واقعی کٹھ پتلی بنا رکھا
ہے۔ نہ کچھ بتاتے ہو اور نہ کوئی کام لیتے ہو۔ اب دیکھو ٹاپ رینک
کالونی میں کچھ کام نکلا تھا جو تم نے اکیلے جا کر کر لیا"...... جولیا نے
بری طرح بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ تو چند مجبوریاں راستے میں حائل تھیں اس لئے میں اکیلا گیا
تھا"...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا سمیت سب بے

اختیار چونک پڑے۔

" مجبوریاں۔ کون سی مجبوریاں"....... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ بھی مجبوری ہے کہ مجبوریاں بھی بتائی جائیں۔ چلو بتا دیتا ہوں کہ تمہارا یہ گلہ بھی ختم ہو جائے کہ تمہیں کچھ بتایا ہی نہیں جاتا۔ اب سنو۔ کیپٹن شکیل کو اس لئے ساتھ نہیں لے گیا تھا کہ بغیر گئے اس نے اس قدر زبردست تجزیہ کر ڈالا ہے۔ اگر یہ ساتھ ہوتا اور اس کے سامنے ڈیفنس سیکرٹری سے پوچھ گچھ ہوتی تو ظاہر ہے کیا ہوتا۔ صفدر کو اس لئے ساتھ نہیں لے گیا کہ صفدر یار جنگ بہادر نے مطلب پوچھ پوچھ کر میرا ناطقہ بند کر دینا تھا اور اگر میرا ناطقہ بند ہو جاتا تو پھر باقی کیا رہ جاتا"....... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" یہ ناطقہ کیا ہوتا ہے۔ آج مجھے خیال آ رہا ہے"....... جولیا نے کہا۔

" ناطقہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے قوت گویائی۔ بولنے کی طاقت"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھا تو تمہارا مطلب ہے کہ صفدر تم سے مطلب پوچھ پوچھ کر تمہارے بولنے کی قوت ہی ختم کر دیتا۔ وہ کیسے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آخر کسی بات کا مطلب تو اسے بھی آتا ہو گا"....... عمران نے

بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

" کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں"....... جولیا نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" کیوں ہنس رہے ہو"....... جولیا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" آپ نے خود ہی مطلب پوچھنا شروع کر دیا ہے"....... صفدر نے کہا تو جولیا بھی اس بار بے اختیار ہنس پڑی۔

" لیکن عمران کا فقرہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا"۔ جولیا نے کہا۔

" مطلب ہے کہ میں جو مطلب بتاتا ہوں وہ تو انٹ شنٹ ہوتے ہیں۔ خواہ مخواہ اپنا رعب جمانے کے لئے بتا دیتا ہوں لیکن جب کسی بات کا مطلب صفدر کو پہلے سے معلوم ہو گا اور میں غلط بتا دوں گا تو پھر ظاہر ہے میرا ناطقہ تو بند ہو گا ہی"....... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

" چلو باقی بتاؤ۔ تنویر اور میں بھی تو تھے۔ ہمیں کیوں ساتھ نہیں لے گئے"....... جولیا نے کہا۔

" تنویر کو ساتھ لے جاتا تو ڈیفنس سیکرٹری، راڈکس کے آدمی، ڈیفنس سیکرٹری کے ملازمین، اس گھر میں موجود بلیاں، کتے، طوطے، چھپکلیاں اور نجانے کیا کیا سب ختم ہو جاتے اور مجھ جیسا رقیق القلب آدمی یہ سب کچھ کیسے برداشت کر سکتا تھا"....... عمران نے کہا تو اس

بار تنویر بھی اس کی بات سن کر ہنس پڑا۔

" اور اب رہ گئی تم۔ تمہیں اگر میں اکیلا اس کوٹھی میں لے جاتا جس کے بارے میں تنویر کو کچھ علم نہیں کہ اندر کوئی ہے بھی ہی یا خالی ہے تو تم خود بتاؤ کیا ہوتا۔ یہ سب مجبوریاں تھیں"...... عمران نے کہا۔

" خدا کی پناہ۔ تم سے تو بات کر کے آدمی خود عذاب کو دعوت دے دیتا ہے"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اب کون سی مجبوری ہے کہ تم یہاں بیٹھے یہ طوطا مینا کی کہانیاں سنا رہے ہو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" طوطا مینا کی کہانیاں قدیم دور کے لوگ سنا کرتے تھے۔ اب جدید دور کے لوگوں کو کیپٹن شکیل کے ماہرانہ تجزیے سننا پڑتے ہیں"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

" میں نے غلط تجزیہ کیا ہے عمران صاحب تو میں معذرت خواہ ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ اصل مسئلہ تو یہی بنتا جا رہا ہے کہ تمہارے تجزیے اب سو فیصد درست ہونے لگ گئے ہیں اور مجھے اپنی بے روزگاری اب واضح طور پر نظر آنے لگ گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

" اس سے تمہاری بے روزگاری کا کیا تعلق ہے"...... جولیا نے کہا۔

" بڑی صاف سی بات ہے کہ صرف کیپٹن شکیل کے ذہن کے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ پڑے گا اور عمران آؤٹ۔ میرا مطلب ہے کہ بے روزگار"...... عمران نے کہا تو کمرہ سب کی ہنسی سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

" اس وقت یہ کس کا فون ہو سکتا ہے"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" فارن ایجنٹ گراہم کا"...... کیپٹن شکیل نے فوراً ہی جواب دیا۔

" ارے۔ ارے یہ مشن تو مکمل کرنے دو۔ تم نے پہلے ہی ایکسیلیٹر کو دبا دیا ہے"...... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" گراہم بول رہا ہوں مسٹر مائیکل"...... دوسری طرف سے گراہم کی آواز سنائی دی۔

" جی فرمائیے۔ کیا رپورٹ ہے سٹاک ایکس چینج کے تازہ ریٹس کے متعلق"...... عمران نے کہا۔

" سوری مسٹر مائیکل۔ سٹاک ایکس چینج کا ریٹ بہت اونچا جا رہا

ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی راستہ"...... عمران نے کہا۔

"نو سر۔ کوئی راستہ نہیں ہے۔ البتہ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ایڈوانس کیمیکلز آج رات تک سٹاک ایکس چینج سے آؤٹ رہے گا۔ البتہ کل صبح وہ بھی سٹاک ایکس چینج میں شامل ہو جائے گا"۔ گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا آفس کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آفس کا تو علم نہیں ہو سکا البتہ اس کی مینجنگ ڈائریکٹر لیڈی بارکنس کی رہائش ساؤتھ کرام روڈ پر رائز پلازہ میں ہے۔ فلیٹ نمبر سات"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے شکریہ"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بڑے تاجرانہ قسم کے کوڈ بنا رکھے ہیں تم نے"۔ جولیا نے کہا۔

"یہ بین الاقوامی تاجروں کا ملک ہے اس لئے یہاں تجارت کے بغیر کوئی سوچتا ہی نہیں۔ بہرحال اب چونکہ معاملہ ایک لیڈی کا ہے اس لئے تم میرے ساتھ جا سکتی ہو۔ اب تمہیں ساتھ لے جانے میں کوئی مجبوری یا خطرہ نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ لیڈی کیا سائنس دان ہے عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ مینجنگ ڈائریکٹر کا مطلب ہے کہ وہ اس لیبارٹری کی انتظامیہ میں شامل ہے اور چھٹی پر آئی ہوئی ہے۔ کل صبح واپس

لیبارٹری جائے گی"...... عمران نے بات چیت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو آپ اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"میں کوئی چور راستہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ لارڈ بارٹن کو ب کچھ معلوم ہے اور میں انہیں سبق دینا چاہتا ہوں اور ڈیفنس سیکرٹری صرف سیکرٹری ہی تھے انہیں نہ وہاں کے کمپیوٹر کے بارے میں کچھ معلوم تھا اور نہ ہی لیبارٹری کے اندرونی فون نمبر کا۔ ان کا رابطہ وہاں کے سیکورٹی آفیسر سے تھا جو ہمارے لئے بے کار ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرے سارے آپشنز غلط تھے"...... کیپٹن شکیل نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تم نے درست سوچا تھا لیکن یہ نہیں سوچا تھا کہ اگر میں آپشنز سوچ سکتا ہوں تو دوسرا بھی سوچ سکتا ہوں"...... عمران نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"کیا ابھی وہاں جانا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں ابھی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم لوگ چاہو تو آرام کر لو"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے اثبات میں سرہلا دیئے۔

رائز پلازہ چار منزلہ بلڈنگ تھی۔ یہ پوری بلڈنگ رہائشی فلیٹس
پر مشتمل تھی۔ فلیٹس لگژری تھے اس لئے چار کمروں پر مشتمل اور
ساؤنڈ پروف تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں انتہائی جدید دور کی
تمام سہولیات موجود تھیں۔ رائز پلازہ کے فلیٹ نمبر سات میں لیڈی
بارکنس کی رہائش تھی۔ وہ پیراگون لیبارٹری میں آفس سپرنٹنڈنٹ
تھی اور لیبارٹری کے تمام انتظامی اختیارات اس کے ہاتھ میں تھے۔
اس کے ساتھ دو لڑکیاں اور بھی کام کرتی تھیں۔ یہ لیبارٹری زیر
زمین تھی اور وہاں انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات تھے۔ ان کی
رہائش کے لئے لیبارٹری کے اندر بھی کمرے مخصوص تھے لیکن
مسلسل زیر زمین رہنے کی وجہ سے ان کی طبیعت جب بور ہو جاتی تو
انہیں قانوناً ایک ہفتے کی رخصت مل جاتی تھی تاکہ وہ ایک ہفتے کے
لئے وہاں سے نکل کر کھلی فضا میں رہ سکیں۔ لیڈی بارکنس ادھیڑ عمر

عورت تھی اور انتہائی بے باک اور آزاد خیال سمجھی جاتی تھی۔ اس
نے اب تک اس لئے شادی نہ کی تھی کہ وہ شادی کو ایک فضول
بندھن سمجھتی تھی۔ ادھیڑ عمر ہونے کے باوجود اس نے اپنے آپ کو
اس طرح فٹ رکھا ہوا تھا کہ وہ بھرپور جوان نظر آتی تھی۔ یہی وجہ
تھی کہ وہ پیراگون لیبارٹری کے تمام نوجوان سائنس دانوں میں بے
حد مقبول تھی۔ اس کی وجہ اس کی جسمانی فٹنس کے ساتھ ساتھ اس
کی بیباکی اور آزاد خیالی بھی شامل تھی۔ البتہ لیڈی بارکنس چونکہ
ایک حساس لیبارٹری میں کام کرتی تھی اس لئے اسے بتا دیا گیا تھا کہ
اسے لیبارٹری سے باہر تعلقات بنانے سے گریز کرنا ہے۔ یہی وجہ
تھی کہ وہ اپنے فلیٹ پر کسی کو بھی مدعو نہ کرتی تھی۔ البتہ جب وہ
لیبارٹری سے باہر ہوتی تھی تو پھر اس کا زیادہ تر وقت کلبوں میں ہی
گزرتا تھا اور رات گئے وہ واپس فلیٹ میں آتی تھی۔ اس وقت لیڈی
بارکنس اپنے فلیٹ میں بیٹھی شراب پینے میں مصروف تھی۔ چونکہ
کل سے اس نے لیبارٹری جانا تھا اور اسے اب وہاں سے چھٹی تقریباً
ایک ماہ بعد ملنی تھی اس لئے وہ اس رات کو بھرپور انداز میں انجوائے
کرنا چاہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے لیبارٹری کے اصولوں سے
ہٹ کر ایک دوست کو یہاں آنے کی دعوت دے رکھی تھی اور اس
کے انتظار میں بیٹھی شراب پی رہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی
گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔
"یس۔ بارکنس بول رہی ہوں"...... لیڈی بارکنس نے بڑے

سریلے سے لہجے میں کہا۔

" لیبارٹری سے چیف سیکورٹی آفیسر رچرڈ بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے چیف سیکورٹی آفیسر کی بڑی سرد اور قدرے تحکمانہ آواز سنائی دی تو لیڈی بار کنس بے اختیار چونک پڑی کیونکہ رچرڈ بھی اس کے مداحوں میں شامل تھا اور اس نے آج سے پہلے کبھی اس سے اس طرح سخت، سرد اور اجنبی سے لہجے میں بات نہ کی تھی۔

" کیا بات ہے۔ تمہارا انداز بڑا اجنبی سا ہے"...... لیڈی بار کنس نے کہا۔

" لیڈی بار کنس۔ لیبارٹری میں ٹاپ ایمر جنسی نافذ ہو چکی ہے۔ سرکاری ایجنسی نے اب لیبارٹری کی حفاظت کا انتظام سنبھال رکھا ہے اور ہر آنے جانے والے پر پابندی لگا دی ہے۔ تم نے چونکہ صبح چھٹی گزار کر لیبارٹری میں آنا ہے اس لئے راڈکس کا چیف کرنل ہارڈ تم سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا۔

" اوہ۔ ایسا کیوں ہوا ہے"...... لیڈی بار کنس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیبارٹری پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے حملے کا خطرہ ہے"۔ دوسری طرف سے رچرڈ نے جواب دیا۔

" ہیلو۔ میں کرنل ہارڈ بول رہا ہوں چیف آف راڈکس"۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی مزید بات کرتی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

بولنے والا تیز تیز انداز میں بات کر رہا تھا جیسے اسے فقرہ مکمل کرنے میں بے حد جلدی ہو۔

" یس سر۔ میں بار کنس بول رہی ہوں"...... بار کنس نے جواب دیا۔

" آپ فلیٹ میں اکیلی رہتی ہیں یا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی رہتا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" جی میں اکیلی رہتی ہو"...... بار کنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے بارے میں کتنے افراد کو علم ہے کہ آپ لیبارٹری میں کام کرتی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جی بہت سے لوگوں کو علم ہو گا۔ یہ کوئی جرم تو نہیں ہے"۔ لیڈی بار کنس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں نے آپ کا سروس ریکارڈ دیکھا ہے۔ آپ بڑے طویل عرصے سے اس لیبارٹری میں کام کر رہی ہیں"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

" جی ہاں۔ میں تقریباً شروع سے ہی اس لیبارٹری میں کام کر رہی ہوں"...... بار کنس نے جواب دیا۔

" تو آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ یہ لیبارٹری کس انجنیئر نے بنائی تھی"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

" جی نہیں۔ مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ میرا اس سے کیا تعلق"۔ بار کنس نے جواب دیا۔

" لیکن آپ کو اس کے سپیشل اور خفیہ راستوں کا تو علم ہو گا"۔ کرنل ہارڈ نے کہا۔

" یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ کون سا سپیشل اور کون سا خفیہ راستہ۔ وہی ایک راستہ تو ہے جس سے سب آتے جاتے رہتے ہیں"...... بارکنس نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوکے۔ بہرحال آپ کی چھٹی مزید بڑھائی جا رہی ہے۔ اب آپ نے اس وقت تک لیبارٹری میں نہیں آنا جب تک آپ کو اس بارے میں باقاعدہ اطلاع نہ دی جائے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

" اوہ۔ لیکن کیوں"...... بارکنس نے بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔

" اس لئے کہ آپ کے روپ میں دشمن بھی لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میرے روپ میں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... لیڈی بارکنس نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" آپ یہ باتیں نہیں سمجھ سکتیں۔ بہرحال آپ نے میری بات سن لی ہے اور آپ اس پر عمل کریں گی"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بارکنس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ البتہ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے اسے مزید لیبارٹری سے باہر قیام کا موقع مل گیا تھا لیکن وہ

سوچ رہی تھی کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ کون ہو سکتے ہیں اور وہ کیوں لیبارٹری پر حملہ کرنا چاہتے ہیں لیکن ظاہر ہے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ سکتی تھی اس لئے اس نے سوچنا چھوڑ کر شراب کے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ کال بیل کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑی۔

" اوہ۔ ڈینی آ گیا۔ چلو اچھا ہے"...... لیڈی بارکنس نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ڈینی اس کا وہ دوست تھا جس کا وہ انتظار کر رہی تھی اور چونکہ ڈینی کے علاوہ اور کسی کی آمد کا اس کے ذہن میں کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے اس نے ڈور فون کے ذریعے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی اور سیدھی جا کر دروازہ کھول دیا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ سامنے ایک مقامی لڑکی اور ایک مقامی نوجوان موجود تھے۔

عمران اور جولیا نے کار رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں روکی اور دونوں اتر کر پہلی منزل کی اس راہداری کی طرف بڑھ گئے جس میں فلیٹس کے دروازے تھے۔ فلیٹس واقعی لگژری تھے اور مکمل ساؤنڈ پروف بنائے گئے تھے۔ سات نمبر فلیٹ کا دروازہ بند تھا۔ البتہ باہر موجود نیم پلیٹ پر بارکنس کا نام لکھا ہوا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ اس کا خیال تھا کہ ڈور فون سے پہلے پوچھ گچھ کی جائے گی اس کے بعد دروازہ کھولا جائے گا لیکن بغیر کسی پوچھ گچھ کے چند لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تو دروازے پر ایک عورت کھڑی تھی جو انتہائی حیرت بھری نظروں سے عمران اور جولیا کو دیکھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ اسے کسی اور کے آنے کی توقع تھی اس لئے اس نے بغیر کسی پوچھ گچھ کے دروازہ کھول دیا تھا۔

"تمہارا نام لیڈی بارکنس ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ہاں۔ مگر تم کون ہو"...... عورت نے جھٹکا کھا کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارا تعلق راڈکس سے ہے۔ میرا نام مائیکل ہے اور یہ مارگریٹ ہے۔ ہم نے تم سے چند سوالات کرنے ہیں"...... عمران نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"راڈکس سے۔ مم۔ مم۔ مگر ابھی راڈکس کے چیف کرنل ہارڈ نے فون پر مجھ سے بات کی ہے"...... عورت نے چونکتے ہوئے اور قدرے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا ہمیں اندر آنے کا نہیں کہو گی۔ ہم سرکاری آدمی ہیں"۔ عمران نے کہا تو وہ دروازے سے ایک طرف ہٹ گئی تو عمران اور جولیا اندر داخل ہو گئے۔ بارکنس نے ان کے عقب میں دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

"آؤ ادھر ڈرائینگ روم میں آجاؤ"...... اس نے سائیڈ کا دروازہ کھول کر اندر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو عمران اور جولیا اندر داخل ہو گئے۔ ان کے عقب میں بارکنس بھی اندر آگئی۔

"تمہیں کس کے آنے کی توقع تھی"...... عمران نے کہا تو لیڈی بارکنس بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کسی کی نہیں۔ یہاں فلیٹ پر کوئی نہیں آسکتا"...... بارکنس

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اگر کسی نے آنا تھا تو بہتر ہے کہ فون کر کے اسے روک دو۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے"....... عمران نے قدرے سرد لہجے میں کہا تو بارکنس چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" بارکنس بول رہی ہوں۔ ڈینی موجود ہے یا نہیں"۔ بارکنس نے کہا اور پھر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

" بات کراؤ اس سے"....... اس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہیلو ڈینی۔ میں بارکنس بول رہی ہوں۔ سنو۔ سنو۔ میری بات سنو۔ تم اب فلیٹ پر نہیں آؤ گے۔ سمجھے۔ کل میں خود تم سے ملوں گی"....... اس نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ ابھی میں یہیں ہوں۔ چھٹی مزید بڑھ گئی ہے۔ ٹھیک ہے کل ملاقات ہو گی"....... بارکنس نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

" تم۔ تم کیوں آئے ہو"....... بارکنس نے اس بار قدرے اطمینان بھرے لہجے میں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پیراگون لیبارٹری میں کام کرتی ہو"....... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ اور میں نے ابھی بتایا ہے کہ تمہارے چیف کرنل ہارڈ نے مجھ سے بات کی ہے۔ اس نے مجھ سے سوالات پوچھے ہیں۔ پھر تم کیوں آ گئے ہو"....... بارکنس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا باتیں ہوئی ہیں۔ اگر بتا دو تو ہم واپس چلے جاتے ہیں حالانکہ کرنل ہارڈ نے ہمیں یہی حکم دیا تھا کہ تم سے تفصیلی پوچھ گچھ کی جائے کیونکہ صبح تم نے واپس لیبارٹری جانا ہے"....... عمران نے کہا۔ جولیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

" میں بتا دیتی ہوں تاکہ تمہاری تسلی ہو جائے"....... بارکنس نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے کرنل ہارڈ سے فون پر ہونے والی بات چیت کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی بتا دیا کہ اسے صبح ڈیوٹی پر حاضر ہونے سے تا اطلاع ثانی روک دیا گیا ہے۔

" تو تم نے کرنل ہارڈ سے غلط بیانی کی ہے۔ کیوں"....... عمران نے یکلخت اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا تو بارکنس بے اختیار اچھل پڑی۔

" کیا۔ کیا مطلب۔ کیسی غلط بیانی"....... بارکنس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میڈم بارکنس۔ جیسا کہ چیف کرنل ہارڈ نے تمہیں بتایا ہے کہ معاملات اس وقت بے حد نازک ہیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں اطلاع مل چکی ہے کہ تم لیبارٹری میں شروع سے کام کر رہی ہو اور تمہیں اس کے خفیہ راستوں کے بارے میں بھی علم ہے لیکن اب تم انکار کر رہی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ملک سے غداری کر رہی ہو"....... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ نہیں۔ مجھے واقعی کسی خفیہ راستے کے بارے میں

معلوم نہیں ہے"...... بار کنس نے کہا۔

"اوکے۔ تمہاری مرضی۔ ہم جا رہے ہیں"...... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں"...... بار کنس نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے قدم بڑھایا۔ دوسرے لمحے اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور بار کنس چیختی ہوئی اچھل کر سائیڈ پر گری۔ کنپٹی پر پڑنے والی مڑی ہوئی انگلی کی ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

"اب اسے باندھنا ہے اور یہاں کھڑکیوں پر پردے بھی نہیں ہیں جبکہ روشندان کھلے ہوئے ہیں اور رسی بھی یقیناً یہاں موجود نہیں ہو گی"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے باندھنے کی۔ کہاں بھاگ کر جائے گی"۔ جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ کم از کم ہاتھ تو باندھنے پڑیں گے ورنہ میرا منہ بھی نوچ سکتی ہے اور میں کم از کم صفدر کے خطبہ نکاح یاد کرنے سے پہلے اپنا منہ نہیں نچوانا چاہتا"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"مجھے یقین ہے کہ تب تک تمہارا منہ ہی اس قابل نہیں رہے گا کہ اسے نوچا جا سکے"...... جولیا نے کہا تو اس بار ہنسنے کی باری عمران

تھی۔

"مجھے نجومی نے بتایا تھا کہ میرا بڑھاپا میری جوانی سے زیادہ خوبصورت ہو گا"...... عمران نے جھک کر قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی لیڈی بار کنس کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک صوفے کی کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی بیلٹ اتار دی اور پھر جولیا نے لیڈی بار کنس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کئے تو عمران نے بیلٹ کی مدد سے اس کی کلائیاں باندھ دیں۔

"بولنے پر اسے آمادہ میں کروں گی۔ تم نے صرف سوال کرنے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"سچ کہتے ہیں بزرگ کہ عورت ہی عورت کی دشمن ہوتی ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ وقت ہمارے پاس بہت کم ہے"...... جولیا نے بار کنس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کرتے ہوئے کہا۔

"جتنا کم ہے اتنا مجھ سے لے لو۔ میں وقت کا ذخیرہ اندوز ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے لیڈی بار کنس کی طرف متوجہ ہو گئی جس کے جسم میں ہوش میں آنے کے تاثرات نظر آنے لگ گئے تھے۔ پھر جولیا نے ہاتھ ہٹائے اور تیزی سے مڑ کر ایک طرف ریک میں پڑی ہوئی شراب کی بڑی سی بوتل اٹھائی اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ عمران لیڈی بار کنس

کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کیا"...... لیڈی بار کنس نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن عقب میں ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور دوبارہ بیٹھ گئی۔

"تمہاری ہم جنس تمہارے منہ سے سچ سننا چاہتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے باتھ روم کا دروازہ کھلا اور جولیا باہر آگئی۔ اس کے ہاتھ میں بوتل تھی لیکن اس کا پیندہ ٹوٹا ہوا تھا اور خوفناک انداز میں کرچیاں برچھیوں کی صورت میں باہر کو نکلی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ جب جولیا نے بوتل اٹھائی تھی تو اسی وقت عمران سمجھ گیا تھا کہ جولیا کیا کرنا چاہتی ہے۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ تم میری بات مانتے کیوں نہیں"...... بار کنس نے کہا۔

"میں تو مانتا ہوں۔ تمہاری ہم جنس نہیں مانتی۔ اسے منوا سکتی ہو تو منوالو"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اب اسے سچ بولنا ہی پڑے گا ورنہ"...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے برچھیوں کی صورت میں کرچیاں اس کی گردن پر اس طرح رکھ دیں کہ اگر وہ ذرا سا دباؤ ڈالتی تو یقیناً تیز دھار شیشے کی کرچیاں بار کنس کا گلا اس طرح کاٹ دیتیں جیسے تار سے صابن کٹتا ہے۔

"بولو۔ ورنہ"...... جولیا نے ذرا سا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتی ہو۔ مت مارو مجھے۔ میں بتاتی ہوں۔ ہم سے حلف لیا گیا تھا کہ ہم کسی کو بھی اس بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے اور انکار کر دیں گے لیکن میں مرنا نہیں چاہتی۔ اسے ہٹاؤ۔ ہٹاؤ نہیں"...... بار کنس نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کی حالت واقعی ان کرچیوں کی وجہ سے انتہائی تباہ نظر آرہی تھی۔

"بکواس مت کرو۔ بتاؤ"...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو بار کنس نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈر چل پڑتا ہے اور پھر عمران نے اس سے سوالات کر کے نہ صرف خفیہ راستے کے بارے میں تمام تفصیل معلوم کر لی بلکہ لیبارٹری کے اندرونی حصے کے بارے میں بھی ساری تفصیل معلوم کر لی۔

"اب اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے ہاتھ پیچھے ہٹایا اور ابھی بار کنس اطمینان بھرا سانس لے ہی رہی تھی کہ جولیا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تو بار کنس کے حلق سے بے اختیار کربناک چیخ نکلی اور اس کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا۔ جولیا نے بھی مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی اس کنپٹی پر مارا تھا جس پر پہلے ہی عمران نے مڑی ہوئی انگلی کی ضرب لگائی تھی اس لئے ایک ہی ضرب سے وہ دوبارہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ جولیا نے ٹوٹی ہوئی بوتل ایک طرف پڑی ہوئی ردی کی ٹوکری میں اچھال دی۔

"اسے زندہ رکھنا ضروری نہیں۔ اس نے ہوش میں آتے ہی

وہاں فون کر دینا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" ابھی کچھ معاملات مبہم ہیں اس لئے اس کا زندہ رہنا ضروری ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس نے لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر رچرڈ کا فون نمبر بارکنس سے معلوم کر لیا تھا۔

" یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

" بارکنس بول رہی ہوں"...... عمران کے منہ سے بارکنس کی آواز نکلی۔ انداز بڑا لاڈ بھرا تھا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے

" یس۔ کرنل ہارڈ بول رہا ہوں۔ کیوں فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا۔

" وہ میں نے رچرڈ سے بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

" کیا بات کرنی ہے۔ مجھے بتاؤ"...... کرنل ہارڈ نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

" اس نے مجھے حکم دیا ہوا ہے کہ میں بغیر اس کی اجازت کے دارالحکومت سے باہر نہ جاؤں لیکن اب جبکہ مجھے طویل رخصت مل گئی ہے تو میں فن لینڈ جانا چاہتی ہوں"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم جا سکتی ہو۔ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں"۔ کرنل ہارڈ نے کہا۔

" اوکے شکریہ"...... عمران نے بارکنس کے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

" اس بات سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

" رچرڈ لازماً جانتا ہو گا کہ بارکنس کو خفیہ راستے کا علم ہے۔ ان لوگوں نے چونکہ حلف اٹھایا ہوا ہے کہ اس بات سے انکار کریں گے اس لئے اس رچرڈ نے بھی یقیناً کرنل ہارڈ کو اس خفیہ راستے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہو گا لیکن اگر اس عورت کو زندہ چھوڑ دیا جائے تو اس نے لازماً صبح کو فون کر کے ہمارے بارے میں بتا دینا ہے اور اگر ہم اسے ہلاک کر دیتے تو ظاہر ہے اس کی لاش کے بارے میں اطلاع انہیں دی جاتی اور اس طرح معاملہ خراب ہو جاتا۔ اب اگر یہ فلیٹ سے غائب ہو جائے گی تو ظاہر ہے یہی سمجھا جائے گا کہ یہ فن لینڈ چلی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

" لیکن یہ غائب کیسے ہو گی۔ کیا تم اسے اٹھا کر پارکنگ تک لے جاؤ گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" یہاں کوئی نہ کوئی فلیٹ خالی ہو گا۔ ہم اس کی لاش وہاں ڈال دیں گے۔ ہمیں صرف کل شام تک کا وقت چاہئے اور وہ مل جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ لیکن یہ کیسے معلوم ہو گا کہ کوئی فلیٹ خالی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

" جس پر کارڈ موجود نہیں ہو گا وہ فلیٹ خالی ہو گا اور ماسٹر کی میرے پاس موجود ہے۔ تم باہر جاؤ اور اسے کھول آؤ تاکہ اسے وہاں شفٹ کیا جا سکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک مخصوص انداز میں مڑی ہوئی تار
نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دی اور جولیا سرہلاتی ہوئی بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گئی۔

کرنل ہارڈ چیف سیکورٹی آفیسر کے آفس میں کرسی پر بیٹھا ہوا
تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ ذہنی طور پر کسی
مخمصے میں پھنسا ہوا ہو کہ دروازہ کھلا اور ساتھ ہی چیف سیکورٹی آفیسر
رچرڈ اندر داخل ہوا۔

"آپ نے مجھے بلایا ہے"....... رچرڈ نے کہا۔

"ہاں بیٹھو۔ میں نے تم سے چند ضروری باتیں کرنی ہیں"۔
کرنل ہارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"فرمائیں"....... رچرڈ نے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر
بیٹھتے ہوئے کہا کیونکہ میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر کرنل ہارڈ خود
بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اب وہ یہاں کا سیکورٹی انچارج بن چکا تھا۔

"لیڈی بارکنس سے تمہارے تعلقات کیسے ہیں"....... کرنل
ہارڈ نے کہا تو رچرڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"تعلقات۔ کیسے تعلقات"...... رچرڈ نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں کرتے ہوئے کہا۔

"اس نے ابھی تمہیں فون کیا تھا۔ اس نے تمہارا نام لے کر جس لہجے میں بات کی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے اور اس کے درمیان گہرے تعلقات ہیں اور یہ کوئی معیوب بات نہیں ہے۔ البتہ میں اپنی بات کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں"...... کرنل ہارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ انتہائی بے باک اور کھلے دل کی لڑکی ہے جناب اور یہاں مجھ سے ہی نہیں سائنس دانوں سے بھی اس کے گہرے تعلقات ہیں"۔ رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اسی لئے وہ تم سے دارالحکومت سے باہر جانے کی اجازت مانگنا چاہتی تھی جو شاید یہاں مشکل ملتی ہوگی لیکن میں نے اسے اجازت دے دی ہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"دارالحکومت سے باہر۔ کہاں"...... رچرڈ نے چونک کر کہا۔

"وہ کہہ رہی تھی کہ وہ فن لینڈ جانا چاہتی ہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... رچرڈ نے کہا تو کرنل ہارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ کیوں نہیں ہو سکتا"...... کرنل ہارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں اس کی فطرت سے واقف ہوں۔ وہ کہیں آنے جانے کی قائل نہیں ہے۔ میں نے اسے کئی بار کہا ہے کہ وہ چاہے تو لیبارٹری کے خرچ پر سیاحت وغیرہ کر لے کیونکہ ہمارے یہاں اس کے لئے باقاعدہ فنڈ ملتا ہے اور سب اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن اس نے کبھی اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس کی طبیعت ہی ایسی ہے۔ وہ تو بس مردوں، کلبوں اور شراب کی رسیا ہے اور اس کے علاوہ وہ صرف گریٹ لینڈ کے مردوں کو ہی قبول کرتی ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ یہاں سے کسی کو لے جا رہی ہو لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ نے اسے چھٹی دی ہے اور اتنی دیر میں اس نے یہ انتظام کیسے کر لیا"...... رچرڈ نے کہا تو کرنل ہارڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ ایسی کون سی بات ہے۔ اس نے کسی کو فون کر کے پروگرام بنا لیا ہوگا۔ البتہ اگر تمہیں اس بات پر غصہ ہے کہ وہ تمہیں ساتھ نہیں لے جا رہی تو بے شک تم بھی اس کے ساتھ جانا چاہو تو جا سکتے ہو"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"آپ چونکہ اس کے فطری رجحان کو نہیں جانتے اس لئے آپ کے لئے یہ اہم بات نہیں ہے لیکن میں چونکہ اس کے فطری رجحان کو جانتا ہوں اس لئے میرے لئے یہ ایسا ہے جیسے کوئی دن کو رات کہہ دے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سے بات کر لوں"۔ رچرڈ نے کہا۔

"ہاں کر لو۔ اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے"...... کرنل
ہارڈ نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ شاید رچرڈ کی بات پر بیزاری
سی محسوس کر رہا تھا کیونکہ رچرڈ کی بات کسی طرح بھی اس کے حلق
سے نہ اتر رہی تھی۔ رچرڈ نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس
کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی مگر
کسی نے رسیور نہ اٹھایا۔

"وہ شاید سو گئی ہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"وہ سو بھی گئی تھی تو گھنٹی کی آواز سن کر اٹھ بیٹھتی"...... رچرڈ
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر
اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ نائٹ ڈیوٹی پر ہیں۔ میں مس بارکنس کا دوست رچرڈ بول
رہا ہوں۔ مس بارکنس فون اٹنڈ نہیں کر رہی جبکہ میں نے اس سے
انتہائی ایمرجنسی بات کرنی ہے۔ آپ پلیز چوکیدار بھیج کر اسے کہیں
کہ وہ رچرڈ کی کال وصول کرے"...... رچرڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رچرڈ نے رسیور رکھ
دیا۔

"تم نے پلازے کی انتظامیہ کو فون کیا ہے"...... کرنل ہارڈ
نے کہا۔

"جی ہاں"...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر پانچ سات

منٹ بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع
کر دیئے لیکن اس بار بھی دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی اور کسی
نے رسیور نہ اٹھایا تھا۔ رچرڈ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے
اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر
پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کیا ہوا۔ کیا فون اٹنڈ نہیں ہو رہا"...... کرنل ہارڈ نے چونک
کر کہا۔

"ہاں"...... رچرڈ نے جواب دیا تو کرنل ہارڈ نے ہاتھ بڑھا کر
فون میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔

"رچرڈ بول رہا ہوں۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ لیڈی بارکنس
کو کہیں کہ وہ فون اٹنڈ کرے"...... رچرڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ان کا فلیٹ خالی ہے جناب۔ وہاں کوئی نہیں ہے۔ میں حیران
ہوں کہ وہ باہر بھی نہیں گئیں کیونکہ وہ باہر جاتیں تو میرے سامنے
سے گزرتیں"...... دوسری طرف سے لڑکی نے کہا تو نہ صرف رچرڈ
بلکہ کرنل ہارڈ بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

"تو پھر وہ کہاں جا سکتی ہے۔ ویسے بھی وہ رات کو اس وقت
کہاں جا سکتی ہیں"...... رچرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ۔ چوکیدار آ رہا ہے میں نے اسے ساتھ والے فلیٹ
سے معلوم کرنے کے لئے کہا تھا"...... لڑکی نے کہا اور پھر لائن پر

خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو سر۔ ہیلو۔ غضب ہو گیا ہے۔ مس بارکنس کی لاش چار نمبر فلیٹ میں پڑی ہے"...... چند لمحوں بعد لڑکی کی انتہائی متوحش آواز سنائی دی۔

" لاش۔ چار نمبر فلیٹ میں۔ کیا کہہ رہی ہو"...... رچرڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

" چوکیدار چار نمبر فلیٹ کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ اس نے دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا دیکھا۔ اس کا لاک خراب ہے۔ اس نے سوچا کہ لاک کی وجہ سے دروازہ کھل گیا ہے۔ اس نے دروازہ بند کرنے کے لئے اسے مزید کھولا تو سامنے ہی کمرے میں اسے مس بارکنس پڑی ہوئی نظر آ گئی۔ اس نے اندر جا کر چیک کیا تو انہیں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ مجھے فوراً پولیس کو رپورٹ دینا ہو گی"۔ دوسری طرف سے انتہائی تیز اور متوحش لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو رچرڈ نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیا مطلب"...... رچرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس انتظامیہ کا نمبر ملائیں۔ میں نے اس سے بات کرنی ہے"۔ کرنل ہارڈ نے تیز لہجے میں کہا تو رچرڈ نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر رسیور کرنل ہارڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر"...... اسی لڑکی کی تیز سی آواز سنائی دی۔

" ہیلو۔ میں کرنل ہارڈ بول رہا ہوں۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس۔ یہ بتائیں کہ مس بارکنس سے ملنے کون آیا تھا۔ کوئی اجنبی تھی یا کوئی شناسا آدمی"...... کرنل ہارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ چوکیدار نے بتایا ہے کہ ایک مرد اور ایک عورت کو اس نے مس بارکنس کے فلیٹ میں داخل ہوتے دیکھا تھا اور سر۔ یہ دونوں واپس بھی چلے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" چوکیدار کہاں ہے۔ اس سے بات کراؤ"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

" سر۔ وہ پولیس کے ساتھ مس بارکنس کے فلیٹ میں ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے"...... لڑکی نے کہا تو کرنل ہارڈ نے رسیور رکھ دیا۔

" اتنی جلدی پولیس پہنچ بھی گئی"...... رچرڈ نے کہا۔

" قریب ہی پولیس سٹیشن ہو گا لیکن اس کا مطلب ہے کہ مس بارکنس کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہلاک کیا ہے۔ وہ ضرور کوئی ایسی بات جانتی ہو گی جس سے پاکیشیائی ایجنٹ فائدہ اٹھا سکتے ہیں"۔ کرنل ہارڈ نے کہا۔

" پاکیشیائی ایجنٹ۔ لیکن انہیں مس بارکنس کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

" جو لوگ اس فیلڈ میں کام کرتے ہیں ان کے پاس ایسے ذرائع بھی ہوتے ہیں۔ اس بات کو چھوڑو۔ مجھے یہ بتاؤ کہ لیڈی بارکنس

لیبارٹری کے بارے میں کیا خاص بات جانتی تھی"...... کرنل ہارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہ لیبارٹری کے خفیہ راستے کے بارے میں جانتی تھی"۔ رچرڈ نے کہا تو کرنل ہارڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

" خفیہ راستہ۔ لیکن اس نے تو کہا تھا کہ ایسا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے۔ پھر"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

" ہم سب نے حلف اٹھایا ہوا ہے کہ اس بارے میں کسی کو نہیں بتائیں گے بلکہ اس کا اقرار ہی نہ کریں گے لیکن اب مس بارکنس کی ہلاکت کے بعد اسے چھپانا حماقت ہے"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ آپ نے اس قدر اہم بات مجھ سے بھی چھپالی۔ یہ تو غداری ہے"...... کرنل ہارڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" جناب وہ خفیہ راستہ اندر سے کھل سکتا ہے باہر سے نہیں اس لئے آپ کو بتانے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تھا"...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم بتاؤ جلدی۔ فوراً۔ کہاں ہے یہ راستہ بلکہ اب تو اسے بطور ٹریپ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے"...... کرنل ہارڈ نے کہا تو رچرڈ نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

وکٹوریا پارک ایک وسیع و عریض علاقہ تھا۔ یہ انڈسٹریل علاقہ تھا اور یہاں ہر طرف چھوٹی بڑی فیکٹریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ البتہ اس پورے علاقے کے گرد باقاعدہ چار دیواری بنائی گئی تھی اور وکٹوریا پارک میں داخل ہونے والے راستے پر باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی تاکہ کوئی غیر متعلقہ آدمی اس علاقے میں داخل نہ ہو سکے کیونکہ کوئی بھی شرپسند یہاں کسی بھی فیکٹری کو اگر بم سے اڑا دیتا تو نہ صرف سینکڑوں افراد ہلاک ہو سکتے تھے بلکہ کروڑوں پونڈز کی انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ ہو سکتی تھی اس لئے حکومت کی طرف سے باقاعدہ اس علاقے کے گرد چار دیواری بنائی گئی تھی۔ چار دیواری کے اوپر خاردار تار بھی نصب تھی اور چیک پوسٹ پر کمپیوٹر نصب تھے جن میں اس پورے علاقے میں کام کرنے والے افراد کی باقاعدہ فیڈنگ کی گئی تھی اور ہر آدمی چاہے وہ ورکر ہو یا افسر اسے کارڈ

جاری کیا گیا تھا۔ یہ کارڈ باقاعدہ چیک کیا جاتا اور پھر اس آدمی کو جانے کی اجازت دی جاتی تھی اور اجازت ملنے کے بعد ہر آدمی کو چاہے وہ پیدل ہوتا یا کسی سواری پر ایک مخصوص بند راستے سے گزرنا پڑتا تھا جہاں فرش، دیواروں اور چھت پر خصوصی چیکنگ مشینیں نصب تھیں جو ہر قسم کے اسلحہ کو چیک کر سکتی تھیں اور اگر کسی قسم کا اسلحہ کسی کے پاس ہوتا تو الارم بج اٹھتے اور اس آدمی کو روک لیا جاتا تھا۔ پیراگون لیبارٹری بھی اس ایریا کے اندر تھی۔ اوپر باقاعدہ ایک فیکٹری تھی جس میں باقاعدہ کام ہوتا رہتا تھا جبکہ پیراگون لیبارٹری اس فیکٹری کے نیچے زیر زمین بنائی گئی تھی۔ اس کا مین راستہ فیکٹری میں سے ہی تھا۔ البتہ ایک دوسرا راستہ تھا جو فیکٹری کے عقب میں واقع وسیع کھلے میدان میں موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں جا نکلتا تھا۔ یہ راستہ اندر سے کھولا اور بند کیا جا سکتا تھا اور یہ راستہ بھاری مشینری اور کثیر تعداد میں خام مال لیبارٹری میں لے آنے اور لے جانے کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اب چونکہ ایسی کسی چیز کی ضرورت نہ رہی تھی اس لئے طویل عرصے سے اس راستے کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا تھا اور لیبارٹری میں کام کرنے والے افراد سے باقاعدہ حلف لیا گیا تھا کہ وہ کسی بھی صورت میں اس خفیہ راستے کا اقرار نہیں کریں گے۔ یہی وجہ تھی کہ لیڈی بار کنس نے پہلے فون پر کرنل ہارڈ کو اس بارے میں صاف انکار کر دیا تھا اور پھر اس نے عمران کو بھی حتی الوسع یہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ ایسا

کوئی راستہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے لیکن عمران اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ بہرحال ایسا راستہ موجود ہے اور لیڈی بار کنس جھوٹ بول رہی ہے اس لئے اس نے جولیا کو اصلیت اگلوانے کا حکم دے دیا تھا اور جولیا نے انتہائی ذہانت سے بوتل کے ٹوٹے ہوئے پیندے کی برچھی نما کرچیاں بار کنس کے گلے پر رکھ کر اس سے اصلیت اگلوا لی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت وکٹوریا پارک کے عقبی حصے سے کچھ فاصلے پر واقع ایک کھنڈر نما عمارت میں موجود تھا۔ لیڈی بار کنس سے معلومات ملنے کے بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے تھے اور پھر دوسرے دن عمران از خود اس سارے علاقے کا جائزہ لے گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اسلحے کی خصوصی مارکیٹ سے اسلحہ بھی خرید کر دے دیا تھا اور پھر رات گہری ہونے پر وہ سب فائنل راؤنڈ کے لئے تیار ہو کر یہاں پہنچے تھے۔

"عمران صاحب آپ دن کو یہاں کا جائزہ لے چکے ہیں۔ کیا اندر جانے کا کوئی خفیہ راستہ بھی موجود ہے یا دیوار اور خاردار تاریں پھلانگنا پڑیں گی"...... صفدر نے کہا۔

"یہاں سے کچھ فاصلے پر ایسا راستہ موجود ہے۔ یہ راستہ دیوار کے نیچے زمین پر بنایا گیا ہے اور اسے بند کرنے کے لئے ایک بڑا سا پتھر رکھ دیا گیا ہے اس لئے جب تک خصوصی جائزہ نہ لیا جائے یہ راستہ چیک نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا۔

"آپ نے کیسے چیک کر لیا"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے انڈسٹریل ایریا میں کام کرنے والے ورکروں کی نفسیات کا علم ہے۔ یہ لوگ کسی طرح بھی چوری سے باز نہیں آتے اور چیک پوسٹ کے راستے یہ کوئی چیز باہر نہیں لے جا سکتے اس لئے ایسے راستے بہرحال ایسی جگہوں پر موجود ہوتے ہیں اور ہر جگہ ایک جیسے انداز میں ہی بنائے جاتے ہیں تاکہ انتظامیہ کو اس کے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ اس نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر جب جائزہ لیا جائے تو پھر ایسے راستے نظر آجاتے ہیں"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب اگر کرنل ہارڈ کو لیبارٹری کے اس خفیہ راستے کے بارے میں علم ہوا تو لامحالہ اس نے ہمارے خلاف وہاں ٹریپ بچھایا ہوا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یقیناً اسے علم ہو گیا ہو گا کیونکہ اب وہ اس لیبارٹری کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اس لئے اسے باقاعدہ اس بارے میں آگاہ کیا گیا ہو گا۔ میں نے اس راستے سے اندر جا کر پیراگون لیبارٹری کے اس خفیہ راستے اور اس کے ارد گرد کے علاقے کا جائزہ لیا ہے۔ میرے خیال میں اس خفیہ راستے سے اندر جانا سوائے حماقت کے اور کچھ نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ ان سب کا یہی خیال تھا کہ وہ یہاں آئے ہی اس لئے ہیں کہ لیبارٹری کے اس خفیہ راستے سے اندر جائیں گے لیکن اب عمران کی بات سن کر

نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ اس راستے کا آئیڈیا ڈراپ کر چکا ہے۔

"لیکن پھر ہم کس راستے سے اندر جائیں گے"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"سامنے کے راستے سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن وہاں تو باقاعدہ پہرہ ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ اگر ہم پہروں سے ڈرتے رہے تو پھر مشن مکمل ہو گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر ادھر آنے کا کیا فائدہ۔ ہم چیک پوسٹ سے بھی زبردستی اندر داخل ہو سکتے تھے"...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ عمران کی پلاننگ درست بھی ہے اور قابل عمل بھی ہے۔ چیک پوسٹ اور اصل فیکٹری کے درمیان کافی فاصلہ ہو گا۔ اگر وہاں فائرنگ ہوئی تو نہ صرف لیبارٹری کی سیکورٹی الرٹ ہو جائے گی بلکہ اس علاقے کی پولیس بھی فوراً پہنچ سکتی ہے جبکہ اس خفیہ راستے سے ہم اندر داخل ہو کر سامنے کے راستے سے اندر داخل ہوں گے تو تیز کارروائی کی بنا پر کام آسانی سے اور جلدی مکمل ہو سکتا ہے"۔ جولیا نے عمران کی تائید کرنے کے ساتھ ساتھ خود ہی عمران کی آئندہ کارروائی کا تجزیہ بھی بتا دیا۔

"گڈ شو جولیا۔ یہی پوائنٹ میرے ذہن میں بھی تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب ہم آپ کی فطرت کو اب اچھی طرح جاننے لگ گئے ہیں۔ آپ کبھی بھی اس طرح براہ راست حملہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے اس لئے آپ کے ذہن میں جو پلاننگ ہے وہ بتا دیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ کم از کم جولیا کی تعریف کرنے کا موقع دے دیا کرو۔ خواہ مخواہ درمیان میں ڈنڈی مار دیتے ہو"...... عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا۔

" کیا مطلب۔ کیا تم نے صرف مجھے خوش کرنے کے لئے میری بات کی تائید کر دی تھی"...... جولیا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ارے نہیں۔ تم نے تجزیہ تو درست کیا ہے لیکن اس کی مزید گہرائی کے بارے میں صفدر پوچھ رہا تھا۔ واقعی ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ ہم بس فلموں کی طرح فائرنگ کرتے ہوئے اور گھوڑے دوڑاتے اندر داخل ہو جائیں اور پھر واپسی میں بھی اسی طرح فائرنگ کرتے اور گھوڑے دوڑاتے ہوئے باہر چلے جائیں"...... عمران نے کہا۔

" ظاہر ہے میں اتنی بھی احمق نہیں ہوں جتنا تم نے سمجھ لیا ہے"۔ جولیا نے اور زیادہ بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تو پھر بتاؤ کیا پلاننگ کریں۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا"۔ عمران نے کہا۔

" میں اکیلی اندر جاؤں گی اور پھر اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کا بم فائر کر کے وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دوں گی۔

ے بعد آپ لوگ بھی اندر آ جائیں گے اور پھر مشن مکمل کر لیا ے گا"...... جولیا نے کہا۔

" اور جو لوگ عقبی طرف سے ہمارے انتظار میں ہوں گے وہ رے عقب میں اندر آ کر ہمیں سینڈوچ بنا دیں گے"۔ عمران نے ب دیا۔

" اب میں کیا کہوں۔ اب تم نے کوئی بھی صورت نہیں ماننی۔ ہر ورت میں کیڑے نکالنے ہیں اس لئے اب تم خود ہی بتاؤ"۔ جولیا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ ساری رات یہاں بیٹھا سوچتا رہے گا اور اس کے حمایتی صفدر ور کیپٹن شکیل بھی یہی کام کریں گے اس لئے انہیں یہیں چھوڑو۔ م دونوں آگے بڑھ کر مشن مکمل کرتے ہیں"...... تنویر نے فوراً ہی وقع دیکھ کر اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ ہم سب اکٹھے ہی جائیں گے۔ علیحدہ علیحدہ نہیں"۔ جولیا نے جواب دیا تو تنویر نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

" عمران صاحب آپ نے سائیلنسر لگے ہوئے مشین پسٹل اور ان کا میگزین منگوایا ہے اس لئے میرے خیال کے مطابق آپ کی پلاننگ یہ ہو سکتی ہے کہ آپ پہلے سامنے کے رخ سے فیکٹری میں داخل ہو کر وہاں موجود تمام لوگوں کو ان سائیلنسر لگے ہوئے پسٹلوں سے ہلاک کریں گے اس کے بعد آپ لیبارٹری میں جانے کی بجائے عقبی طرف سے ہمارے انتظار میں موجود راڈ کس کے افراد کا

شکار کھیلیں گے اور جب یہ سب ختم ہو جائیں گے تو پھر آپ اطمینان سے لیبارٹری میں داخل ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ ہم کچھ بھی کر لیں آوازیں بہر حال عقبی طرف موجود لوگوں تک پہنچ جائیں گی اور ہو سکتا ہے کہ فیکٹری کی چھت پر بھی کوئی آدمی موجود ہو۔ راڈکس کے لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں اس لئے انہوں نے بھی ہر پہلو کو مدنظر رکھ کر ٹریپنگ کر رکھی ہو گی۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ یہاں کی پولیس نہ پہنچے ورنہ ہماری واپسی مشکل ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ ہی بتائیں کہ کیا کرنا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اب بتا بھی دو تا کہ ہم آگے بڑھ سکیں"...... جولیا نے کہا۔

" جولیا اور میں فیکٹری میں جائیں گے اور وہاں گرفتار ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے وہ ہم سے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے۔ ہم انہیں بتائیں گے کہ وہ عقبی طرف سے خفیہ راستے سے اندر جانے کا پلان بنا رہے ہیں۔ اس طرح ان کی پوری توجہ فیکٹری سے ہٹ کر عقبی طرف کو ہو جائے گی اور تم لوگ اندر آ کر کارروائی شروع کر دینا جبکہ جولیا اور میں عقبی طرف پہنچ کر ان کا خاتمہ کریں گے"...... عمران نے کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ آپ کا لہجہ بتا رہا ہے کہ یہ پلان آپ نے صرف ہمیں بے وقوف بنانے کے لئے بتایا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اور یہ ہے بھی انتہائی احمقانہ پلان"...... تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" نہ اس طرح مانتے ہو نہ اس طرح۔ اب بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم تھیلوں میں سے سلیمانی ٹوپیاں نکال کر پہن لیں اور فارمولا لے کر واپس چلے جائیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ یہ زیرو فائیو ٹرانسمیٹر تھا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ گراہم کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے فارن ایجنٹ گراہم کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ مائیکل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مسٹر مائیکل۔ پیراگون لیبارٹری کے عقبی طرف تین افراد موجود ہیں۔ دو افراد فیکٹری کی چھت پر ہیں اور چار افراد فیکٹری کے سامنے والے حصے میں موجود ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کس طرح رپورٹ حاصل کی گئی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" سٹار فوکس مشین کے ذریعے چیک کیا گیا ہے اور یہ مشین

ہیلی کاپٹر پر رکھ کر لے جائی گئی تھی۔ اوور"...... گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"تو تمہیں اس کال کا انتظار تھا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ جب تک اندر کی واضح صورت حال کا علم نہ ہو ہم خودکشی مشن پر تو نہیں جا سکتے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو اب کیا کرنا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میں نے اس فیکٹری کا دن میں راؤنڈ لگا کر جائزہ لیا ہے۔ راڈکس کی تمام تر توجہ فرنٹ اور عقبی طرف ہے جبکہ سائیڈوں کی طرف اس کی توجہ نہیں ہو گی اور اس پیراگون لیبارٹری والی فیکٹری کی شمالی جانب تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر ایک اور چھوٹی فیکٹری بھی موجود ہے جس میں سیمنٹ کے بڑے بڑے پائپ بنائے جاتے ہیں۔ اس میں زیادہ تر کام مشینوں کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ کام کرنے والے افراد وہاں بہت کم ہیں۔ ہم اس فیکٹری میں داخل ہو کر وہاں موجود افراد کا سائیلنسر لگے ہتھیاروں سے خاتمہ کریں گے۔ اس کے بعد ہم اس فیکٹری کی چھت پر پہنچ جائیں گے۔ وہاں سے ہم نے ان دو افراد کا خاتمہ کرنا ہے جو چھت پر موجود ہیں کیونکہ ہمارے لئے سب سے زیادہ خطرناک یہی دو افراد ہو سکتے ہیں۔ ان کا خاتمہ ہوتے ہی ہم

فرنٹ سے اندر داخل ہوں گے اور وہاں موجود چاروں افراد کا خاتمہ کر دیں گے۔ اس کے بعد دو آدمی وہاں عقبی طرف سے آنے والوں کا انتظار کریں گے اور باقی افراد لیبارٹری میں داخل ہوں گے۔ اگر عقبی طرف کے لوگ اندر آئیں تو ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اگر نہ آئے تو ہم اپنا مشن مکمل کر کے واپس اس چھوٹی پائپ فیکٹری میں پہنچیں گے اور پھر وہاں سے واپسی ہو جائے گی۔ یہ سب اس لئے ہو جائے گا کہ ان کا یہی خیال ہو گا کہ اگر کوئی حملہ ہوا یا لوگ آئے تو چھت پر موجود افراد انہیں اطلاع دے دیں گے اور جب ان کی طرف سے اطلاع نہ ملے گی تو وہ مطمئن رہیں گے اور اگر اس ساری پلاننگ کے باوجود انہیں علم ہو جاتا ہے تو پھر جو ہو گا بہر حال دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرنل ہارڈ درختوں کے جھنڈ سے کچھ فاصلے پر ایک چٹان کی اوٹ میں موجود تھا جبکہ میجر براؤن اس سے کافی فاصلے پر ایک اور چٹان کی اوٹ میں موجود تھا۔ یہاں ہر طرف چھوٹی بڑی چٹانیں موجود تھیں لیکن یہ چٹانیں عام مٹی کی بنی ہوئی تھیں۔ ویسے یہ وسیع میدان تھا جس کے اندر درختوں کا چھوٹا سا جھنڈ تھا۔ وہاں سے کافی فاصلے پر پیراگون لیبارٹری اور اس کے اوپر بنی ہوئی فیکٹری کا عقبی حصہ تھا۔ کرنل ہارڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھیرنے اور ہلاک کرنے کے لئے خصوصی پلان بنایا تھا۔ اس نے راڈکس کے دو آدمیوں کو فیکٹری کی چھت پر دوربین اور ٹرانسمیٹر دے کر اس انداز میں بٹھا دیا تھا کہ وہ دونوں اطراف کا مسلسل جائزہ لیتے رہیں تاکہ عمران اور اس کے ساتھی جس طرف سے بھی فیکٹری میں آئیں انہیں مارک کر لیا جائے۔ اس کے علاوہ چار افراد فیکٹری کے فرنٹ والے

حصے کی طرف آڑ لے کر موجود تھے جبکہ فیکٹری کے تمام ورکروں کو چھٹی دے دی گئی تھی حتیٰ کہ رچرڈ اور اس کے ساتھیوں کو جو پہلے سیکورٹی سے متعلق تھے شہر بھجوا دیا گیا تھا کیونکہ کرنل ہارڈ کو خطرہ تھا کہ یہ لوگ اس کے پلان میں مداخلت کر سکتے ہیں اس لئے اس فیکٹری کے اندر صرف راڈکس کے چار افراد موجود تھے چونکہ یہ چاروں انتہائی تربیت یافتہ تھے اس لئے اسے معلوم تھا کہ وہ لوگ پوری فوج سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ویسے کرنل ہارڈ کو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی عقبی طرف سے ہی آئیں گے اور درختوں کے جھنڈ میں موجود خفیہ راستے کو کھول کر یا تباہ کر کے لیبارٹری میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے اس لئے وہ خود میجر براؤن اور ایک اور ساتھی کے ساتھ عقبی طرف خصوصی پوائنٹ پر موجود تھا۔ اس کے پاس مخصوص فریکونسی کا ٹرانسمیٹر موجود تھا تاکہ چھت پر موجود راکسن اور ٹونی نائٹ ٹیلی سکوپ سے مشکوک افراد کو چیک کرتے ہی اسے اطلاع دے سکیں لیکن رات کافی گزر چکی تھی مگر کسی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہ مل رہی تھی۔ اچانک میجر براؤن اپنی چٹان کی اوٹ سے نکلا اور تیزی سے چلتا ہوا کرنل ہارڈ کی طرف آ گیا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں پوائنٹ چھوڑا ہے"...... کرنل ہارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"کرنل میری چھٹی حس کہہ رہی کہ ہمیں ڈاج دیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ کسی اور سمت سے اچانک حملہ کریں گے"...... میجر براؤن

نے قریب آکر کہا۔

" لیکن اس چھٹی حس کے اطلاع دینے کی کوئی بنیاد بھی تو ہو گی "....... کرنل ہارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" یس باس۔ شمال کی طرف جو پائپ فیکٹری ہے وہاں سے مجھے آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن پھر اچانک خاموشی چھا گئی۔ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ اس فیکٹری پر قبضہ کر چکے ہیں "....... میجر براؤن نے کہا تو کرنل ہارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

" لیکن اس فیکٹری اور لیبارٹری کے درمیان دو اڑھائی سو گز کا فاصلہ ہے اور درمیان میں کھلا میدان ہے اور چھت پر راکسن اور ٹونی باقاعدہ چیکنگ کر رہے ہیں اور اس پائپ فیکٹری سے لیبارٹری تک کوئی خفیہ راستہ بھی موجود نہیں ہے۔ ایسی صورت میں وہ کیسے لیبارٹری سے فارمولا حاصل کر سکیں گے "....... کرنل ہارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" باس۔ اگر انہوں نے اس فیکٹری کی چھت سے راکسن اور ٹونی دونوں کا خاتمہ کر دیا تو ہم یہاں مطمئن بیٹھے رہ جائیں گے اور وہ لوگ کسی بھی طرف سے اچانک ہم پر حملہ کر سکتے ہیں "....... میجر براؤن نے کہا۔

" لیکن کیسے۔ اگر وہ وہاں سے فائرنگ کریں گے تو فائرنگ کی آوازیں اور اندھیرے میں فائرنگ کے شعلے بھی تو ہمیں نظر آجائیں گے "....... کرنل ہارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ بہرحال میرے دل میں یہ کھٹکا سا پیدا ہوا تو میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں "....... میجر براؤن نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ فیکٹری کے اندر چلے جاؤ اور وہاں جا کر ساتھیوں کو لیڈ کرو۔ اگر جو کچھ تم کہہ رہے ہو ایسا ہو تو بہرحال وہ لوگ یا تو عقبی طرف سے آئیں گے یا سامنے کے رخ سے فیکٹری کے اندر پہنچیں گے اور ایسی صورت میں تمہارا وہاں ہونا ضروری ہے۔ میں یہاں رہوں گا "....... کرنل ہارڈ نے کہا۔

" یس باس "....... میجر براؤن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ فیکٹری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سائیڈ میں جا کر کرنل ہارڈ کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

" اب تک ان لوگوں کو کسی نہ کسی انداز میں آجانا چاہئے تھا۔ یہ کیوں نہیں آرہے "....... کرنل ہارڈ نے کچھ دیر بعد بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن ظاہر ہے صرف اس کی بڑبڑاہٹ سے تو پاکیشیائی ایجنٹ وہاں نہ پہنچ سکتے تھے اس لئے وہ خاموش ہو گیا تو کافی دیر بعد اسے خیال آیا کہ وہ راکسن سے جو فیکٹری کی چھت پر موجود ہے رپورٹ لے لے۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل ہارڈ کالنگ۔ اوور "....... کرنل ہارڈ نے کہا لیکن دوسری طرف سے خاموشی رہی۔ راکسن ٹرانسمیٹر اٹنڈ ہی نہ کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہو گیا۔ یہ کیا ہو گیا"...... کرنل ہارڈ نے یکلخت پریشان سے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتا اچانک فیکٹری کے اندر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو میجر براؤن کی بات درست تھی"...... کرنل ہارڈ نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ایک ڈی چارجر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔ ڈی چارجر پر زرد رنگ کا بلب جل اٹھا تو اس نے تیزی سے دوسرا بٹن پریس کر دیا اور اس بار زرد رنگ کی بجائے سرخ رنگ کا بلب ایک لمحے کے لئے جلا اور پھر بجھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی فیکٹری کے اندر سے آنے والی فائرنگ کی آوازیں یکلخت خاموش ہو گئیں۔

"جوگر میرے ساتھ آؤ"...... کرنل ہارڈ نے چیخ کر کہا تو ایک چٹان کی اوٹ سے ایک نوجوان اٹھ کر باہر آگیا۔

"آؤ"...... کرنل ہارڈ نے کہا اور تیزی سے فیکٹری کی سائیڈ کی طرف دوڑنے لگا۔ اس کے دوڑنے کا انداز ایسے تھا جیسے اس کے پیروں میں دوڑنے والی مشین فٹ ہو گئی ہو۔ جوگر بھی اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ فیکٹری کی سائیڈ سے ہو کر فیکٹری کے گیٹ پر پہنچے۔

"رک جاؤ"...... کرنل ہارڈ نے جوگر سے کہا اور خود بھی رک گیا۔ وہ اس قدر تیز دوڑنے کے باوجود ہانپنے کی بجائے تیز تیز سانس

لے رہا تھا۔ جوگر بھی اس کے پیچھے رک گیا۔ وہ بھی تیز تیز سانس لے رہا تھا۔

"یہ فائرنگ کیسی تھی"...... جوگر نے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ یقیناً فیکٹری میں داخل ہوئے ہیں"...... کرنل ہارڈ نے کہا تو جوگر بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ"...... جوگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ بہرحال اب خطرے کی کوئی بات نہیں۔ اگر وہ میجر براؤن اور ہمارے ساتھیوں کے ہاتھوں ہلاک نہیں ہوئے ہوں گے تو بے ہوش پڑے ہوں گے"...... کرنل ہارڈ نے کہا اور پھر اس نے جوگر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور تیزی سے کھلے پھاٹک میں داخل ہو کر اندر آیا تو اس نے برآمدے کے پاس اپنے ایک ساتھی کی لاش پڑی ہوئی دیکھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے فیکٹری کا راؤنڈ لگایا تو سوائے میجر براؤن کے باقی اس کے چاروں ساتھی ہلاک ہو چکے تھے۔ البتہ میجر براؤن ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں بے ہوش پڑا ہوا تھا اور ایک سائیڈ پر بکھرے ہوئے انداز میں ایک مقامی عورت اور چار افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ہی سائیلنسر لگے ہوئے مشین پسٹل موجود تھے لیکن وہ زخمی نہیں تھے۔

"جوگر۔ اوپر چھت پر جا کر دیکھو۔ راکسن اور ٹونی کی کیا پوزیشن ہے"...... کرنل ہارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور حیرت زدہ

جوگر تیزی سے دوڑتا ہوا ایک سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

"میں تم لوگوں کو آسان موت نہیں مرنے دوں گا۔ میں تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا۔ تم نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ تم سے ان کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لوں گا"۔ کرنل ہارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غصہ اور نفرت تھی اور اس کی نظریں پاکیشیائی ایجنٹوں پر جمی ہوئی تھیں۔ اسی لمحے جوگر دوڑتا ہوا واپس آیا۔

"چچ۔ چیف۔ چیف۔ راکسن اور ٹونی دونوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ انہیں گولیاں ماری گئی ہیں"...... جوگر نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میرے بہترین تربیت یافتہ ساتھی تم نے ہلاک کر دیئے ہیں۔ اب تمہیں اس کے لئے صدیوں تک بھگتنا پڑے گا"۔ کرنل ہارڈ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیف۔ انہیں گولی مار دیں یہ۔ یہ ہوش میں آگئے تو"۔ جوگر نے کہا۔

"یہ اس وقت تک ہوش میں نہیں آسکتے جب تک میں نہ چاہوں اور تم انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں گولی مارنے کا کہہ کر ان کا ساتھ دے رہے ہو۔ ان انتہائی قابل نفرت لوگوں کا ساتھ تاکہ یہ آسان موت مرجائیں۔ اب میں انہیں ایسی عبرتناک موت ماروں گا

کہ صدیوں تک ان کی روحیں بھی چیختی چلاتی اور بلبلاتی پھریں گی۔ میں ان کی ایک ایک ہڈی ہزار بار توڑ دوں گا"...... میں ان کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دوں گا"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"یس چیف"...... جوگر نے کرنل ہارڈ کی حالت دیکھ کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس کے ذہن میں سابقہ واقعات کسی
فلم کے سین کی طرح گھومتے چلے گئے۔ اسے یاد تھا کہ وہ اپنے
ساتھیوں سمیت دیوار کے زیرزمین خفیہ راستے سے گھس کر پیراگون
لیبارٹری سے شمال کی طرف سیمنٹ کے پائپ بنانے والی فیکٹری
میں داخل ہوئے تو وہاں دس افراد موجود تھے جو وہاں کوئی کھیل
کھیلنے اور شراب پینے میں مصروف تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ
کسی بڑی کامیابی پر جشن منا رہے ہوں کہ عمران نے بے ہوش کر
دینے والی گیس کے فائر کر کے ان سب کو بے ہوش کر دیا اور پھر
انہوں نے اس فیکٹری پر قبضہ کر لیا۔ پھر عمران فیکٹری کی چھت پر پہنچا
اور اس نے راکورنٹا گن کی مدد سے پیراگون فیکٹری کی چھت پر موجود
افراد کو ہلاک کر دیا۔ زاکورنٹا گن اندھیرے میں نہ صرف درست
نشانہ لگانے کے لئے ایجاد کی گئی تھی بلکہ اس گن کا یہ فائدہ بھی تھا کہ

اس سے عام گنوں کی طرح فائرنگ کے وقت شعلے بھی نہ نکلتے تھے۔ یہ
ایکریمیا کی جدید ترین ایجاد تھی اور چونکہ گریٹ لینڈ بھی ترقی یافتہ
ملک تھا اس لئے یہ گن یہاں مارکیٹ سے آسانی سے دستیاب ہو گئی
تھی۔ اس کے بعد عمران نیچے اترا اور پھر وہ سب انتہائی محتاط انداز میں
پیراگون فیکٹری کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ اندر
چار افراد موجود ہیں کیونکہ گراہم انہیں پہلے اطلاع دے چکا تھا لیکن
ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ یہ تعداد کم یا زیادہ ہو۔ اس لئے عمران اور اس
کے ساتھی بے حد محتاط تھے۔ اس کے باوجود وہ جیسے ہی کھلے پھاٹک
کے سامنے پہنچے اچانک اندر سے مشین گن کی فائرنگ شروع ہو گئی
تو عمران اور اس کے ساتھیوں نے سائیلنسر لگے ہوئے مشین
پسٹلوں کا بے دریغ استعمال شروع کر دیا اور تیز فائرنگ کی آڑ میں وہ
ایک ایک کر کے اندر داخل ہونے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ اندر
سے پانچ مشین گنیں چلائی جا رہی تھیں۔ پھر ایک ایک کر کے چار
مشین گنیں خاموش ہو گئیں۔ البتہ ایک مشن گن بردار ایسی جگہ پر
موجود تھا جہاں اسے فوری طور پر ہٹ نہ کیا جا سکتا تھا لیکن عمران
کے ساتھی انتہائی آہستگی سے سائیڈوں میں ہوتے ہوئے آگے بڑھ
رہے تھے۔ عمران کو اصل خطرہ یہی تھا کہ فائرنگ کی آوازیں سن کر
عقبی طرف موجود افراد یہاں پہنچ جائیں گے اور اس طرح وہ دونوں
طرف سے پھنس کر مارے جائیں گے اس لئے وہ جلد از جلد ان مشین
گن برداروں کا خاتمہ کرنا چاہتا تھا لیکن پھر اچانک اس کی ناک سے

یکلخت انتہائی تیز بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن تاریکی
میں ڈوبتا چلا گیا اور پھر اب اسے ہوش آیا تھا۔ اس نے پوری طرح
ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے
لمحے یہ دیکھ کر اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا
کہ اس کا آدھے سے زیادہ جسم ایک فولادی سلنڈر کے اندر جکڑا ہوا
ہے اور یہ فولادی سلنڈر زمین میں گڑا ہوا تھا۔ اس کا جسم ناف تک
اس انتہائی تنگ سلنڈر کے اندر بند تھا جبکہ اوپر والا جسم سلنڈر سے
باہر تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی آزاد تھے اور اس کا اوپر والا جسم
باقاعدہ حرکت کر رہا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو جولیا سمیت اس
کے سارے ساتھی اسی طرح کے سلنڈوں میں جکڑے ہوئے تھے۔
البتہ ان سب کے اوپر والے جسم سائیڈوں میں ڈھلکے ہوئے تھے۔ وہ
ابھی تک بے ہوش تھے۔ عمران نے دیکھا کہ نہ صرف اس کی کلائی
سے گھڑی اتار لی گئی تھی بلکہ اس کے ناخنوں سے بلیڈ بھی علیحدہ کر
لے گئے تھے۔ اس کے جسم پر لباس تو وہی تھا جو اس نے پہنا ہوا تھا۔
البتہ کوٹ غائب تھا اور وہ اب صرف شرٹ اور پینٹ میں ملبوس
تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے سارے
ساتھی اپنی اصل شکلوں میں تھے۔

" اس کا مطلب ہے کہ ہم راڈکس کی قید میں ہیں۔ بہر حال اللہ
تعالیٰ کا شکر ہے کہ زندہ ہیں ورنہ تو ہمیں بے ہوشی میں ہی ختم کیا جا
سکتا تھا"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے بہر حال معلوم ہو

تھا کہ اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے وہ اپنے ساتھیوں
پہلے ہوش میں آگیا ہے لیکن جس قسم کا یہ ہال اور جس قسم کے
سلنڈر تھے اس سے صاف ظاہر تھا کہ انہیں پیراگون فیکٹری سے لا
کسی اور جگہ قید کیا گیا ہے اور یہ بات عمران کے نقطہ نظر سے غلط
تھی۔ اب اس نے ان سلنڈروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس
ہاتھوں سے انہیں بجا کر ان کی ماہیت کو چیک کرنے کی کوشش
تو اسے معلوم ہو گیا کہ یہ انتہائی موٹے فولادی سلنڈر بظاہر بے
نظر آرہے تھے لیکن عمران جانتا تھا کہ یہ بے جوڑ نہیں ہو سکتے
ان کا نچلا جسم کسی بھی طرح ان کے اندر نہ جکڑا جاتا۔ جس
از میں اس نے نچلے جسم کو سلنڈر کے اندر جکڑا گیا تھا اس سے
ف ظاہر ہوتا تھا کہ تنگ سلنڈوں کے ساتھ ساتھ ان کے پیروں کو
ا کسی کلپ کے ساتھ جکڑا جا چکا ہے اس لئے اس کی ٹانگیں صرف
ھولی سی حرکت کر سکتی تھیں۔ عمران نے جھک کر سلنڈروں کی
ائیڈوں پر موجود فرش کو ہاتھوں سے تھپتھپانا شروع کر دیا لیکن
ں تینوں اطراف میں ٹھوس فرش تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ان
نڈروں کو کھولنے اور بند کرنے کے لئے جو سسٹم بھی تھا وہ زیر
ین تھا اس لئے عمران سمجھ گیا تھا کہ انہیں بیرونی کسی طریقے سے
ولا نہیں جا سکتا۔ اس نے دونوں ہاتھ سلنڈر کے کناروں پر رکھ کر
پنے جسم کو جھٹکا دے کر اوپر اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس کے
چلے جسم نے معمولی سا بھی اوپر کھسکنے سے ہی انکار کر دیا اور عمران کو

یقین ہو گیا کہ اس کے پیروں کو سلنڈر کی تہہ میں کسی کلپ سے جکڑا گیا ہے۔ اب عمران نے سامنے دیوار میں موجود سوئچ پینل کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن یہ عام سا سوئچ پینل تھا۔ اس میں ایسا کوئی سوئچ نہ تھا جس سے وہ یہ سمجھتا کہ اس کا تعلق سلنڈر کھولنے یا بند کرنے سے ہو سکتا ہے لیکن ظاہر ہے عمران نے بہرحال اس سلنڈر سے نجات حاصل کرنی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ انہیں اس لئے زندہ نہیں رکھا گیا ہو گا کہ راڈکس کا کرنل ہارڈ انہیں آزاد کر دے گا۔ ابھی وہ جائزہ لینے میں مصروف تھا کہ صفدر کی کراہ سنائی دی اور عمران نے گردن گھما کر صفدر کی طرف دیکھا تو وہ ہوش میں آ رہا تھا اور پھر تھوڑے وقفے کے بعد باقی ساتھی بھی ہوش میں آتے چلے گئے اور پھر ظاہر ہے ان کے منہ سے بھی وہی فقرے نکلے جن کی توقع عمران کو تھی اور عمران نے انہیں وہی کچھ بتا دیا جو اس نے اب تک سوچا تھا۔

" لیکن عمران صاحب۔ اگر ہم بے ہوشی کے عالم میں ان کے ہاتھ لگ گئے تھے تو انہوں نے ہمیں زندہ کیوں رکھا ہے"...... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہے۔ کوئی نہ کوئی بات بہرحال ایسی ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے انہوں نے اگر بے ہوشی کے عالم میں ہمیں گولیاں نہیں ماریں بلکہ یہاں لا کر ان سلنڈروں میں جکڑنے کا تکلف کیا گیا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر

اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ہال کا بند دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن انتہائی ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد کا نوجوان تھا۔ اس کا جسم بھی انتہائی ٹھوس اور ورزشی تھا اور ان دونوں کے پیچھے ایک پہلوان نما آدمی تھا جس کا سر انڈے کی طرح صاف تھا۔ اس نے پیشانی پر سرخ رنگ کی ایک پٹی باندھی ہوئی تھی جس میں زرد رنگ کی لکیریں تھیں۔ اس نے تیز سرخ رنگ کی ہاف آستین کی شرٹ اور جین کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ اپنی شکل و صورت اور قدوقامت سے زیر زمین دنیا کا کوئی خطرناک غنڈہ دکھائی دے رہا تھا جس کی تنگ پیشانی اور چھوٹی چھوٹی لیکن تیز چمک دار آنکھوں میں شیطنیت جیسے ثبت ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ میں ایک کوڑا پکڑا ہوا تھا۔ آگے والے دونوں افراد سامنے موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ ان دونوں کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔ چہرے پر شدید غصے اور تناؤ کے تاثرات نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔ کوڑا بردار پہلوان سائیڈ پر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔

" میرا نام کرنل ہارڈ ہے اور میں راڈکس کا چیف ہوں اور یہ میرا نمبر ٹو میجر براؤن ہے۔ تم میں سے عمران کون ہے"...... لمبے قد اور بھاری جسم کے آدمی نے انتہائی سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

" خالی عمران تو یہاں کوئی نہیں ہے البتہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کا پوچھ رہے ہو تو میں جواب میں اپنا

تعارف کرا سکتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو
وہ دونوں چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"ہونہہ۔ تو تم ہو وہ عمران جس کی شہرت اس وقت ساری دنیا
میں پھیلی ہوئی ہے"...... کرنل ہارڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اس کے
بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے اسے فقرہ مکمل کرنے کی بے حد جلدی ہو۔

"یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے مجھ حقیر فقیر کو شہرت
دے رکھی ہے لیکن مجھے تم پر حیرت ہو رہی ہے کہ تم اچھے بھلے ذمہ
دار آدمی دکھائی دے رہے ہو۔ لیکن تم نے کام احمقوں والا کیا ہے"۔
عمران نے کہا تو کرنل ہارڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"تم ہمیں وہاں سے یہاں اس لئے لائے ہو کہ تمہارے نقطہ نظر
سے ہمارا گروپ صرف ہم تک ہی محدود ہے لیکن تمہیں ابھی معلوم
ہو جائے گا کہ ہمارا ایک دوسرا گروپ بھی ہے جو ہمارے بعد اس
پیراگون لیبارٹری پر حملہ کر دے گا"...... عمران نے کہا تو کرنل ہارڈ
بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ تم نے اپنے طور پر تو بڑے خوبصورت
انداز میں مجھے الجھانے کی کوشش کی ہے لیکن میں احمق نہیں ہوں۔
وہاں لیبارٹری میں میرا گروپ موجود ہے۔ میں تمہیں اس لئے لے آیا
ہوں کہ میں تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے اپنے گروپ کے
ساتھیوں کی موت کا عبرتناک انداز میں انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اگر

میں چاہتا تو تمہیں بے ہوشی کے دوران ہی گولیوں سے اڑا دیتا لیکن
تمہارے لئے آسان موت ہوتی مگر اب تمہارے جسم کا ایک ایک
ریشہ علیحدہ کیا جائے گا۔ ایک ایک ہڈی توڑی جائے گی اور تمہیں
ایسی عبرتناک موت مارا جائے گا کہ تمہاری روحیں صدیوں تک
بلبلاتی رہیں گی۔ میں نے تمہیں اس لئے سلنڈروں میں جکڑا ہوا ہے
اور تمہارا اوپر کا جسم اور بازو اس لئے آزاد چھوڑ دیئے ہیں کہ تمہارے
جسم کا ایک ایک ریشہ کوڑوں سے ادھیڑ دیا جائے اور پہلے یہ کام
تمہارے ساتھ ہو گا۔ پھر تمہارے ساتھیوں اور اس سوئس نژاد لڑکی
کے ساتھ جو یقیناً تمہاری گرل فرینڈ ہے"...... کرنل ہارڈ نے تیز تیز
لہجے میں کہا۔

"بندھے ہوئے افراد پر کوڑے برسا کر تم اپنی جاہلانہ انا کو تسکین
دے سکتے ہو تو دے لو ورنہ میں نے سنا تھا کہ راڈکس کا چیف بے حد
عقلمند اور بہادر ہے اور مارشل آرٹ میں بھی بے پناہ مہارت رکھتا
ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے درست سنا ہے لیکن تمہاری یہ باتیں سن کر میں تمہیں
مقابلے کی دعوت نہیں دوں گا۔ میں نے تم سے صرف انتقام لینا ہے
اور اگر تم میرے انتقام سے خوفزدہ ہو تو مجھے بتا دو۔ میں تمہیں آسان
موت ماروں گا۔ البتہ تمہارے ساتھیوں کو بہرحال عبرتناک انجام
سے دوچار ہونا پڑے گا"...... کرنل ہارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"انتقام لینے کا صحیح طریقہ یہ نہیں ہے جو تم نے اختیار کیا ہے۔

صحیح طریقہ یہی ہوتا ہے کہ اپنے دشمن کی ہڈیاں اپنے ہاتھوں سے توڑی جائیں۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا"...... عمران نے کہا۔

"جانوشی"...... کرنل ہارڈ نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے ساتھ کھڑے ہوئے گنجے پہلوان نما آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... اس گنجے پہلوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس عمران کی ایک ایک بوٹی اڑا دو۔ چلو شروع ہو جاؤ اگر تمہارا ہاتھ ایک لمحے کے لئے آہستہ ہوا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"یس چیف"...... جانوشی نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کوڑا ہوا میں چٹخاتا ہوا وہ بڑے جارحانہ انداز میں عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

"رک جاؤ۔ پہلے میری بات سن لو"...... اچانک جولیا نے چیختے ہوئے کہا تو کرنل ہارڈ نے ہاتھ کے اشارے سے جانوشی کو روک دیا۔

"تم اس کی دوست ہو اس لئے تمہیں تکلیف ہو رہی ہے لیکن تمہاری باری بھی آئے گی"...... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"میں اس کی دوست نہیں ہوں۔ مجھے اس نے باقاعدہ ہائر کیا ہے۔ میرا تعلق سوئٹزر لینڈ سے ہے۔ میرا نام لیڈی مارشا ہے اور لیڈی مارشا کو سوئٹزر لینڈ میں ریڈ کوئین کے نام سے جانا جاتا ہے اور جو

دمی ایک بار یہ نام سن لیتا ہے پھر وہ دوسری کسی آواز کو سننے کے قابل نہیں رہتا۔ اگر تم یا تمہارا اسسٹنٹ یا تمہارا یہ کوڑا بردار پہلوان یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں اور مجھے ہلاک کر کے تم اپنی لیبارٹری کو اور اپنے آپ کو بچا لو گے تو تم واقعی احمقوں کی جنت میں رہتے ہو"...... جولیا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتی ہو۔ کھل کر بات کرو"...... کرنل ہارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم لیبارٹری فون کر کے معلوم کرو کہ وہاں کی کیا پوزیشن ہے۔ اس کے بعد تمہارا جو جی چاہے کرتے رہنا ورنہ تمہیں پچھتانے کا بھی موقع نہیں ملے گا"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کو کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہاں سرے سے لیبارٹری موجود ہی نہیں ہے"...... کرنل ہارڈ نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا تم اب ہمیں احمق بنانے کی کوشش کر رہے ہو جو ایسی بات کر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم نے ابھی ہلاک ہو جانا ہے اس لئے اب تمہیں بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ پیراگون لیبارٹری وہ لیبارٹری نہیں جس میں پاکیشیائی فارمولا بھجوایا گیا تھا۔ البتہ اسے سرکاری طور پر لیبارٹری کا نام دیا گیا ہے۔ البتہ یہ ایسی لیبارٹری ہے جس میں جراثیموں پر

ریسرچ کی جاتی ہے۔ ایسے جراثیموں پر جنہیں دفاع کے لئے بطور
ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے اور جراثیموں کی وجہ سے یہ اس انداز میں
بنائی گئی ہے کہ تم اس پر ایٹم بم بھی مارو تب بھی یہ تباہ نہیں ہو
سکتی کیونکہ اصل لیبارٹری مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے اور انتہائی قاتل
جراثیموں کی وجہ سے اس کے گرد سلائنگ شیشے کا کور موجود ہے اور
تم نے ابھی اپنے آپ کو ڈاکٹر آف سائنس بتایا ہے تو تمہیں معلوم
ہو گا کہ سلائنگ شیشے کو ایٹم بم بھی نہیں توڑ سکتا"...... کرنل ہارڈ
نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس
لیا کیونکہ کرنل ہارڈ نے سلائنگ شیشے کے کور کی جو بات کی تھی اس
سے عمران سمجھ گیا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے کیونکہ انتہائی قاتل
جراثیموں کی لیبارٹری میں سلائنگ شیشے کا کور ضرور کیا جاتا ہے۔

" اگر ایسا ہے تو چلو یہ بتا دو کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں
پاکیشیائی فارمولا بھجوایا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" مجھے نہیں معلوم۔ یا تو ڈیفنس سیکرٹری کو معلوم ہو گا یا پھر
چیف سیکرٹری صاحب کو"...... کرنل ہارڈ نے جواب دیا۔

" اوکے۔ پھر تو ہم واقعی احمق بن گئے۔ تمہاری بات سن کر ہمیں
اب احساس ہو رہا ہے کہ ہمیں نئے سرے سے جدوجہد کرنا پڑے
گی"...... عمران نے کہا۔

" وہ تو تم اس صورت میں کرو گے کہ اگر تم زندہ بچ جاؤ گے جبکہ
تم کسی طرح بھی اس کمرے سے زندہ باہر جا ہی نہ سکو گے"۔ کرنل

ہارڈ نے کہا۔

" باس۔ یہ لوگ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں
کسی طرف سے امداد کی توقع ہو"...... اچانک کرنل ہارڈ کے قریب
بیٹھے ہوئے میجر براؤن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" کیسی امداد۔ احمقوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ کون مدد کر سکتا
ہے اور میرے پاس بہت وقت ہے۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ میں
ان کی بے بسی کا تماشہ دیکھ رہا ہو اور پھر میں ان کے چیخنے اور تڑپنے کا
تماشہ دیکھوں گا۔ ہاں جاٹوشی۔ چلو شروع ہو جاؤ"...... کرنل ہارڈ
نے کہا تو جاٹوشی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے واقعی
انتہائی مہارت سے کوڑا عمران کے جسم پر مار دیا لیکن دوسرے لمحے
جاٹوشی چیختا ہوا ایک جھٹکے سے عمران پر جا گرا اور پھر جس طرح کوئی
باؤلر پوری قوت سے گیند پھینکتا ہے اس طرح بھاری بھرکم جاٹوشی
ہوا میں اڑتا ہوا واپس کرنل ہارڈ اور میجر براؤن پر جا گرا اور وہ دونوں
چیختے ہوئے کرسیوں سمیت پشت کے بل زمین پر گرے اور دوسرے
لمحے جاٹوشی پلٹ کر سائیڈ پر ایک دھماکے سے گرا اور پھر تیزی سے
اٹھنے ہی لگا تھا کہ اس گیند کی طرح اچھل کر واپس فرش پر جا گرا جیسے
فرش پر آہستہ سے مارا گیا ہو اور وہ تھوڑا سا اچھل کر دوبارہ فرش پر جا
گری ہو اور اس کے ساتھ ہی جاٹوشی ساکت ہو گیا جبکہ اس دوران
کرنل ہارڈ اور میجر براؤن دونوں قلابازیاں کھا کر اچھل کر کھڑے ہو
گئے۔ البتہ ان کی کرسیاں اسی طرح فرش پر الٹی پڑی نظر آ رہی تھیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو گیا اور یہ جانوشی۔ کیا یہ مر گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... کرنل ہارڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص بات نہیں ہوئی کرنل ہارڈ۔ میں نے صرف کوڑا پکڑ کر اسے اپنی طرف جھٹکا دیا تو جانوشی اچھل کر میرے پاس آ گیا۔ میں نے کوڑا چھوڑ کر ایک ہاتھ اس کی گردن اور دوسرا اس کی ٹانگ پر ڈالا اور پھر اچھال کر اسے تم دونوں کے پاس واپس بھیج دیا۔ البتہ جس انداز میں اسے میں نے پھینکا تھا اس سے اس کی گردن میں بل آ گیا تھا اور اس کی شہہ رگ بند ہو گئی اور وہ سانس نہ لے سکنے کی وجہ سے ہلاک ہو گیا"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ کوڑا البتہ اس نے فرش سے اٹھا لیا تھا۔

"ہونہہ۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تمہارے بارے میں جو کچھ سنا ہے وہ درست ہے۔ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو اس لئے اب تمہارا مزید زندہ رہنا ہمارے لئے انتہائی خطرناک ہے"...... کرنل ہارڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی تھی کہ یکلخت عمران کا کوڑے والا ہاتھ بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور شائیں کی آواز کے ساتھ ہی کرنل ہارڈ چیختا ہوا بے اختیار پیچھے ہٹا۔ اسی لمحے فائرنگ کی آوازوں اور میجر براؤن کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ میجر براؤن سینے پر گولیاں کھا کر فرش پر تڑپ رہا تھا جبکہ عمران کے ہاتھ

میں وہی مشین پسٹل موجود تھا جو کرنل ہارڈ نے اپنی جیب سے نکالا تھا۔ کرنل ہارڈ کا چہرہ پتھر جیسا ہو گیا تھا۔ وہ حیرت کی شدت سے بت بنا کھڑا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ میرا نشانہ بے خطا ہے اس لئے کوئی حرکت کرنے کی کوشش نہ کرنا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو کرنل ہارڈ بے اختیار چونک پڑا۔ میجر براؤن اس دوران ساکت ہو چکا تھا۔

"تم۔ تم جادوگر ہو"...... کرنل ہارڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"یہ کوئی جادوگری نہیں ہے کرنل ہارڈ۔ میں نے جانوشی کو تم دونوں پر اچھالا ہی اس لئے تھا کہ مجھے اس کے ہاتھ سے نیچے گرنے والا کوڑا اٹھانے کی مہلت مل جائے اور پھر تم قلابازی کھا کر اٹھے تو تم کوڑے کی لمبائی کی حدود میں آ گئے تھے اور پھر کوڑے کی ضرب میں نے اس اینگل سے تمہارے ہاتھ پر لگائی تھی کہ تمہارے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل خود بخود اڑتا ہوا میرے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ میجر براؤن تیزی دکھا رہا تھا۔ وہ اپنی جیب سے شاید مشین پسٹل نکالنا چاہتا تھا اس لئے اسے ختم کر دیا گیا۔ یہ جادوگری نہیں ہے سیدھا سادا کھیل ہے کرنل ہارڈ"...... عمران نے پہلے کی طرح انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم میری توقع سے بھی بہت آگے کی چیز ہو۔ بہر حال اب

"تم کیا چاہتے ہو"....... کرنل ہارڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اس وقت انتہائی مشکل سچوئیشن میں تھا۔ عمران کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا اور عمران نے جس تیزی، پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا اس سے کرنل ہارڈ کو بہرحال اتنا ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ اگر اس نے معمولی سی بھی حرکت کی تو اس کا حشر بھی میجر براؤن جیسا ہو سکتا ہے۔

"اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہمیں ان سلنڈروں سے نجات دلا دو"....... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ کہ میں تمہارے خلاف کوئی ایکشن نہیں لوں گا۔ ان سلنڈروں کا سسٹم ساتھ والے کمرے میں ہے۔ مجھے وہاں جانا ہو گا"....... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"سوچ لو۔ مجھے جھوٹ سے شدید نفرت ہے اور میں بولنے والے کا لہجہ سن کر معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تم میری بات پر یقین کرو"....... کرنل ہارڈ نے کہا۔

"اگر تم پھر جادوگروں کے چکر میں نہ پڑ جاؤ تو تمہیں بتا دوں کہ ان سلنڈروں کے کھولنے اور بند کرنے کا سسٹم اس کمرے میں موجود ہے اور مجھے اس کے بارے میں معلوم ہے"....... عمران نے کہا۔

"نہیں یہ صرف تمہارا خیال ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں"۔

نل ہارڈ نے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ واقعی درست کہہ رہا ہے ین اب واقعی وہ خود انتہائی پیچیدہ سچوئیشن میں پھنس گئے تھے کہ اگر کرنل ہارڈ کو جانے کی اجازت دیتا ہے تو پھر ظاہر ہے وہ سب سانی سے مارے جا سکتے تھے اور اگر وہ کرنل ہارڈ کو ہلاک کر دے تو ران سلنڈروں سے نجات کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن ہم تم پر اعتماد کیسے کر سکتے ہیں اس لئے تم ٹی کرو۔ تمہارا کوئی ساتھی آئے گا تو اس سے معاہدہ ہو جائے ".......عمران نے کہا۔

"یہاں۔ یہاں ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ئے گا اس لئے تم باقی ساری عمر اسی طرح بھوک پیاس سے مر جاؤ گے۔ مجھ پر اعتماد کرو میں تمہیں رہا کر دوں گا"....... کرنل ہارڈ نے ہا۔

"اور اگر تم نے وعدہ خلافی کی تو پھر"....... عمران نے کہا۔

"نہیں مجھے اپنی زندگی زیادہ عزیز ہے۔ ہمارا ٹکراؤ پھر کسی اور جگہ سکتا ہے لیکن اب اگر میں ہلاک ہو گیا تو مجھے کیا فائدہ ہو گا"۔ نل ہارڈ نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے جاؤ اور سلنڈر کھول دو"....... عمران نے کہا کرنل ہارڈ تیزی سے مڑا اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے"....... صفدر نے کچھ کہنا چاہا۔

"خاموش رہو"....... عمران نے گردن گھمائے بغیر انتہائی سخت

لہجے میں کہا تو صفدر خاموش ہو گیا اور دوسرے ساتھی بھی خاموش ہو گئے۔ عمران کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک کچھ دیر بعد دروازے کی دوسری طرف سے قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی یکلخت ایک دھماکے سے دروازہ کھلا اور ایک مشین گن کی نال سائیڈ سے اندر کی طرف بڑھی ہی تھی کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کرنل ہارڈ چیختا ہوا دروازے کے درمیان اوندھے منہ آگرا۔ وہ جس سائیڈ پر ہو کر کھڑا تھا اس کے پیچھے دیوار موجود تھی اس لئے عمران کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں اس کے سینے پر پڑیں اور وہ دھکا کھا کر عقبی دیوار سے ٹکرا کر اوندھے منہ دہلیز پر آگرا۔ دوسرے لمحے وہ پلٹا اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ مشین گن ابھی تک اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھ سکتا عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیوں نے کرنل ہارڈ کی کھوپڑی کو سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا اور وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران کی نظریں مسلسل دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ دروازہ اب کھلا ہوا تھا۔ کافی دیر تک جب نہ کوئی اندر آیا اور نہ ہی کسی کی آواز سنائی دی تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا تنا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔

" مجھے خدشہ تھا کہ یہ شخص حلف کی خلاف ورزی ضرور کرے گا اور وہی ہوا۔ وہ ہمیں ہر صورت میں ہلاک کرنا چاہتا تھا"۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

" وہ تو ظاہر ہے لیکن تم نے پہلے ہی کیوں نہ اسے ہلاک کر دیا تھا"...... جولیا نے کہا۔

" اس وقت وہ واقعی بے بس ہو چکا تھا اور دوسرا امکان یہ بھی تھا کہ وہ اپنے حلف کی پاسداری کر دیتا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس بھی تو اور کوئی چانس نہ تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

" وہ چانس تو اب بھی نہیں ہے اور اگر تمہاری گولیاں ذرا بھی ہٹ جاتیں تو ہم سب بے بسی کے عالم میں مارے جاتے۔ تم نے اسے واپس جانے کی اجازت دے کر سب کی زندگیاں سو فیصد خطرے میں ڈال دی تھیں"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" خطرہ تو بہرحال تھا لیکن مجھے امید تھی کہ اگر بے ہوشی کے دوران ہمیں ہلاک نہیں کیا جا سکتا تو اب بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گی۔ میں صرف ایک چانس لینا چاہتا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

" ویسے عمران صاحب۔ آپ نے جس انداز میں سچوئیشن تبدیل کی ہے وہ واقعی حیرت انگیز ہے۔ آپ واقعی بعض اوقات جادوگر ہی لگتے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تو تمہارا کیا خیال تھا کہ اب میں جولیا کے سامنے ان سے کوڑے کھاتا رہتا اور چیختا رہتا اور وہ بھی رقیب روسیاہ اوہ سوری میرا مطلب ہے رقیب رو سفید کے سامنے"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

" لیکن اب ان سلنڈروں سے کیسے نجات ملے گی۔ مجھے تو کرنل ہارڈ کی یہ بات درست لگتی ہے کہ یہاں ان کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

" ظاہر ہے اگر کوئی ہوتا تو اب تک آجاتا اس لئے اب تو سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں ہے اور صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" ویسے یہ سلنڈروں والا سلسلہ پہلی بار سامنے آیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" راڈز والی کرسیاں کھولنے میں تو ہم ماہر ہو چکے تھے اور شاید اسی وجہ سے یہ سلنڈر بنائے گئے ہیں لیکن اصل مسئلہ ان کے سسٹم کا دوسرے کمرے میں ہونا ہے اور ہمارے ساتھ کوئی جن بھی موجود نہیں ہے ورنہ دوسرے کمرے تک ہاتھ لمبا کر کے سسٹم کو آف کر دیتا"...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر تشویش کے آثار ابھر آئے۔

" لیکن ہم کب تک اس طرح جکڑے رہیں گے"...... جولیا نے کہا۔

" جب تک بھوک پیاس برداشت ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد سلنڈروں سمیت ہر چیز سے بے نیاز ہو جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔ یہ واقعی ایسی سچوئیشن بن گئی ہے کہ اس کا کوئی حل ہی سمجھ میں نہیں آرہا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" بعض سوال واقعی ناقابل حل ہوتے ہیں۔ یہ سوال بھی شاید ان میں شامل ہے"...... عمران نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" تم اتنے مطمئن کیوں ہو۔ وجہ"...... جولیا نے کہا۔

" میں تو اپنے ملک کے ایک بڑے شاعر کے اس فلسفے پر یقین رکھتا ہوں کہ رات دن سات آسمان گردش میں ہیں اس لئے کچھ نہ کچھ بہرحال ہو کر رہے گا اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا۔ بھوک پیاس سے ہم دم توڑ دیں گے تو کیا ہوا۔ گولیوں سے مرنے کی بجائے بھوک پیاس سے مر جائیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ آپ تو خود کہتے ہیں کہ ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ہوتا ہے۔ اب اس کا حل بھی آپ خود تلاش کریں"...... صفدر نے کہا۔

" تلاش کرنے کا موقع ملے تو تلاش کروں۔ اب اس سلنڈر میں جکڑے جکڑے تو تلاش کرنے سے رہا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں زور زور سے چیخنا چاہئے۔ شاید ہماری آواز کسی تک پہنچ جائے"...... تنویر نے کہا۔

"یہاں جو بھی آئے گا دشمن ہی ہو گا۔ دوست تو آنے سے رہا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" نہیں۔ کوئی اجنبی بھی آ سکتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہاں لاشیں دیکھ کر پولیس کو اطلاع کر دے گا لیکن اس طرح ہماری جانیں تو بچ جائیں گی"...... جولیا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میری طرف سے جتنا زور سے چیخ سکتے ہو اور جب تک چیخ سکتے ہو چیخو۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ تہہ خانہ ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

" پھر تو چیخنا حماقت ہے لیکن اب کیا کیا جائے"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" کہا تو ہے صبر کرو اور کیا کہوں"...... ویسے بڑے عرصے بعد فرصت ملی ہے اس لئے میں تو سونے جا رہا ہوں۔ جب تم مرنے لگو تو مجھے جگا دینا۔ میں پھر تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں گا ورنہ مجھ اکیلے میں اتنی ہمت نہیں کہ تم سب کے کفن دفن کا خرچہ برداشت کر سکوں"...... عمران نے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح کہو کہ تم بھی جو اپنے آپ کو بڑا عقلمند سمجھتے ہو بے بس ہو گئے ہو"...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے آنکھیں بند کر لیں۔

" آپ شاید ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی سے رابطہ کر رہے ہیں"۔

صفدر نے کہا تو عمران نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

" ارے نہیں۔ ایسا علم مجھے آتا تو میں سب سے پہلے تنویر کے ذہن سے رابطہ کر کے اس میں ایسی گڑبڑ پھیلا دیتا کہ راستہ صاف ہو جاتا اور پھر جولیا کے ذہن سے رابطہ کر کے اس کا غصہ دکھانے والا خانہ ہی بند کر دیتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جہاں تم نے ساری دنیا کے علم سیکھ لئے ہیں وہاں یہ بھی سیکھ لیتے۔ آج کام تو آتا"...... جولیا نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اسی طرح کی باتیں کرتے اور رہائی کی ترکیبیں سوچتے انہیں دو گھنٹے گزر گئے لیکن نہ کوئی وہاں آیا اور نہ ہی انہیں کسی طرح ان فولادی سلنڈروں سے نجات مل سکی۔ البتہ ان کے چہروں پر اب شدید ترین پریشانی کے تاثرات نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے لیکن عمران کے چہرے پر وہی ازلی اطمینان تھا جیسے اسے کسی بات کی فکر ہی نہ ہو۔

" عمران صاحب کیا واقعی آپ کے ذہن میں بھی اس سچوئیشن کا کوئی حل نہیں آ رہا"...... صفدر نے کہا۔

" کون سی سچوئیشن کا"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

" ان سلنڈروں سے آزادی حاصل کرنے کا"...... صفدر نے کہا۔

" کیوں نہیں آ رہا۔ ایک نہیں ہزار حل آ رہے ہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ کامیاب کوئی نہیں ہو رہا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اس طرح تو واقعی ہم مرجائیں گے۔ مس جولیا کو آپ نے دیکھا ان کا چہرہ زرد پڑ چکا ہے"....... صفدر نے کہا۔

" اچھا۔ ابھی سے۔ میں نے تو سنا ہے کہ خواتین مردوں سے زیادہ صابر ہوتی ہیں کیونکہ وہ ایسے ایسے شوہروں پر صبر کر کے زندگی گزار دیتی ہیں جن کی شکل دیکھنے کا بھی کوئی روادار نہیں ہوتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم خاموش رہو۔ بس تم شکست کھا گئے ہو۔ آج تمہاری شکست کا دن ہے"....... جولیا نے کہا۔

" ارے کس میں شکست۔ کہیں سوئمبر میں شکست کی بات نہ کر دینا"....... عمران نے بڑے تشویش بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

" تم ان سلنڈروں سے تو نجات حاصل نہیں کر سکتے اور سوئمبر جیتنے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ ہونہہ "....... جولیا نے کہا۔

" ارے۔ یہ کون سا مشکل کام ہے۔ میں تو اس لئے خاموش تھا کہ چلو اس طرح ہمیں آرام کرنے کا موقع مل گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" مشکل کام نہیں ہے تو کر کے دکھاؤ"....... جولیا نے انتہائی چیلنج بھرے انداز میں کہا۔

" پہلے یہ بتاؤ کہ کیا انعام ملے گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وعدہ۔ جو تم مانگو گے ملے گا"....... جولیا نے کہا۔

" سوچ لو بلکہ تنویر سے مشورہ بھی کر لو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اب تمہارے پاس سوائے بکواس کرنے کے اور رہ کیا گیا ہے۔ کچھ نہیں کر سکتے تو خاموش رہو"....... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کیپٹن شکیل"....... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میرا خیال ہے عمران صاحب کہ آپ کے ذہن میں ان سلنڈروں سے نجات کا کوئی نہ کوئی طریقہ بہرحال موجود ہے اس لئے آپ مطمئن ہیں ورنہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ انسان اس حالت میں اس حد تک مطمئن رہے"....... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" تو تم مجھے انسان تسلیم کرتے ہو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ظاہر ہے اسی لئے تو آپ اس سلنڈر میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اگر آپ جن ہوتے تو کب کے نکل گئے ہوتے"....... صفدر نے کہا۔

" ارے کیا واقعی تم سیریئس ہو۔ کیا واقعی ان سلنڈروں سے نجات چاہتے ہو"....... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے واقعی حیرت ہو رہی ہو تو سب بے بسی سے بے اختیار ہنس پڑے۔

" سچ بات واقعی یہی ہے کہ میرے ذہن میں بھی باوجود سوچنے کے اس سچوئیشن سے نکلنے کا کوئی حل نہیں آ رہا۔ میں نے کوشش کی کہ

کسی طرح پیروں کو ان کلپس سے نجات دلا کر اس سلنڈر سے باہر نکل جاؤں لیکن ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔ زمین ٹھوس ہے۔ اسے ہاتھوں سے توڑا بھی نہیں جا سکتا اور ٹرانسمیٹر واچ بھی اتار لی گئی ہے۔ کوٹ بھی اتار لیا گیا ہے اس لئے نہ ہی کوئی چیز ہے حتیٰ کہ ناخنوں میں بلیڈ بھی موجود نہیں ہیں۔ اس سچوئیشن سے بچنے کے لئے میں نے کرنل ہارڈ کو باہر زندہ بھیجنے کا رسک بھی لیا تھا"...... عمران نے اچانک انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" پھر تو صرف اللہ تعالیٰ سے دعا ہو سکتی ہے کہ وہ کوئی فرشتہ ہماری مدد کے لئے بھیج دے۔ وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

" دعائیں بھی بہت مانگی ہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بہر حال گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا"...... عمران نے کہا اور سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے اس کے سوا ان کے پاس اور کوئی چارہ کار ہی نہ رہ گیا ہو اور پھر کمرے میں گہری خاموشی طاری ہو گئی۔

" میں رہا ہو سکتی ہوں۔ میں رہا ہو سکتی ہوں"...... اچانک جولیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" روح بن کر۔ لیکن اچھی بننا۔ بدروحوں سے مجھے بہت خوف آتا ہے"...... عمران نے فوراً ہی جواب دیا لیکن دوسرے لمحے اس کی بھی

آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں جب انہوں نے جولیا کو سلنڈر کے کناروں پر ہاتھ رکھ کر اچھل کر باہر آتے ہوئے دیکھا۔ دوسرے لمحے جولیا سلنڈر کے باہر کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ فرط مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔

" یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ حیرت ہے"...... عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

" ذہانت صرف تمہاری ہی میراث نہیں ہے۔ سمجھے"...... جولیا نے پلٹ کر کہا۔

" یہ واقعی کیسے ہو گیا مس جولیا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران سمیت سب کے چہروں پر واقعی انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران شاید پوری زندگی میں اتنا حیران نہ ہوا ہو گا جتنا اب نظر آ رہا تھا۔

" میں پہلے تمہیں ان سلنڈروں سے نجات دلا دوں۔ پھر بات ہو گی"...... جولیا نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ پھر وہ دروازے میں پڑی ہوئی کرنل ہارڈ کی لاش کو پھلانگتی ہوئی ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

" کمال ہے۔ یہ واقعی اس صدی کا عجوبہ ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد ان کے جسموں کے گرد موجود سلنڈر درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈوں پر ہو گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ان کے پیر فرش پر ابھرے ہوئے لوہے

کے کلپوں کے اندر جکڑے ہوئے تھے اور وہ اس لئے نکل نہ پا رہے تھے کہ پیچھے تک سلنڈر نے انہیں روک رکھا تھا۔ سلنڈر ہٹتے ہی انہوں نے پیر باہر نکالے اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گئے۔ اسی لمحے جولیا واپس آ گئی۔

" مس جولیا۔ آپ نے واقعی آج کارنامہ سرانجام دیا ہے"۔ صفدر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" یوں کہو کہ اپنی اور ہماری سب کی زندگیاں بچا لی ہیں ورنہ واقعی جو صورت حال تھی اس نے میرا بھی ذہن ماؤف کر کے رکھ دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

" تمہاری بات سن کر میرے ذہن میں یہ حل آیا تھا کہ ہمارے پیر کلپس میں جکڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے پیروں کو ہلانے کی کوشش کی۔ میں ان کلپس کی ماہیت چیک کرنا چاہتی تھی اور پھر میرے پیر ذرا سا مڑے اور اس کے ساتھ ہی مجھے محسوس ہوا کہ میرا پیر مڑنے کی وجہ سے کسی گرپ سے تھوڑا سا نکل آیا ہے۔ چنانچہ میں نے آگے کی طرف اپنے جسم کو کر کے اپنے آپ کو اوپر اٹھانے کی کوشش شروع کر دی اور پھر آہستہ آہستہ میرے پیر گرپ سے باہر آ گئے۔ چونکہ میرے پیروں میں نرم جوتے تھے اس لئے وہ میرے پیروں کے ساتھ ہی مڑ گئے تھے اور جب میں نے محسوس کیا کہ میرے دونوں پیر گرپ سے آزاد ہو چکے ہیں تو میں سلنڈر کے کناروں پر دونوں ہاتھ رکھ کر باہر نکل آئی"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے

کہا۔

" یہ آپ کو خاتون ہونے کا فائدہ ملا ہے۔ بہرحال آپ نے آج واقعی کارنامہ سرانجام دی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" لیکن میں سوچ رہا ہوں کہ جو اس فولادی گرپ سے نکل سکتی ہے وہ کچے دھاگے کی گرپ سے کیسے قابو رہ سکتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب اس کی بات کا مطلب سمجھ کر بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ وہ سب جانتے تھے کہ عمران کا کچے دھاگے سے مطلب شادی ہوتا ہے۔ پھر وہ سب اس کمرے سے نکل کر راہداری سے گزر کر اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والے حصے میں پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے پوری عمارت گھوم ڈالی اور باہر جا کر بھی چیکنگ کر لی۔ یہ عمارت باہر سے کوئی پرانا اور ٹوٹا پھوٹا زرعی فارم دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے ارد گرد دور دور تک ویران علاقہ تھا حتیٰ کہ کوئی سڑک تک دکھائی نہ دے رہی تھی۔ البتہ عقبی طرف ایک کار موجود تھی جبکہ اندر سے یہ عمارت خاصی جدید ساخت کی تھی اور اس میں ہر قسم کی جدید سہولیات مہیا کی گئی تھیں۔

" اگر جولیا کام نہ دکھاتی تو یہاں واقعی کسی نے نہ آنا تھا"۔ عمران نے واپس آ کر ایک بڑے کمرے میں کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ یہاں اسلحہ بھی کافی تعداد میں موجود ہے اور میک اپ کا سامان وغیرہ بھی"...... صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ یہ راڈکس کا کوئی خاص اڈا لگتا ہے۔ بہرحال اب راڈکس

بھی ختم ہو گئی اور کرنل ہارڈ بھی"....... عمران نے کہا۔

"اب ہمیں دوبارہ لیبارٹری پر حملہ کرنا ہو گا"....... جولیا نے کہا۔

"وہ لیبارٹری واقعی وہ نہیں ہے جس میں پاکیشیائی فارمولا بھجوایا گیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہ کرنل ہارڈ یقیناً بکواس کر رہا تھا"....... جولیا نے کہا۔

"جس سچوئیشن میں اس نے بات کی ہے اس میں جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ دوسری بات یہ کہ سلائیڈ شیشے والی بات سن کر مجھے بھی یقین آگیا ہے وہ جراثیموں پر ریسرچ کرنے والی لیبارٹری ہے"....... عمران نے کہا۔

"تو کیا اب نئے سرے سے لیبارٹری تلاش کرنا پڑے گی"۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب فارمولا ہمیں ویسے ہی مل جائے گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر موجود وائرلیس فون پیس اٹھا کر اسے آن کیا اور پھر اس پر انکوائری کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری لارڈ بارٹن کی رہائش گاہ کا نمبر دیں۔ میں کافرستانی سفارت خانے سے بول رہا ہوں"....... عمران نے جان بوجھ کر کافرستانی سفارت خانے کا نام لیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف

سے نمبر بتا دیا گیا۔

"کافی دن نکل چکا ہے۔ وہ شاید اب تک آفس پہنچ گئے ہوں"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے ان کے بارے میں معلوم ہے۔ وہ بارہ ایک بجے سے پہلے آفس نہیں جاتے۔ یہ ان کی پرانی عادت ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ چیف سیکرٹری ہاؤس"....... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری لارڈ بارٹن سے کہو کہ پاکیشیائی علی عمران ان سے بات کرنا چاہتا ہے۔ اگر انہوں نے بات نہ کی تو گریٹ لینڈ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا جس کی ذمہ داری پھر علی عمران پر نہ ہو گی"....... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو"....... چند لمحوں بعد لارڈ بارٹن کی بھاری اور سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیوں فون کیا ہے"....... چیف سیکرٹری نے

قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ارے ۔ ارے اتنا غصہ ۔ آپ کے صبر و تحمل اور بردباری کی تو پوری دنیا میں مثالیں دی جاتی ہیں۔ میں سیکرٹری وزارت خارجہ پاکیشیا سر سلطان کو غصہ آنے پر آپ کی مثال دے کر ٹھنڈا کرتا ہوں اور آپ کی یہ حالت ہے کہ میرا تعارف سن کر ہی آپ کو غصہ آنے لگ گیا ہے "...... عمران نے کہا۔

" میرے پاس فضول باتوں کا وقت نہیں ہے۔ جو کچھ کہنا ہے جلدی کہہ دو "...... لارڈ بارٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

" آپ نے سر سلطان کو سرکاری طور پر بتایا تھا کہ پاکیشیا سے فارمولا گریٹ لینڈ نے حاصل نہیں کیا۔ اس کے باوجود آپ نے ہمارے مقابلے پر اپنی خفیہ اور انتہائی تیز ترین تنظیم راڈکس کو اتارا۔ آپ کا خیال ہو گا کہ راڈکس کا کرنل ہارڈ اور اس کا نمبر ٹو میجر براؤن پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ روک لیں گے لیکن جہاں سے میں بول رہا ہوں وہاں کرنل ہارڈ اور میجر براؤن دونوں کی لاشیں میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ ان کے باقی ساتھیوں کی لاشیں یقیناً اب تک پولیس کو انڈسٹریل سٹیٹ کی پیراگون لیبارٹری کے اوپر بنی ہوئی فیکٹری میں مل چکی ہوں گی "...... عمران نے بھی یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

" کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ کرنل ہارڈ ہلاک ہو چکا ہے "۔ لارڈ بارٹن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ہونٹ چبا چبا کر بات کر رہا ہو۔

" آپ کو تو معلوم ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولا کرتا اور میرا آپ کے بارے میں بھی یہی خیال تھا۔ بہرحال آپ کو رعایتی نمبر دیئے جا سکتے ہیں کہ یہ فارمولا آپ کی بجائے ڈیفنس سیکرٹری نے پاکیشیا سے حاصل کرایا تھا۔ میں نے ڈیفنس سیکرٹری کو اس کی رہائش گاہ پر اس لئے زندہ چھوڑ دیا تھا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کو شکایت ہو کہ میں نے سیکرٹری لیول کے آفیسر کا لحاظ نہیں کیا۔ بہرحال یہ بات درست ہے کہ راڈکس ختم ہو چکی ہے لیکن آپ کو فون کرنے کا یہ مقصد نہیں تھا کہ میں آپ کو یہ اطلاع دوں۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری نے اپنی حماقت سے مجھے ایسی لیبارٹری کا پتہ بتا دیا ہے جس میں وفاعی جراثیموں پر ریسرچ کی جا رہی ہے اور میں اس لیبارٹری کا چکر لگا آیا ہوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کے گرد سلانگ شیشے کا کور موجود ہے جس کے بارے میں سب یہی کہتے ہیں کہ اسے ایٹم بم سے بھی نہیں توڑا جا سکتا لیکن آپ جانتے ہیں کہ جو کام ایٹم بم نہیں کر سکتا وہ آپ کے بھتیجے کا ذہن کر لیتا ہے۔ میں چاہتا تو ایسا کر بھی گزرتا لیکن میں اس لئے رک گیا ہوں کہ اس کے اندر جو قاتل جراثیم موجود ہیں وہ آزاد ہو جائیں گے اور اس کے بعد ظاہر ہے گریٹ لینڈ کا دارالحکومت انسانوں اور جانوروں سب سے صاف ہو جائے گا اور لاکھوں، کروڑوں افراد آناً فاناً ختم ہو جائیں گے "...... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ تم پیراگون لیبارٹری

تک کیسے پہنچ گئے "...... لارڈ بارٹن نے انتہائی حواس باختہ ہو کر کہا۔

" آپ کے ڈیفنس سیکرٹری نے شاید یہ سوچ کر مجھے وہاں کے بارے میں بتادیا کہ میں وہاں ٹکریں مارتا رہ جاؤں گا لیکن اسے نہیں معلوم کہ مسلسل ٹکریں مارنے سے تو چٹانیں بھی ٹوٹ جاتی ہیں اور سلائنک شیشہ توڑنا تو ہمارے لئے عام شیشے سے بھی زیادہ آسان ثابت ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ نہیں پلیز۔ عمران پلیز ایسا مت کرنا۔ پلیز۔ میں پاکیشیائی فارمولا واپس کرا دیتا ہوں اور سرکاری طور پر بھی پاکیشیا سے معافی مانگ لی جائے گی۔ سر سلطان سے میں ذاتی طور پر معافی مانگ لوں گا۔ بے گناہ افراد کو مت ہلاک کرو"...... لارڈ بارٹن نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

" آپ نے یقیناً یہ سوچ کر یہ سب کچھ کیا ہو گا کہ کرنل ہارڈ ہمیں کور کر لے گا لیکن میں نے آپ کو ہمیشہ یہی بتایا ہے کہ جو لوگ حق پر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کی مدد کرتا ہے۔ بہرحال اگر آپ وعدہ کریں کہ پاکیشیائی فارمولا پاکیشیا پہنچ جائے گا تو میں بھی خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا ورنہ جو ہو گا بہرحال آپ بھی دیکھ لیں گے اور دوسرے بھی"...... عمران نے کہا۔

" نہیں۔ میرا وعدہ۔ فارمولا پہنچ جائے گا"...... لارڈ بارٹن نے کہا۔

" اوکے۔ مجھے آپ کے وعدے پر اعتبار ہے۔ گڈ بائی"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر کے اسے میز پر رکھ دیا۔

" اب بولو۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ یہی کام آپ پہلے بھی کر سکتے تھے"...... صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ لارڈ بارٹن جراثیموں والی لیبارٹری کی وجہ سے مجبور ہوا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ کر دکھاتا ہوں اور واقعی اگر سلائنک شیشہ توڑ دیا جائے تو پھر قاتل جراثیم ہوا میں شامل ہو جائیں گے اور گریٹ لینڈ پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اب یہ اور بات ہے کہ میں ایک فولادی سلنڈر سے نجات حاصل نہیں کر سکا۔ سلائنک شیشہ کہاں ٹوٹتا پھر مجھ سے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ایڈونچر

پارٹن

مکمل ناول

مصنف مظہر کلیم ایم اے

پارٹن بحیرہ روم کا ایک جزیرہ جہاں پاکیشیا کے خلاف انتہائی خوفناک سازش تیار کی جا رہی تھی۔

پارٹن ایک ایسا جزیرہ جہاں سازش تو اسرائیلی تھی لیکن اس کی حفاظت ایکریمین ایجنٹ کر رہے تھے۔

پارٹن جس کی حفاظت کے لئے ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹ موجود تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔

سواکن بلیک ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں اس وقت کو فضا میں ہی ہلاک کر دیا جب ان کا ہیلی کاپٹر ان سمیت شعلوں میں تبدیل ہو کر سمندر میں جا گرا۔

کیلی بلیک ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ جو پارٹن جزیرے پر موجود تھا اور جس نے پارٹن جزیرے تک عمران اور اس کے ساتھیوں کا پہنچنا ہی ناممکن کر دیا تھا۔

وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پارٹن جزیرے تک پہنچنے کی ترکیبیں سوچتے رہے اور اسرائیلی سازش مکمل بھی ہو گئی۔ ایسی سازش جس کے بعد پاکیشیا اسرائیل اور کافرستان کے لئے ترنوالہ ثابت ہوتا۔

وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سازش تک پہنچ بھی گئے لیکن وہ آگے بڑھنے اور پاکیشیا کے خلاف اس خوفناک سازش کو روکنے سے قاصر تھے

کیوں ——؟

کیا پارٹن جزیرے پر ہونے والی پاکیشیا کے خلاف اسرائیلی سازش کامیاب ہو گئی یا ——؟

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

مظہر کلیم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بُک سیلرز
پاک گیٹ ملتان